جلد ۱ نمبر ۲ و ۳

دھولاگر پربت

اپریل و مئی سنہ ۳۶ء

خاص نمبر

تمام دنیا اصل نسل [illegible] ہندو ہے

حصہ اول

مصنفہ

شیو برت لال

پبلشر

سنت کاریالیہ الہ آباد

نمبر ۲ و ۳ ماہ اپریل و مئی ۳۷ء

دھولاگر پربت

مہرشی شیوبرت لال جی کا خاص اپنا ماہواری رسالہ

جس میں صرف اُن کے تازہ تازہ مضامین آتے ہیں یا جو اُن کے ست سنگ کے بچن سن کر ستسنگی بھائی قلمبند کر کے اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔

خاص نمبر

تمام دُنیا صلح و [illegible] کی نظر سے ہندو مت

بغرض ریویو و تبادلہ

شیوبرت لال۔ (مقیم رادھا سوامی دھام راج بنارس)

وسیع پیمانہ میں وسیع انسانی محبت کا پیغام

دیوان نبس دھاری لال پبلشر سنت کاریالیہ الہ آباد

مطبوعہ اسرار کریمی پریس الہ آباد

باراول قیمت ۲

سنہری فہرست

یہ فہرست ان ہمدرد اور سچے غمگساروں کی ہے جن کو دن رات رسالہ دھولاگر پربت کی اشاعت میں اضافہ کرنے کی لگن لگی رہتی ہے۔ ایسے پیارے ہمدردوں کا شکریہ کس زبان سے ادا کیا جائے۔ درحقیقت ایسے ہی احباب قدردان سے بالعموم اور ست سنگی بھائیوں سے بالخصوص یہ چشمہ فیض جاری رہے گا۔ یہ حضور مہاراج مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کا خاص رسالہ ہے۔ مندرجہ ذیل فہرست ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء تک کی ہے۔ اس کے بعد جن ہمدردوں نے خریدار بنائے ہیں یا بنائیں گے اسی صفحہ پر جون ۱۹۳۶ء کے رسالہ میں شائع ہوں گے۔

۱۔ پنڈت دنیچند صاحب بنام دت بذریعہ منی آرڈر

۲۔ بابو دلائتی رام دہلی للعہ نقد

۳۔ بابو لیت کشن صاحب حیدرآباد دکن ۵ بذریعہ منی آرڈر

۴۔ ٹھاکر گورکھ پرشاد دیوریہ ۲ خریدار

۵۔ لالہ منشی لال صاحب علی گڑھ ۱ خریدار

۶۔ بابو چھوٹے لال میرٹھ ۱ خریدار

۷۔ بابو سمرتی رام صاحب علی گڑھ ۱ خریدار

۸۔ پنڈت آفتاب رام جالندھر ۱ خریدار

۹۔ دیوان بابو لال جالندھر ۴ خریدار

۱۰۔ پنڈت جگت نارائن جہلم ۱ خریدار

۱۱۔ بابو منوہر لال صاحب ماسٹر جے پور ۹ خریدار

۱۲۔ مسٹر چیلپتی چنا اگرے باسا ہوٹل صاحب زیل ۴ خریدار

۱۳۔ رائے بہادر راجہ رام زیل ۸ خریدار

۱۴۔ گنگا دھر راؤ گاڈگیل ہمکنڈہ ۳ خریدار

شرح اجرت اشتہار

رسالہ دھولاگر پربت مہرشی جی کا خاص رسالہ ہے ان کا نام ہی رسالہ کی ترقی کا بہترین ثبوت ہے۔ افسوس سے عام اشتہارات کے چھاپنے کی بھی اجازت دیدی ہے لہذا آپ اپنا اشتہار چھپا کر اپنے روزگار تجارت میں ترقی کیجئے اس سے زیادہ سستے اشتہارات چھپنا بالکل ناممکن ہیں یہ شرح آخری اور قطعی ہیں لہذا اس امر میں طے کرنے کی خط و کتابت بے سود ہے۔

ایک ماہ کے لئے فی صفحہ للعہ ۳ ماہ کے لئے فی ماہ فی صفحہ بحساب ؎

۶ ماہ کے لئے فی صفحہ فی ماہ بحساب معہ ۱۲ ماہ کے لئے " " " ؎

نصف صفحہ کے لئے ۱۲½ فیصدی اس نرخ میں اضافہ کیا جائے گا۔

نوٹ۔ اخلاق سے گرے ہوئے اشتہارات نہیں چھاپے جائیں گے۔

رسالہ ہر ایک اشتہار چھپانے والے کے پاس مفت بھیجا جائے گا جس میں اس کا اشتہار نکلا ہوگا۔

منیجر دھولاگر پربت
سنت کاریالیہ۔ الہ آباد

ایسی ہل چل مچا دینے والی ایک خاص ایجاد

سنہ ۱۸۸ء سے ملک بھر میں مشہور ہے

شودھی ہوئی چھوٹی ہڑریں

ارخانے کی بنی ہوئی چھوٹی ہڑریں جو خاص طور پر بہت سی ادویات کی
کی گئی ہیں جو کھانے میں نہایت خوش ذائقہ اور فوائد میں پُر تاثیر ہیں یوں تو
ہزاروں طرح کی ہڑریں بنائی جاتی ہیں لیکن ہمارا فخر ہے کہ ایسی ہڑریں
وہ اب تک کسی دوسرے نے ایجاد نہیں کی۔

یہ ہے کہ اس کی بکری زیادہ دیکھکر بہت سے نقال پیدا ہو گئے
ملن کو لازم ہے کہ حکیم رام کشن لال کی بنائی ہوئی شودھی ہوئی چھوٹی
ال کیا کریں جو سوء ہضم شکم ۔ درد شکم ۔ درد ریاحی ۔ درد قولنج ۔ باد گولہ ۔
بلغم اسہال پیچش اور بواسیر بادی کمی اشتہا ۔ آروغ ترش قبض شکم ضعف
امراض معدے کیلئے بیحد مفید ہے اور ان تمام بیماریوں کے لئے جو کہ
ضعف سے پیدا ہوتی ہیں ۔ ان کے دفع کرنے میں یہ ہڑریں اکسیر کا کام
ال کرنے سے بھوک زیادہ لگتی ہے کھانے کو ہضم کرتی ہے اجابت صاف
دن کو تندرست بدن کرتی ہے ۔ چہرے کی رنگت کو نکھار کر سستی دور
کرتی ہے۔

بس میں یکصد ہڑریں ہوتی ہیں صرف چار آنہ محصولڈاک ایک سے تین بکس تک سات آنہ

ملنے کا پتہ

کشن لال مالک یونانی میڈیکل ہال رانی منڈی الہ آباد

نے والے نقالوں سے بچنے کے لئے حکیم رام کشن لال کا نام ہر ڈبوں اور بوتلوں کے لیبل پر دیکھ لیا کریں ۔
بھیجتے وقت محصول لگا کر پرمٹ کا حوالہ ضرور دیجئے)

رسالہ دھولا گر پربت کی ایجنسیاں

جہاں سے آپ ہر ماہ رسالہ دھولا گر پربت کا تازہ پرچہ خرید سکتے ہیں

نمبر	شہر	ایجنسی	پتہ
۱	الہ آباد	دکان لالہ رام نراین لال بکسیلر و پبلشر	کٹرہ الہ آباد
۲	"	سنٹرل بک ڈپو	جانسٹن گنج الہ آباد
۳	"	پراونشل بک ڈپو	چوک - الہ آباد
۴	"	نیشنل بک ڈپو	زیرو روڈ - الہ آباد
۵	"	پاپولر بک ڈپو	ہیوسٹ روڈ - الہ آباد
۶	کانپور	بمبئی پستکالیہ	چوک کانپور
۷	علی گڑھ	بابو گلاب چند جینی بکسیلر	علی گڑھ
۸	"	نیشنل بک ڈپو	"
۹	بلند شہر	دیوان گپتا	بلند شہر
۱۰	میرٹھ	پنڈت خزان سنگھ شرما	میرٹھ
۱۱	"	ستیہ پرکاش بک ایجنسی	"
۱۲	لکھنؤ	لالہ رام چرن اگروال بکسیلر	امین آباد پارک لکھنؤ
۱۳	"	لالہ چیت رام	۲۵ سری رام روڈ
۱۴	فیض آباد	میسرز مولچند اینڈ سنز بکسیلر	فیض آباد
۱۵	پرتاب گڑھ	اگروال بک ڈپو	چوک پرتاب گڑھ
۱۶	بنارس	بھارگو بک ڈپو	چوک بنارس
۱۷	مرزا پور	مرزا پور بک ڈپو	مرزا پور
۱۸	اکبر پور	اسکول بک سٹورس	اکبر پور فیض آباد
۱۹	سلطان پور	بابو مراری داس بکسیلر	سلطان پور
۲۰	"	اگروال بک ڈپو	"
۲۱	باندہ	چودھری برادرس بکسیلر	باندہ
۲۲	جون پور	ٹھاکر گجراج سنگھ بکسیلر	جون پور
۲۳	"	موریہ پستکالیہ	"
۲۴	اٹاوہ	رام پرشاد اینڈ برادرس بکسیلر	اٹاوہ
۲۵	پنجاب	لالہ نند کشور ملہوترہ دفتر من موہن لاج روڈ نمبر ۱۳	لاہور
۲۶	کلکتہ	کلکتہ پستک بھنڈار	ہیریسن روڈ کلکتہ

مسٹر اے۔ ایچ وھیلر سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔

تمام دنیا اصل و نسل کی نظر سے ہندو ہے

اور

معمولی توجہ کرنے سے سب ہندو ہو سکتے ہیں
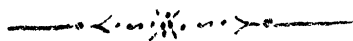
عجیب و غریب خیال، قابل غور و قابل مطالعہ مسئلہ۔ جو کم از کم ہر سمجھ دار ہندو کے توجہ کا مستحق ہے

عالم امکان میں امکان ہے ہر بات کا
ساتھ میں ہر روز دن کے ساتھ ہے جوں رات کا

شیوبرت لال

(پرنٹر حکیم رمضان علی اسرار کریمی پریس الہ آباد)

دستور العمل و مقاصد

(۱) سالانہ چندہ پیشگی ۴؎
(۲) نمونہ کے لئے ۴/ ۳ پائی کے ٹکٹ آنے چاہئیں
(۳) (ا) خاص نمبر کی قیمت مطابق سرورق ہوگی۔
(ب) مستقل خریداروں کو اسی سلسلہ میں
(۴) تاریخ اشاعت ہر ماہ کی یکم تاریخ
(۵) خط و کتابت میں نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے ورنہ شکایت معاف۔
(۶) جملہ خط و کتابت و زر ترسیل بنام منیجر دھولا گر پربت سنت کار بالیہ الہ آباد ہونی چاہئے جواب کے لئے جوابی کارڈ یا اس کا ٹکٹ آنا چاہئے
(۷) مضامین بنام اسسٹنٹ ایڈیٹر دھولا گر پربت بھیجنا چاہئے۔
(ا) مضامین میں کانٹ چھانٹ کرنے کا پورا اختیار ایڈیٹر کو ہوگا۔
(ب) اخلاق سے گرے ہوئے مضامین درج رسالہ نہ ہوں گے
(ج) مجلسی یا شخصی توہین آمیز مضامین درج رسالہ نہ ہوں گے۔
(د) پولیٹیکل یا سیاسی مضامین سے قطعی پرہیز رہے گا
(۸) ایڈیٹر صاحب سے خط و کتابت کسی اہم معاملہ کے لئے مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج ایم اے معرفت منیجر دھولا گر پربت الہ آباد ہونی چاہئے
(ا) لفافہ پر پرائیوٹ یا پرسنل لکھ دینا چاہئے۔
(ب) ایڈیٹر کے خط میں انتظامی معاملات کے لئے کچھ بھی نہ لکھنا چاہئے۔
(۹) ہندو نوجوانوں کو ہندو دھرم کی ماہیت سمجھانا۔
(۱۰) پورانوں کی جو باتیں شاعرانہ انداز اور استعارہ کی زبان میں بیان ہوئی ہیں معمولی عبارت میں عام فہم الفاظ میں ذہن نشین کرانا۔
(۱۱) ریویو کے لئے ہمیشہ دو کتابیں بھیجنا چاہئے۔

فہرست مضامین

دیباچہ

دُنیا ہندو ہے

(۱) تمام دنیا اصل اور نسل کی نظر سے ہندو ہے اور
(۲) تمام دنیا صرف معمولی توجہ کرنے سے ہندو ہو سکتی ہے

دو مسئلہ ہیں جو قابل غور قابل مطالعہ اور قابل توجہ ہیں۔
یہ خیالات کس حد تک صحیح ہیں۔ آسانی سے سمجھ میں نہیں آئینگے لیکن جو لوگ اطمینان قلب اور دلی یکسوئی سے اس تحریر کو پڑھتے اور سوچتے رہیں گے۔ چاہے وہ کوئی بھی ہوں آخر میں میرے ہمخیال ہوئے بغیر نہ رہ سکینگے۔

اداسی مایوسی

کم از کم موجودہ ہندو سوسائٹی کی گری ہوئی حالت کے دیکھنے سے کسی کو ان کے سچے یقین ہونے کا خیال تک نہیں پیدا ہوتا بعض آدمیوں نے تو فتویٰ دیدیا ہے کہ ہندو موت کے منہ میں ہیں اور یہ چند سالوں کے مہمان ہیں۔ ان صاحبوں کی نظر مردم شماری کی تعداد پر رہتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوں کے درمیان تبدیل مذہب کی بلا زور شور کے ساتھ جاگزیں ہو گئی ہے اور روز بروز جڑ پکڑتی جا رہی ہے۔ لیکن اس سے ہندوں کے اصلی ہندو پن میں کیا فرق آ رہا ہے یا آئیگا اُس پر کسی کی نظر نہیں ہے۔

عجیب وغریب خیال

یہ خیال کہ تمام دنیا اصل اور نسل کی نظر سے ہندو ہے اپنی نوعیت کی نظر سے عجیب وغریب خیال ہے اور عجائب پرستی انسانی دل کا فطرتی جذبہ ہے اگر یہ جذبہ ہمارے دلوں سے معدوم ہو گیا ہوتا یا معدوم دنیا خواہ معدوم ہو جاتا تو اُس کے غائب

ہو جانے کے ساتھ ہی تمام علمی اور عملی اختراعات کا خاتمہ بھی ہو گیا ہوتا کیونکہ ہر قسم کی ترقی کا راز اسی عجائب پرستی کے بطن میں پوشیدہ ہے جو موقع پا پا کر ابھر ابھرا ہوتا ہے۔ اور ہم کو دیکھتے دیکھتے کچھ کا کچھ بنا دیا کرتا ہے۔

عجائب پرستی

ہم میں عجائب پرستی کیوں ہے؟ سبب یہ ہے کہ ہم خود عجیب و غریب مخلوق ہیں۔ قدرت نے ہم کو عجیب و غریب بنایا اور دنیا کے تماشا گاہ میں تماشے دیکھنے اور تماشا دکھلانے کی غرض سے بھیجا۔ ہم اس کے سوا اور کرتے کیا ہیں؟ تماشا دیکھتے ہیں اور تماشا دکھاتے پھرتے ہیں اور ہمارے اس تماشا دیکھنے دکھانے کے سلسلہ میں نظام قدرت میں روز روز اور لحہ لحہ نئی نئی صورتوں سیرتوں اور نئی نئی طاقتوں اور قوتوں کی ایجادیں ہوتی رہتی ہیں ان سب کی بنیاد میں اور کچھ نہیں ہے۔ ہماری عجائب پرستی کا فطری جذبہ خود بخود سب کام کرتا کراتا رہتا ہے۔

تماشا گاہ۔

ہے تماشا گاہ عالم بے گماں
آ کے دیکھو تم تماشوں کو یہاں

اور دن کے دیکھو تماشے رات دن
ان تماشوں میں گزارو سال و سن

دیکھ لو سب کے تماشے دیکھ لو
ہیں یہ قدرت کے اشارے دیکھ لو

تجربوں میں آئے وسعت ہر زماں
منکشف ہوں سر ارض و آسماں

یہ غرض ہے عالم ایجاد کی
عدل بے عدلی کی اور فریاد کی

سب کو دیکھو ہے یہی گیان اور دھیان
گیان میں آئیں زمین و آسمان

اس سے جب آگتا ئے جی الٹو نظر
اپنی جانب آؤ۔ اپنی لو خبر

آئینہ ہیں آئینہ ہے کل جہاں
آئینہ سے تیری صورت ہے عیاں

آئینہ میں تو ہے اور باہر بھی ہے
تو ہے باطن اور تو ظاہر بھی ہے

ہے تماشوں کی یہی غایت عزیز　　دیکھنے سے آئیں گے غور و تمیز
تو ہے آئینہ میں اور سب آئینہ　　دیکھ اپنے آپ کو ہر آئینہ
جتنی دنیا میں بنی ہیں صورتیں　　دیکھ نہیں۔ ہیں تیری عکسی مورتیں
اصل تو ہے اور عکسی یہ ہوئے　　تو ہے اصلی اور نقلی یہ ہوئے

اس بات کی سمجھ ذرا دیر سے آتی ہے۔ گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ عمر کے بعد پختگی کا دور آتا ہے چلے چلو۔ دیکھتے بھالتے چلو اور اسی کے سلسلہ میں سب کچھ ہو جائیگا اور ہو رہے گا۔ ہاں ذرا صبر۔ استغنا اور فنا بقا کے مدارج کی سمجھ ضروری ہے اور یہ رفتہ رفتہ آتی ہے۔

تعلیم یافتہ لال بجھکڑ

میں کہتا ہوں تمام دنیا اصل اور نسل کی نظر سے ہندو ہے۔ پڑھے لکھے لال بجھکڑ میری کم سنیں گے اور بالخصوص جو اپنے عارضی علمی شراب کے نشہ میں چور ہیں۔ وہ میری باتوں کو سن کر تمسخر اڑائیں گے لیکن اُن کا یہ علمی اور عقلی نشہ عارضی ہے اس میں دیر پائی نہیں ہے۔ عقل۔ علم مادہ کی لطیف اور حبابی صورتیں ہیں۔ ان میں ہر وقت محسوس تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں جو حالت اس وقت ہے وہ ہمیشہ نہ رہے گی۔ اُس وقت اُن کو ہوش آئیگا اور یہ سمجھنے بوجھنے لگیں گے۔ مجھے سمجھانا بھی اِنھیں سمجھ بوجھ والوں ہی کو ہے جو سمجھ بوجھ سے اس وقت ظاہرا خالی نظر آتے ہیں اُن کے ساتھ سر کھپی یا مغز پچی کرنا منظور بھی نہیں ہے۔

ہندو

اس وقت تک تو ہمارے پڑھے لکھے ہندوؤں کو تو اتنی بھی خبر نہیں ہے کہ "ہندو" اصطلاح کی ماہیت کیا ہے وہ اسے مذہب اور مبہم لفظ سمجھ رہے ہیں اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک سب اِسے مہمل قرار دے رہے ہیں۔ بہت اچھا یہ بھی سہی!

کوئی کہتا ہے "ہندو" غلط الاستعمال لفظ ہے۔ کسی کی سمجھ میں وہ غلام چور
"ڈاکو" اور "سیہ فام" کا مرادف ہے۔

کافور کا نام رکھ کے زنگی بولے
اور اچھے ڈھنگ کو کو ڈھنگی بولے
بھولے بھولے۔ ہے بھولا سارا عالم
ہندو خود بھولے اور فرنگی بھولے

اب اگر عقل سلیم رکھتے ہو تو میرے پاس بیدھڑک
میں سمجھادوں چلے آؤ اور میں تمھیں آسانی اور سہولت کے ساتھ
سمجھادوں گا کہ "ہندو" لفظ کے معنی مراد کیا ہیں! موجودہ زمانے کے پڑھے لکھے
ہندوؤں کی آنکھوں پر "تقلید" "نقل پرستی" "سانگ پنا" اور "بھانڈپنا" کی
سیاہ عینک چڑھی ہوئی ہے اور انھیں ہر سمت ہر جانب سیاہی ہی سیاہی۔ تاریکی
ہی تاریکی اور تباہی ہی تباہی نظر آرہی ہے۔

سیاہ دل میں سفیدی کا کیا ہو نام و نشاں
نظر میں اس کے ہے تاریک و تیرہ سارا جہاں
سیاہی دل کی بڑھی ہوگیا جہاں تاریک
سیاہی ورد ہے اور اس کے یہ وظیفہ خواں

میں ہندو ہوں ہندو پیدا ہوا ہندو رہوں گا۔ میں اس لفظ کی
تحقیر نہیں کرتا۔ اس کی تعظیم کرتا ہوں۔ اور کیوں؟ افسوس تو اس
بات کا ہے کہ کوئی مجھ سے پوچھنے بھی تو نہیں آتا کہ
تقلید پرستی میں اپنا دل کھول کر اسے سمجھا دوں۔ مجبوراً ان
سیاہ دلوں کی آنکھیں کھولنے کی نیت سے قلم دوات کی سیاہی کے

انجمن بنانے کی ضرورت لاحق ہوئی ممکن ہے کہ اس انجمن کے لگ نے سے
اُن کی آنکھوں میں بینائی آئے ... وہ میرے بخیال جانے لگیں۔
یاد رہے۔ نقال یا بھانڈ مقلد اور سانگی آج تک نہ ہی مردمیدان
بنے نہ انھیں جودھا اور سورما کا خطاب دیا گیا۔ میں ان کو دنیا کا کتا
سمجھتا ہوں۔ جنھیں روٹیوں کے ٹکڑوں کے لالے پڑے ہیں ان
کا سب پڑھنا لکھنا ڈھول اور ہنسی کے برابر ہے۔

پڑھ لکھ کر بھا دیں۔ من نہیں دھارے دھیر
روئی کا سنٹے پڑا یوں کہیں داس کبیر
پڑھا لکھا تو کیا ہوا! نہیں آپے کی سوجھ
پڑھ لکھ کر یہ کھو گئے۔ بوجھ کے ہوئے ابوجھ
چار[1]۔ اٹھارہ[2]۔ نو[3] پڑھے کھٹ[4] پڑھ کھویا مول
سُرت[5] شبد چینھے بنا۔ جوں پنچھی چنڈول

میرے الفاظ ذرا سخت ہو گئے۔ کیا کروں دل میں آگ لگی ہوئی
ہے کبھی کبھی بھڑک اٹھتی ہے۔ باطنی پھپھولے پھوڑنے لگ جاتا ہوں
کوئی برا نہ مانے ہمدردی کے الفاظ میں کبھی کبھی سختی بھی آ جاتی ہے۔
اچھا! اب آؤ۔ میری قلم کی زبان سے اس ظاہرا بدنام لفظ
'ہندو' کی تشریح تو سن لو۔ کہ یہ ہے کیا؟
'ہندو' اصل میں "سندھو" ہے ہندوستان اصل میں سندھو
ستھان ہے۔ پارسی پہلے اسے سندھو کہتے تھے۔ تبدیل مقام اور آب وہوا

---

(۱) چار وید (۲) اٹھارہ پوران (۳) نو شاستر (۴) کھٹ درشن (۵) علم الغیب۔

ماہیت کی تبدیلی کی وجہ سے تلفظ کے لب و لہجہ میں فرق آنا شروع ہوا اور سندھو ہندو بن گیا۔ سنسکرت زبان کے قریب قریب تمام الفاظ جو س (سین) سے شروع ہوتے ہیں پارسی زبان میں اُن کی سین ہائے ہوز سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسے سپتاہ۔ یا سپتہ ہفتاہ یا ہفتہ بن جاتا ہے۔ سپت ہفت بنجاتا ہے دعلیٰ ہذا القیاس۔ اسی طرح سندھو ہندو بن گیا۔

پارسی جلاوطن جہاں تک ہمارے قومی روایتوں سے پتہ لگتا ہے۔ پارسی ہندوں کا پہلا نہیں تو دوسرا گروہ ہے جس نے اپنے وطن آریہ ستھان کو چھوڑ کر پارس کی سرزمین میں اپنی آبادی بنائی اور اس کا نام آریہ ستھان کی عوض آریہ آن یا ایران اور آریہ ورت کی تقلید میں آریہ درج رکھا۔ ہم اپنے اس خیال میں کسی مغربی محقق کی تحقیقات کو شمولیت کا موقع نہیں دینا چاہتے اور نہ اُن کے مقلد یا پیرو کار بننے ہیں وہ کوتاہ اندیش اور کوتاہ بیں ہیں ہم اپنی نظر کو وسیع اندیش وسعت پسند اور وسعت بیں رکھنا چاہتے ہیں۔ ان

زمین کی عمر محققین نے زمین کی تھوڑی عمر مقرر کی اور اُسی عقلی پیمانے کے حساب سے وہ انسان کی پیدائش کا زمانہ صرف پانچ چھ ہزار سال مقرر کرتے ہیں۔ ہم ہندوں کے درمیان پرتھوی ماتا کی عمر اربوں سول تک جاتی ہے ان کی عقل فکر صرف اسی محدود حد بست کے اندر چکتہ لگاتی ہے اور وہ اُسی قسم کے حساب کتاب کے چکر میں لگے رہتے ہیں ہماری کیفیت دگرگوں ہے۔

اس تفاوت پر اگر کچھ ہو نظر پھر پڑے گی تم کو دنیا کی خبر

اس مضمون پر مجھے آگے چل کر بہت کچھ کہنا ہے یہ صرف دیباچہ ہے
اور دیباچہ میں صرف اشارہ ہی اشارہ آ سکتا ہے مفصل مضمون سننے
کو تم کو اس ضخیم کتاب کے مطالعہ کے لئے صبر کرنا پڑے گا

آریہ پارسی یہاں سے پہلے نکلے۔ وہ اپنے آپ کو ہمارے تقریباً سب
آریہ کہتے تھے۔ اور اُن کا یہ کہنا درست تھا وہ آریہ تھے
آریہ ہیں۔ اور تعظیماً وہ اس آریہ ورت کی تطبیق ہندوستان سے کرتے تھے۔

آریہ ورت ہندوستان کی نظر سے ہندوستان ہے اور یہاں سے گیا ہوا
آدمی اگر اپنے بزرگوں کے وطن کو ہندوستان کہتا ہے تو تعجب

ایران یا حیرت کی کون سی بات ہے ہندوستان آدمی اور آدمیت
کا بھی سمندر ہے۔ یہاں ہی سے سب نکل کر تمام دنیا میں آباد ہوئے ہیں
ہم اس کتاب کے آئندہ صفحات میں چل کر تم کو بتائیں گے کہ جیسے

دراوڑ دلیسوت منو (م + نوح) خواہ آدی منوہ (آدم + نوح) سے
سیلاب کے بعد حسب الثانی گروہ آریہ ورت سے نکل کر
دوسری جگہوں میں جا کر آباد ہونے لگے تو تمیز کرانے کی نظر سے اُن
ملکوں کا نام دراوڑ دیس رکھا اور اپنے آپ کو دراوڑ کہنے لگے۔ دراوڑ یا
درواڑ سنسکرت لفظ ہے اس کے معنی ہیں "نکلا ہوا" خارج از وطن جلاوطن
اور آوارہ گرد ہیں۔ جو لوگ آوارہ گرد ہوئے۔ دراوڑ یا دروڑ کہلائے یہ
آریوں کی خاندانی خوبی پاکی کا خیال نہ رکھتے ہوئے۔ ورن آشرم سے
قانون کے برخلاف سب کے ساتھ میل جول رکھ کر کھانے پینے اور شادی
بیاہ میں خلط ملط کرنے لگے۔ مشرین (مصری) کہلائے اور افریقہ میں جا کر آباد
ہو گئے اور نئی نئی نو آبادیوں کی بنیاد ڈالی مشرین لفظ مخدوا انفصل دالوں

کے لئے مستعمل ہے۔

زمانہ حال کے عالم محقق آریہ دراوڑ مصری وغیرہ کو مختلف النسل بتاتے ہیں سفید رو۔ سیاہ رو۔ زرد رو۔ اور سانولے رو۔ یہ اس زمانہ کے نو ایجاد اصطلاحات

اقوام

ہیں شباہت اور رنگت کی تبدیلیاں۔ آب وہوا۔ گرمی سردی۔ غذا۔ پوشش طرز معاشرت اور واقعات اثرات کے ماتحت ہوا کرتی ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے ورنہ تمام دنیا کے انسان اسی ہندوستان کی سرزمین

مختلف اقوام

سے نکلے ہیں اور یہ سب کے سب ہندو ہیں اور چاہے کوئی کہیں کا ہندو ہو سب کی نظر ہندوستان کی طرف رہے گی اور سب کو اسی سے اصلی اطمینان قلب سکون اور قرار کی دولت نصیب ہوگی۔

میں کئی سال سے حیدرآباد دکن آیا کرتا ہوں یہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ راکشس بھومی ہے۔ میں نے پوچھا "پھر اچھا ملک کون ہے؟" جواب دیا گیا۔ "اترا کھنڈ ہمالہ کی سرزمین۔ آریہ ورت ہے اور وہ سورن بھومی ہے" اور

راون کا دھیڑواڑہ

اُن کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ دکن کا علاقہ راون کا دھیڑ واڑہ (چماروں کا مسکن) ہے راون جن کو ناقابل کمزور۔ اور نکما پاتا تھا۔ اُنھیں یہاں لالا کر آباد کیا کرتا تھا لنکا کی زاید اور فاضل آبادی کی نکاسی کی جگہ یہ ملک تھا۔

راون کی سلطنت سونے کی لنکا کہلاتی تھی لیکن اُس نے جس قدر عظمت طاقت اور دولت حاصل کی تھی وہ سب کی سب اُسے اترا کھنڈ کی بدولت ہی نصیب ہوئی تھی اسی طرح یہاں جسے جسے کچھ ملا ہے ملتا ہے یا ملیگا خواہ ملا ہوگا اسی سے ملیگا اور یہی سبب ہے کہ سب کا رُخ اس طرف رہتا ہے۔ یہ دولت کا مرکز ہے۔

ہندوؤں کے قدیم روایتوں (دنت کتھاؤں) میں سچائیاں ہیں یہ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے۔ جو لوگ ان پر دھیان نہیں دیتے وہ غلطی کرتے ہیں اور جو لوگ غلطی اور غلط فہمی میں پڑ کر ہندو لفظ کی بیجا تحقیر کرتے ہیں وہ خود کش ہیں اور جو اس مقدس زمین کی تذلیل کرنے کرانے میں حصہ لیتے ہیں چاہے وہ کوئی بھی ہوں وہ مادر کش اور پدر کش ہیں اور ان گناہوں کی اگر کوئی سزا ہے تو وہ ضرور اس کے مستوجب ہوں گے۔

مذاہب کی ابتدا

تمام دنیا کے علوم و فنون۔ مذاہب اور فلسفہ کی بنیاد، تکمیل ترکیبی اختراع اور نشو و نما اسی جگہ ہوئی۔ آئندہ صفحات میں ان پر مدلل بحث ہوگی۔

مذاہب کی جڑ تو ہندوستان ہی میں ہے اور یہاں سے تمام دنیا کے مذاہب اور دینیات نکلے ہیں۔ آریہ ورت کا پہلا مذہب ویدک ہے اس کے بعد ہزاروں شقیں نکلیں جو شاکھائیں کہلاتی ہیں جیسے اتری شاکھا تیتری شاکھا وغیرہ ان کی تعداد ہزاروں تک پہونچی۔ انھیں رشی شاکھوں کا عربی ترجمہ سلسلۃ المشایخ ہے جو صوفیوں کی شقیں ہیں۔ بعد کو براہمنوں کا شرعی طریق آیا۔ اور براہمن تصانیف کی بھرمار ہوئی۔ ان کے بعد اپنشدوں کا گیان مارگ آیا جو شاہی طریق تھا اور اس کے تمام ہادی مرشد اور پیشوا بلا استثنا صرف کشتری ہی تھے۔ شریعت براہمنوں کا ورثہ بنی اور معرفت یا طریقت کشتریوں کی وراثت قرار پائی۔ براہمن اس علم سے نابلد تھے انھیں کشتریوں کی شاگردی اختیار کرنی پڑی۔ اس آئین کے روحانی معلمین میں اجات شترو، جنک، وغیرہ کا نام ممتاز تر ہے۔ براہمن اور کشتریوں کی مذہبی خانہ جنگیاں ایک سخت عبرت ناک محاربۂ عظیم اور انقلابی دور ہے۔ پرسرام اوتار اس کی خوفناک

نظر ہے۔ آخر میں بڑی جدوجہد کشمکش اور ردوکد کے بعد فتح کشتریوں کے ہاتھ
رہی۔ درشنوں اور فلسفوں کا دور آیا۔ ہندو درشن یا فلسفے بیشمار ہیں اور لطف
یہ ہے کہ سب بطور خود مکمل۔ اطمینان بخش۔ اور انسانی کمال کی جانب
سبق آموز ہیں۔ دو شقیں برہمن اور کشتریوں کی اب بھی موجود ہیں۔ ایک یگیہ دھرم
اور دوسرا بدھ دھرم۔ باقی سلسلے برہمنوں کے ہاتھ میں رہے رفتہ رفتہ اس یگیہ
سلسلہ میں تیج راتر ویشنوی وغیرہ بنے اور بدھ دھرم کی بالاستثنا
خوشہ چیں ہوئے۔ شیو۔ ویشنو۔ شاکتک وغیرہ ان کی شاخیں
ہیں پھر ناتھ آئے جیسے گورکھ ناتھ وغیرہ اور پھر پنتھوں کا ظہور ہوا
جیسے کبیر پنتھ۔ نانک پنتھ۔ رادھا سوامی پنتھ
وغیرہ وغیرہ۔
ان کے دور تسلسل میں جتنی مذہبی شقیں پیدا ہوئیں
ان کی تفصیلی فہرست کی مدت قائم کرنا مشکل ہے اور وہ ہمارا
نفس مضمون بھی نہیں ہے۔

آریہ اس وقت آریہ دھرم کی چار شاخیں دنیا میں موجود ہیں برہمنی
طریق (ویدک دھرم)، جینی طریق۔ بدھ طریق اور پارسی طریق۔
ان کے زیر اثر شیمیٹک طریق کی بنا پڑی۔ کشیم سنسکرت لفظ ہے
کشیم کوشل دو مشہور الفاظ آئے ہیں جن کا ترجمہ ہے خیریت۔ عافیت۔
امن و امان۔ سلامتی اور اسلام۔ یہ سب کے سب اقلیدی اور ایک
طرح پر ہم لفافہ مذاہب بھی ہیں یہ شمار میں اس وقت صرف تین نظر
آتے ہیں یہود۔ نصارا اور مسلمان۔

شیمیٹک مذاہب یہودی طریق مشرق اور پارسی مذہب کا خوشہ چیں

ہند۔ انصارا یہودیوں سے نکل کر انہیں اور بودھوں وغیرہ نے اپنے اصول اخذ کیے اور اسلام خود کیا ہے بیا رسی۔ یہودی اور نصارا کی مجموعی تشو نی اور انتہائی صورت ہے۔

چینی جاپانی وغیرہ

یہ سات مذاہب ہیں۔ چینی اور جاپانی وغیرہ بودھ ہیں ان کے یہاں لاؤتزے کنفیوشس اور شنتو وغیرہ معلم گزرے ہیں لیکن وہ ظاہرا اخلاق فلسفہ یا معمولی شریعت والے ہیں اور جسم والی اور روح کی نظر سے بودھ (ہندو) ہی کہے جاسکتے ہیں۔

یہ سب کے سب مختصر تشریح کے ساتھ اس کتاب میں زیر بحث آئیں گے اور ان کے سلسلہ میں یہ ذہن نشین کرایا جاویگا کہ چاہے ان کے جسم کچھ ہی کیوں نہ کہے جائیں روح سب کی ہندو ہے۔

ہندو سب سے زیادہ قدیم ہیں

میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ میں موجودہ محققین کی تحقیقاتوں کی قدر کرتا ہوا ان کے تتبع اور تقلید سے قطعی پرہیز رکھونگا میرے معلومات قریب قریب سب کے سب ہندوؤں کی زبانی روایات سے متعلق ہوں گے کیونکہ بمقابلہ ان کے ان میں سچائی کا حصہ زیادہ ہے وہ بالکل یا تو قیاسی ہیں یا محققین کے مذہبی اعتقاد پر مبنی ہیں جن کی عمریں پانچ چھ ہزار برس سے زیادہ قدیم نہیں ہیں۔ ہندو دھرم سب سے زیادہ دیرینہ سال ہے جس کے ایک سنکلپ منتر سے اس کے اربوں اور کروڑوں برس کی قدامت کا پتہ [illegible] تک لگ سکیگا اور لگے گا کیونکہ وہ یوں ہی نہیں ہے اس کے جڑ جوتش کے حساب [illegible] اور اجرام سماوی کی حرکات اور سکنات کے اثرات کی تاریخ رکھی گئی ہے۔

۔ روایات ہمیشہ قیاسی کہلاتے ہیں۔ میری تحریر میں ممکنا بہت سی باتیں

قرین قیاس بعید القیاس

قرین قیاس اور بعید القیاس ملیں گی ان سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے اُن کے سچ اور جھوٹ ہونے کا فیصلہ ہمیشہ پڑھنے والوں کے غیر متعصبانہ انصاف کے حوالہ رہے گا۔ اگر اس میں کسی اہل الرائے کی شہادت کا شمول نظر آئے تو وہ تقلیدی یا عکسی نہ سمجھا جائے۔

دریا اور ندی نالے

جو سنا ہے وہ سناتا ہوں تمھیں
جو پتا پایا بتاتا ہوں تمھیں

میں ہوں ہندو دنیا ہندو ہے تمام
ہندو سندھو ہیں تھیں اُن کا نام

بحر ہندو ہیں ندی نالے ہیں سب
عاقلوں کے دیکھئے اور [illegible] ہیں سب

ابتدا سب کی سمندر سے ہوئی
بحر کی جانب ہے سب کو یکسوئی

جا رہے ہیں یہ سمندر کی طرف
جیسے ذرے شمس و قمر کی طرف

نامکمل ہے تو ان میں نقص ہیں
کرتے رہتے ہیں یہ تو تو اور میں

یہ خدا کے نام پر ہیں جنگجو
لڑنے بھڑنے کی پڑی ہے ان کی خو

مجھے متدین مذہب کو بنا
یہ سمجھ سکتے نہیں کیا ہے خدا

اہل دنیا کافرانِ مطلق اند
روز و شب در بق و در زق زق اند
تو چہ دانی سرِّ حق از جاہلی
تو گرفتاری ابوبکر و علی

(مولانا رومؒ)

شیوبرت لال

بیگم پیٹ (حیدرآباد دکن) یکم ستمبر ۳۵ء

آشیرباد

وہ ہندو حضرات مبارک تر خوشتر بخت اور خوب تر ہونگے جب ان کو اس کتاب کے پڑھنے کا موقع ہاتھ آئیگا۔ اور ہم اسے بہترین مبارک ترین، خوشترین اور خوب ترین سمجھیں گے جس گھر میں اس کتاب کی مکمل جلد محفوظ رکھی جائیگی۔ کون جانے کس ہونہار بچے کی نظر سے یہ گزرے۔ اس کے مطالعہ سے ہندوپن کے اصلی جذبات کے اُبھرنے کی اُمید کی جا سکتی ہے جو فطرتی قانون وراثت کے خیال سے ہر بچے ہندو کا سچا ورثہ ہے۔

آواز آتی ہے اور یہ آواز ہر چہار طرف سے آ رہی ہے کہ ہندوؤں کی تعداد گھٹ رہی ہے اور دنیا کی اَور قوموں کی طرح یہ بھی کچھ مدت کے بعد صفحہ عالم سے معدوم اور غائب ہو جائیگی یہ خیال بالکل پوچ، لچر، بیہودہ اور غلط ہے۔ ہندوؤں کی نظر افراد کی زیادتی کی جانب کبھی نہیں تھی۔ ہندو کیا ہیں اس کی سمجھ آج کل کے پڑھے لکھے ہندوؤں کو کمتر ہے۔ ہندو انسانی نسلوں کے بیج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قدرت کا کسان بیج کو ضائع نہ ہونے دیگا۔ اُس کی محفوظیت کا امکان خود نظام عالم میں موجود رہتا ہے۔

یہ غلط خیال ان کوتہ اندیش اور کوتہ بینوں کا ہے۔ جنھوں نے ہندو کانسٹیٹیوشن کو نہ سوچا ہے نہ سمجھا ہے، دنیا کی سیاسی (پولیٹکل) حالت اور عارضی مذاہب کے تصادمی واقعات نے یہ خیالات پیدا کئے ہیں۔ مانا ان کے اندر ہمدردی کے جذبات کا شمول ہے اور وہ قابل قدر بھی ہیں۔ لیکن وہ

اصلیت سے دور پھینکنے والے ہیں۔

جس گروہ نے ورن آشرم کی بنیاد ڈالی تھی وہ دور اندیش اور دور بین تھا ورن آشرم کا انعقاد خود محفوظیت کا سامان ہے۔ وہ کثیر الجماعت پسند نہیں ہے اور نہ سیاست اس کا آدرش (آئیڈیل) ہے۔ اگر کسی ہمدرد دل کو کچھ کرنا ہے تو وہ صرف اس قدر ہے کہ دھرم کے تحفظ کی جانب توجہ دلائے اور بس اتنا ہی کافی ہے ہندو تھے ہندو ہیں اور ہندو اُس وقت تک رہیں گے جبتک اس زمین کی زندگی ہے اور ہم تو ایسا سمجھ رہے ہیں کہ آفرینش کے دور تسلسل میں ہندو پن اور ورن بویک کا طرز عمل کچھ قدرتی ہے۔ ہندو دماغ پست عالی میں بھی بلند ہے، اُس کے فلسفانہ، سارخانہ اور عاملانہ رفعت کو نہ کوئی اب تک پہنچا ہے نہ پہنچیگا۔ وقت وقت کی بات ہے وقت سے واقعات پر نظر رکھتے ہوئے اپنے بچّوں کے ہاتھ میں یہ کتاب دیدو اور یہ انھیں ہندو بننے اور ہندو بنے رہنے کا سبق سکھاتی رہیگی۔ قومیں آتی ہیں جاتی ہیں گئی ہوئی واپس بھی تو آئیں گی۔ وہ آویں ہمارا اثر قبول کریں۔ مستفیض اور مستفید ہوں لیکن وہ بھی اسے سمجھ رکھیں۔

یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں بلبلیں اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائینگی

اگر مالک تمھیں توفیق دے تو اس نوشتہ کو تمام و کمال جی بھر کر بھلی طرح پڑھ جاؤ کچھ نہ کچھ فائدہ ہی ہو رہے گا اور اپنے بچوں کو اس سے فیض اٹھانے کی ہدایت کرو۔

شیو برت لال

بیگم پیٹ ۔ حیدرآباد دکن

۱۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء

رادھاسوامی سہائے

تمام دنیا اصل و نسل کی نظر سے ہندو ہے

پہلا باب
زمین کی عمر
پہلی فصل
تمہید

قریب قریب تمام اہل مذاہب کا ایک بات پر صدیوں سے اتفاق رہا ہے کہ زمین کی عمر چھ سات ہزار برس سے زیادہ نہیں ہے۔ اب اُن کے علماء کے درمیان اختلافات کی ابتدا ہونے لگی ہے اور وہ اس کی عمر کچھ زیادہ بتانے لگے ہیں، پھر بھی اُن کے شمار کی حد صرف دس پندرہ ہزار برس تک ہے اور وہ بھی قیاسی ہے۔

ہندو ہمیشہ سے اس زمین کو زیادہ عمر والی سمجھتے چلے آرہے

ہیں۔ اور اُسے اربوں برس کی عمر دیتے ہیں۔ اِس میں شک نہیں کہ دایوں میں قیاس اور اندازہ کا عمل و دخل زیادہ ہوا کرتا ہے اور ہر شخص اپنے خیال وہم اور قیاس سے کام لیتا ہے یہ انسانی فطرت کی خلط میں داخل ہے۔ لیکن ہندوں کا طرز عمل ہر ایک قوم کے علماء کے خیال سے مختلف رہا ہے اور اُنھوں نے اُس نظام شمشی کے حرکات، سکنات، اور ستاروں کی گردشی حالات پر غائر نظر ڈالتے ہوئے زمین کی ابتدا اور انتہا کا پتہ لگایا ہے۔ اور حساب اور شمار کے ساتھ اس کی عمر مقرر کی ہے۔ طبقات الارض کے علماء کو ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچے لیکن وہ کہنے لگ گئے ہیں کہ زمین کروروں برس سے ہے اور ممکن ہے کہ جب وہ ہندوں کی طرح علم نجوم کے حسابات سے کام لینے کی طرف رجوع ہوں گے تو اُن کی تحقیقات انھیں اُس حد تک خود پہنچادے گی۔ جس تک قدیم ہندوں کے دماغ نے رسائی حاصل کرلی تھی۔

دنیا کس طرح پیدا ہوئی؟ اس سوال نے سب سے پہلے ہندو دماغ کو متاثر کیا تھا۔ اوروں کو بھی یہ خیال ہوا۔ لیکن آج پہلا دن ہے اب تک کسی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوا نہ ہوسکا۔ جیسا تھا ویسے ہی مالاینحل رہا۔ ہندو دماغ نے اُسے قابل اطمینان طریقہ میں حل کرلیا اور جہاں تک انسانی دماغ کی

رسائی کا امکان ہے وہاں تک اس نے اصلی تشفی تسلی اور اطمینان کی صورت کی شکل قائم کر لی۔ اور مطمئن ہو رہا دوسرے لوگ ابھی شکوک شبہات کے ماتحت ہیں۔

اس حد تک پہنچنا تو درکنار رہا باوجودیکہ اب تک ان کروڑوں برسوں میں بے شمار تہذیبی دور آئے اور چلے گئے چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرے پاکھ کا تماشہ دکھا گئے ہیں تحقیقاتی اور محققانہ سلسلہ کے آگے کوئی ایک انچ بھی نہیں بڑھا۔ بڑھنے کا تو کوئی سوال ہی نہیں ہے اس کا سمجھنا اور اس کی حد تک پہنچنا سخت دشوار ہو گیا ہے۔

آج لوگ ہندوؤں کی حالت پر مضحکہ اڑاتے ہیں انھیں ذلیل بے آبرو غلام محتاج اور دست نگر سمجھ رہے ہیں لیکن ان نادانوں کو اتنی بھی اب تک سمجھ نہیں آئی کہ وہ ہندوؤں کو کچھ بھی سکھا نہیں سکتے ابھی تک انھیں کو بہت کچھ ان ذلیل اور بظاہر پست حالی میں پڑے ہوئے ہندوؤں سے سیکھنا ہے۔

پرواز کے غرور میں اڑتی ہیں بلبلیں کہتی ہیں آئے کوئی مقابل میں پر کھول
نغمے سنا رہی ہیں نخوت میں چور ہیں کہتی ہیں کون بولیگا ہم جیسا بول بول

یہ کتاب اردو میں لکھی جا رہی ہے تاکہ ہر کس و ناکس ہندوؤں کے ہاتھوں تک مشکل سے پہنچ سکے لیکن یہ رفتہ رفتہ خیال توڑ بڑھنا چلیگا اس کی ترکیب کو کون روک سکتا ہے آخر میں سمجھ خود بخود آ جائیگی

ہنستے ہیں ہندو کہتے ہیں تم خوب اُڑ چلے پرواز کو تمھارے سمجھتے ہیں ہم مخول
تم اپنا بول بولو اُڑو اُڑ کے اُڑ چلو ہم نے تو دو ہی لوں ہی کا کیا خوب ماپ تول
تہذیب کا غرور ہی نیچے گرائے گا ہم کہتے ہیں یہ خول کا ہے ایک خالی پول

انسانی نسلیں آئیں اور گئیں۔ یہ آئینگی اور چار دن کا تماشہ دکھا کر چلی جائیں گی۔ خونلٹین گئے۔ کالڈین گئے۔ ایجپٹین گئے۔ پرشین ادبار میں ہیں یونانی رمصری مٹ گئے عبرانی در در خاک بہ سر آوارہ گردی میں ہیں۔ ہم کو دیکھو ہم جیسے کے تیسے ہیں

بلبلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز
ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی

دنیا کی پیدائش کا مسئلہ سب سے پہلے ہندوؤں کی توجہ کا مرکز تھا اور وہ حل ہو چکا۔ حل بھی صرف ہندوؤں کے لئے ہی ہوا۔ دوسرے اب تک کورے کے کورے نظر آتے ہیں اور جب تک وہ ہمارے سامنے زانوے ادب کو موڑ کر نہ بیٹھیں گے۔ قدرت کا راز کبھی اُن کی سمجھ میں نہ آئیگا۔

حدیث از مطرب و مے گو و راز ایں دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نہ کشاید بہ حکمت ایں معما را (حافظ)

گاؤ بجاؤ۔ پیتے پھر و مستی کی شراب ہنتے ہو خوب ہنستے چلو آج شیخ و شاب
ہم پیر دستگیر ہیں بیعت کرو گے کل مغرور کیا دکھاتے ہو تم کھول کر کتاب
ہم نے کتابیں لکھ کے کیا پارہ پارہ سب اپنی سمجھ میں آگیا ان سب کا کل حساب

دنیا کا باغ تازہ ہے سیراب ہر طرح — ہنس کر کھلو دکھاؤ ذرا رنگ چوں گلاب
ہم میں نہ بغض و کین ہے نہ رشک و حسد ذرا — تم ماہی و نہنگ ہو ہم نیا ہیں بحر آب
ہندو ہیں سندھ ہو ہم ہیں سمندر کی شکل میں — ہم سب نہاؤ دھوؤ کہ جائے آب و تاب

میری معراج تمنا پولیٹکس (سیاست) یا سوراج نہیں ہے۔ ہندو دماغ ادھر کمتر توجہ کرتا ہے یہ زمانہ حال کا خیال ہے۔ میں روحانیت پسند دل رکھتا ہوں اور جو کچھ کہتا ہوں روحانی نظر سے کہتا ہوں سب جہاں دودھ بتاشے جیسے چلیں اڑائیں اور ہم دیکھ کر خوش رہیں۔

ہاں جب کوئی شیخی بگھارنے لگتا ہے پہلے ہنسی آتی ہے پھر ذرا برائے نام برا لگتا ہے۔ حیدرآباد دکن میں ایک شخص نے میرے ساتھ زبردستی چھیڑ چھاڑ کی کہنے لگا "ہندو اور موحد! کبھی ممکن نہیں۔ ہندوؤں میں توحید کہاں! یہ تو مشرک ہیں اور خدا میں سب کو شریک رکھتے ہیں دیوی دیوتا کے ماننے والوں میں توحید کہاں سے آئی!" میں ہنسا۔ "سچ ہے ہندو کہتا ہے ایکو برہم دوتیو ناستی" (صرف ایک اکیلا برہم ہی برہم ہے دوسرے کا امکان نہیں ہے) اسے توحید کی کیا خبر! لیکن جن کے یہاں رحمان کا رقیب شیطان اور برسر جنگ ہر زماں رہتا ہے وہ مشرک نہیں ہیں موحد ہیں۔ وہ میری بات سن کر سناٹے میں آگیا پھر زبان نہیں کھولی۔

چپ! پھر نہیں بولا۔

ہر ہندو کی معراج دھرم ہے۔ جب تک ہندو دھرم کی
پابندی (حفاظت) کریگا۔ دھرم رکشت رکشتا۔ دھرم اس کو پناہ
میں رکھیگا۔ اور قومیت کی نظر سے بھی (اگر قومیت موجودہ
تہذیب کی نظر سے) کوئی چیز ہے تو ہندوؤں کو اور انسانی
نسلوں کی طرح اس زمین کی عمر تک موت کا خطرہ نہیں ہے۔
پہلے مرغی ہوئی یا انڈا! اب تک یہ سوال دنیا کے سامنے ہے
ہندو پیدا ہوئے آنکھ کھولی سوچنے لگے یہ دنیا کیا ہے
کیوں ہے! کیسے ہے! سورج، چاند، پانی، ہوا، آگ۔ بجلی
اور پران کو دیکھا یہ کیا ہیں! پھر یہ کہ آخر یہ دیوتا کی
دویہ شکتی والی قدرتی طاقتیں ہیں یہ کسی اور کے ماتحت
ہیں یا وہ کون ہے جو سب پر بالا دست ہے!
رگ وید میں بار بار یہ منتر آیا ہے۔ وہ کون دیوتا ہے
جو سب سے پہلے ہوا۔ ہم اس کی پوجا کریں اور یہ ان کی
تحقیقات کی ابتدا ہے اور اس تحقیقات نے انھیں رفتہ رفتہ
الہامیت کا علم بخشا۔

دوسری فصل

ہندوؤں کا علم

ہندو زیادہ ترتین قسم کے علوم

(۲) قیاسی (۳) شہادتی

حواسی علم حواس یا اندریوں کا ہے جو پانچ طرح کا ہے۔ دیکھنا سُننا۔ چھونا چکھنا سونگھنا۔ آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے۔ چرم چھوتا ہے ذائقہ (زبان) چکھتی ہے اور ناک سونگھتی ہے آنکھ کان، چرم زبان اور ناک حواس (اندریاں) ہیں اور اس لئے اُن سے یہ علم حواسی کہلاتے ہیں۔

قیاسی علم اندازہ لگانا ہے جو ہر شعر کے اندرونی حواس کو علم ہے۔ چتن۔ منن نشچے آرو اہنکار اندرونی حواس چار ہیں چت۔ من بدھی۔ اہنکار۔ چت چتن کرتا ہے من منن (غور) کرتا ہے بُدھی نشچے (یقین) کرتی ہے اور اہنکار (انانیت) اُس یقین کو پختہ کرتا ہے۔

قیاسی علم سے یہ غلط مُراد نہ لینا چاہئے کہ وہ محض وہمی ہے وہ حس باطن کا علم کہلاتا ہے۔

تیسرا علم شہادتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک قدیم متاخرین کے تجربات اور مشاہدات کے نتائج کا ذخیرہ جو آپت بانی (کلام مصدقہ اور مسلّمہ) کہلاتا ہے اُس کی حیثیت شہادتی (معتبر گواہی کی) ہے اس کی غرض یہ ہے کہ پرانے لوگوں کی تحقیقات کا پورا پورا فائدہ اُٹھایا جائے اُسے نظر انداز نہ کیا جائے اور اس میں موجودہ محققین

اور معلمین کے معلومات کا اضافہ کرکے آئندہ نتائج کے
سوچنے کا موقع بھی ہاتھ میں رہے تاکہ جو علم حاصل
کیا جائے اس میں ماضی حال اور مستقبل کے تثلیثی علوم
کا سفاد شامل رہے اور وہ مکمل صورت میں قائم کیا جائے یہ پہلے قسم کا
شہادتی علم ہے۔ دوسرے قسم کے شہادتی علم کا نام شبدودیا
(علم آواز) ہے اس کی ہندوں کے درمیان بہت بڑی اہمیت ہے اور
قدیم ہندو اس کی ماہیت کے سب سے زیادہ قائل تھے۔ یہ وہ علم
ہے جس پر ہندوں کے تمام علوم کا وارد مدار ہے اور
جس کی خبر اوروں کو نہیں ہے۔ اس کے بغیر نہ کوئی علم
پورے طور پر مکمل ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ یہ شخصی اور
غیر شخصی دونوں ہی ہے اور اس کی تحصیل و تکمیل کی
بنیاد یوگ پر ہے، جو ہندو دماغ کا ہمیشہ سے مایۂ ناز
رہا ہے اور گو کتابوں میں اس کے تذکرے در تذکرے
کثرت سے ملیں گے لیکن عملی ہونے کی وجہ سے وہ
باوجود حسابی اور کتابی ہونے کے بھی اب تک ہمارے
درمیان کسی نہ کسی شکل میں علم سینہ کی شکل میں
نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا ہوا چلا آرہا ہے اور جب تک
یہ ہم میں یا ہمارے درمیان موجود ہے تب تک کسی
ہندو کو معدوم ہونے یا اپنے آبائی میراث سے محروم

ہونے کا کبھی خوف و خطر نہ ہونا چاہئے یہ ہماری میراث ہے جو ہم کو اور صرف ہم کو عطا ہوئی ہے اور ہم جسے چاہتے ہیں اُسے دیتے بھی رہتے ہیں بشرطیکہ کوئی اہل اور مستحق خواہ صاحب ظرف ادھکاری مل جائے۔ ہم اس کے دینے میں خست نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ یہ ہم میں ابتدا سے ہے قانون وراثت کی بنا پر یہ ہمارا ہوگیا اور ہو چکا ہے ہم اس کے سچے وارث ہیں ہم میں اس کے ادھکاری (اہل) زیادہ ہوتے ہیں دوسروں میں خال خال کوئی نکل آتا ہے اور وہ ہمارا حاشیہ نشین اور خوشہ چیں بنے رہتے ہیں۔ یہ کوئی غرور یا ناز کی بات نہیں ہے بلکہ سچی کھری باون تولہ پاؤ رتی کی سچی کھلی بات ہے اور اسی نادوِدّیا نے ہندؤں کے دل و دماغ کو اس قابل بنایا تھا کہ وہ دنیا کی ابتدا وسط اور انتہا کے پتہ لینے کے قابل ہوئے تھے اور اسی کی مدد سے اُنھوں نے کرّہ اِرض کے اربوں برس کی عمر کا پتا لگایا تھا۔

مشکل تو یہ ہے کہ جو بات ہم اس وقت کہہ رہے ہیں ادھر نہ کسی کی توجہ ہے اور وہ اُسے سمجھ تک نہیں سکتے یہ تثلیثی علم ہمارے گائیتری منتر کے پہلے جز میں مختصر صورت میں قائم کر دیا گیا ہے۔ ایک ایک ہندو جب

اس سے بہ خبر رہے ۔ لیکن مقتضاء وقت اور مختلف حالات کے تقاضوں کی وجہ سے ہندو بھی اگر اس سے ناواقف ناپید اور دور رہتے ہیں تو اس میں اُس علم کا کیا قصور ہے ۔

علم ہے لیکن نہیں اُس پر عمل علم ناکارہ ہے وہ اور بے محل
علم ہو کیا علم جب جاہل ہیں علم کے گھر میں کوئی داخل نہیں
علم سے عالم نہیں حاصل نہیں کام میں اس کے پھر شامل نہیں

یہ گایتری* منتر کیا ہے ! اس کی تشکیل رشیوں نے اس طرح قائم کی تھی۔

اوم بھور بھوود سوہ
تت سوتر ورنیم
بھرگو دیوسیہ دھی مہی
دھیو یونہ پرچودیات

ترجمہ

اوم فوق و تحت کو اور وسط چھوڑ
تینوں ہی عالم سے اپنے منھ کو موڑ
سامنے تیرے ہو سورج کا ظہور
قابل رغبت ہے اس کا تاب و نور

---

* گایتری منتر پر مفصل اور شرح کتاب ... عنقریب جلد نکلے گی اس صفحہ پر صرف اشارہ ہی اشارہ ہے ۔

جذب کرے اُس سے سب اثرات کو
عقل کا تیرے تحرک شمس ہو *

تیسری فصل

سنکلپ شتر

تین طریقوں سے علوم کے ساتھ (خواہ اُس کے ذریعے ...
اس روحانی خورشید منور کا نور اُن کی واقفیت ...
کا مددگار ہوا یہ چوتھے قسم کا علم ہے جس کے حصول
تحصیل درس تدریس اور کسب اکتساب کے لئے کی تحدیدات
جذبات اور محسوسات سے متحد کرنے کی ضرورت ہے۔
نیز اس عمل کے اُس کا امکان امر محال ہے اور نہایت
دشوار سخت اور غیر ممکن ہوگا۔ یاد رہے یہ علم ہندوؤں کو
مبتدی اور طفل مکتب کے لئے ہے۔ منتہی علما اس کے
علاوہ ہے جس کا پتہ آہستہ آہستہ دیا جائے گا
کوئی شے ہے جو ست (ہست) ہے وہ ذات ...

---

* پارسی چونکہ شمس پرست تھے اور ہندوؤں کے خوشہ چیں تھے اُن سے
اور ہندو فقیروں سے اسلام کے صوفیوں کو اُس کا جزوی علم ملا وہ کہتے ہیں۔
در بشر رو پوش کردست آفتاب   فہم کن واللہ اعلم بالصواب

یعنی محض مدار عاشیہ ہے اور اُس سے دھار ہر وقت
پھوٹتی رہتی ہے۔ اس دھار کا نام پران ہے
اس پران کی دھاروں سے تمام عالم معمور ہے۔
ہر جگہ رچنا دھاروں ہی کی ہے اُسی کی اُلٹ پھیر
گرہ بندی اور تصادم۔ تموج میں دنیائیں بنتی بگڑتی
رہتی ہیں یہ دھاریں پیشتر تثلیثی ہوتی ہیں اور سانس
کہلاتی ہیں سانس آتی ہے سانس جاتی ہے سانس
ٹھہرتی ہے۔ سانسوں کی ان تثلیثی حرکات تنفس میں ہر جگہ
ہر حال اور ہر شے میں کھیل ہوا کرتا ہے اور اسی
کھیل کا نام آفرینش۔ پیدائش اور نظام عالم ہے۔
آنا جانا ٹھہرنا تثلیثی حالتیں اور تثلیثی صورتیں ہیں
اور ان پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ کوئی جگہ
خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو خلقت سے خالی نہیں ہے

قطرہ قطرہ میں ہے دریاؤں کا شور نور کا ہے ذرہ اور ذرہ میں زور
تجھ میں عالم مجھ میں عالم ہے بسا مار مگس و مور میں اس کا پتا
آب و آتش خاک میں اور باد میں لا تعد عالم کی مخفی صورتیں
نخل میں اثمار میں برگ و شاخ میں طاق حجرہ کمروں میں اور کاخ میں
کوئی شے خلقت سے خالی کب ہوئی کیسے سمجھے ہے خودی تجھ میں بھری

ان میں سے ہر شے سانس لیتی رہتی ہے۔ انھیں سانسو

کی آمد و رفت میں ہر شے ظرف زماں - مکاں (دیش - کال و وستو) کے ہر شمولی ذرات - اجزا اور قطرات تک میں تین تین عالم بنتے رہتے ہیں جنھیں بھو بھوو - وہ کہتے ہیں مذہبی جہلا اُسے لوک پرلوک خواہ دارِ دنیا اور عقبیٰ تک محدود رکھتے ہیں۔ تیسرے سکوت کے عالم کی انھیں خبر نہیں ہے اور چوتھے پانچویں چھٹے اور ساتویں طبقات تک کا تو انھیں خیال تک نہیں آتا -

لوک یا دار عالم بیداری کا طبقہ ہے پرلوک یا آخرت خواب کا طبقہ ہے اور سوشپتی یا سکوت تیسرا طبقہ ہے جس کا ان میں کسی کو علم نہیں ہے -

دُنیا میں ہر شے تثلیثی پیکر ہے ذرّہ ذرّہ قطرہ قطرہ میں یہ رعایت موجود ہے اس سے خالی کوئی بھی نہیں ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ہر شے ظرف زماں اور مکاں میں یہ تثلیثی رعایت موجود ہوتی ہوئی اُن کے ہر اجزا میں اس کی ہستی کا پتہ دے رہی ہے تین گُنوں (ست رج - تم) والے تِرگنا تک جگت میں ہر شے تین ہی تین ہے -

انگلیوں کے تین حصے دیکھ لو پنجہ کی تثلیثیت پر آنکھ ہو
ہاتھ کا پنجہ کلائی اور بھُجا تین ہیں یہ تین بیشک برملا

پاؤں سے بھی ہیں الگ سے یہاں ۔۔۔ دھڑ کے اجزا میں بھی تم دیکھو عیاں
سینہ آنکھ اور ناک تثلیث ہیں سب ۔۔۔ یہ نہیں تثلیث ہرگز بے سبب
سر ہے دھڑ ہے پاؤں ہے سب یا عزیز ۔۔۔ سر ہے تثلیثی تجھے کچھ ہو تمیز
رگ میں ریشہ میں یہ رہتی ہے رواں ۔۔۔ جسم دل اور روح میں اس کا نشاں
کھو کھودہ سوہ ان کو کہتا ہے رشی ۔۔۔ ہر جگہ کوئی شئی کوئی حلی
بلغم و صفرا و سودا میں بھی ہیں ۔۔۔ کھول کر میں کہہ رہا ہوں یہ یقیں
اوم تثلیثی خدا کا نام ہے ۔۔۔ ا۔ او۔ م یہ تینوں اس کا کام ہے
وشنو۔ برھما شیو ہیں تینوں دیوتا ۔۔۔ لکشمی رودرانی و برھمانی کا
باپ ماں اولاد تینوں تین ہیں ۔۔۔ دیکھو تینوں تم کو ہر شے میں ملیں

سائنس کی آمد و رفت۔ حرکات اور نتائج پر غور کرنے سے رشیوں کو تثلیثی عالم کا پتہ ملا۔ اسی سے حساب اور شمار کے مدات نکلنے شروع ہوئے۔ علم ہندسہ آیا جس کے موجد ہندو ہیں اسی وجہ سے اس کا نام ہندسہ ہے۔ یا ہندسہ پڑا یہ حواسی حساب تھا۔ الجبرا۔ کسور اعشاریہ احساسی اور قیاسی تھا اور فلک الافلاک کی بات تول ان کی تادویا میں قرار پایا۔ ہندسہ۔ نجوم اور روحانی علوم کی ابتدا اس طرح پر ہوئی۔

مدامت بڑھے تحت اور وسط اور فوق تینوں پر نظر گئی تجربات مشاہدات اور قیاسات کی بنا پر اس زمین کی عمر

وہ صرف خیال ہوا۔ اور اُسے تکمیل کر کے ثابت کر دکھایا اور
مہینے کے پاپ پر پہنچایا جن کا پتہ ہندوؤں کے ایک شلوک
منتر میں موجود ہے اور جسے ایک ایک ہندو بچہ جانتا ہے کیونکہ
ہر قسم کی داد دہش اور دان دکشنا کے وقت اس کی ضرورت
محسوس ہوتی ہے۔

وہ یہ ہے۔

اوم تت ست۔ شری برہما کے دوتیہ
پہرارده۔ دیوسوت منونتر کے
اٹھائیسویں کلی یگے کلی پرتھم
چرنے آریہ ورتانترگت ایک
دیشے ... نگرے ... سموتسرے رتو
... ماس ... پکش ... دن ...
نکشتر ... مہورت سمے ...
کا یہ کرم کریہ تے وا۔

بیچ بیچ میں جو نقطے دئے گئے ہیں وہ مقام۔ شہر۔ سنہ
مہینہ پکش۔ دن۔ نکشتر۔ مہورت اور کام کے لئے جگہ چھوڑی
گئی ہے۔

ترجمہ۔ اوم تت ست۔ شری برہما کے دوسرے آدھے پہر
ویوسوت منونتر کے اٹھائیسویں دور کلی یگ اور کلی یگ کے

پہلے چرن میں آریہ ورت کے اندر فلاں مقام فلاں شہر فلاں سنہ فلاں مہینہ فلاں پکش (پاکھ) فلاں دن فلاں نکشتر فلاں مہورت میں فلاں کام کیا گیا۔
اس سنکلپ منتر کو پڑھ کر اور اس میں شمار کے تمام مدات شامل کر کے مقام۔ سنہ۔ مہینہ۔ پکش۔ دن۔ نکشتر مہورت (گھڑی ساعت) بتا کر تب کام (خیرات۔ مندروں کی تعمیر یا کسی نیک کام) کی ابتدا کرائی جاتی ہے۔
اس منتر میں کلپ کا بھی نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس زمین کی عمر گنانے میں کلپ اور منونتر وغیرہ کے بھی نام آتے ہیں۔
خلقت یا دور آفرینش کا سلسلہ ہندو عقیدہ کے موافق دور تسلسل کی شکل میں ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ یہ خیال بالکل غلط مہمل اور بے معنی ہے کہ اس کی پیدائش کسی طاقت نے پہلی مرتبہ کی ہے۔ اس کی ابتدا اور انتہا نہیں ہے۔
سانس آتی ہے یہ پیدائش ہے سانس جاتی ہے یہ اس کی واپسی ہے۔ سانس ٹھہرتی ہے یہ اس کا سکون یا سوشپتی ہے۔
برھما کے دن میں سرشٹی ہوتی ہے اور وہ برہما کی رات میں ختم ہو جاتی ہے جیسے ہندوؤں کے یہاں ہر متنفس کی عمر

تھمبا سو سو برس کی مقرر ہے ویسے ہی اس برھما کی بھی سو برس کی عمر کا حساب لگایا گیا ہے اور اُس کے ایک دن میں کلپ کلپانتر۔ منونتر وغیرہ آتے ہیں اور اسی برہما کا ایک دن اس زمین کی عمر ہے اور وہ انسانی دنوں کے شمار سے جس قدر بتائی جاتی ہے اُس کا حساب ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال تک پہنچتا ہے اس کا مختصر بیان آگے کی فصل میں آئے گا۔

چوتھی فصل

زمین (کرہ ارض) کی زندگی کا حساب مختصر

ایک برہمہ دن میں چودہ منونتر ہوتے ہیں۔ منونتر منو کے عہد (زمانہ) کو کہتے ہیں ایک منو کے عہد میں ۷۱ اکہتر چتر یگی ہوتی ہیں۔ چار یگ ستیہ۔ تریتا۔ دواپر اور کلجگ کہلاتے ہیں۔

ان چتر یگیوں کا حساب دیوتاؤں کے برسوں کی نظر سے حسب ذیل ہوتا ہے:۔

ستیہ یگ	۴۸۰۰	برس
تریتا یگ	۳۶۰۰	"
دواپر یگ	۲۴۰۰	"
کلی یگ	۱۲۰۰	"
	۱۲۰۰۰	"

دیوتاؤں یا دبیہ برس کی نظر سے ایک چترنگی کا شمار صرف
۱۲۰۰۰ برسوں کا ہے۔
آدمیوں کے برس اور دیوتاؤں کے دیبہ برس میں فرق
ہے ایک دیبہ برس آدمیوں کے برس کی نظر سے ۳۶۰
برسوں کا ہوتا ہے۔ اس لئے آدمیوں کے برس کی نظر سے
ایک چترنگی کا حساب حسب ذیل ہے۔

ستیہ یگ	= ۴۸۰۰ × ۳۶۰	= ۱۷۲۸۰۰۰ سال
تریتا یگ	= ۳۶۰۰ × ۳۶۰	= ۱۲۹۶۰۰۰ "
دواپر یگ	= ۲۴۰۰ × ۳۶۰	= ۸۶۴۰۰۰ "
کلی یگ	= ۱۲۰۰ × ۳۶۰	= ۴۳۲۰۰۰
دبیہ چترنگی	= ۱۲۰۰۰ × ۳۶۰	= ۴۳۲۰۰۰۰

(بارہ ہزار برس انسانی چترنگی)

اسی حساب سے اس زمین کی عمر ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ چار ارب
بتیس کرور کی ہے اور اتنے برسوں تک یہ زمین قائم رہیگی
پھر یہ اپنے اجزا میں مل کر غائب ہو جائے گی۔
منونتر کی ایک چترنگی کا حساب اوپر آگیا اب ایک
ایک منو کے منونتر میں ۷۱ (اکہتر) چترنگیاں ہوتی ہیں۔
متذکرۃ الصدر سنکلپ منتر کے موافق چھ منونتر تو گذر چکے
ہیں ساتواں منونتر چل رہا ہے۔ ہر منو کے زمانہ میں چودہ (۱۴)

منونتر ہوتے ہیں۔ اس حساب سے ابھی آٹھ باقی ہیں
شاستروں نے ان منوؤں کے نام حسب ذیل دئے ہیں۔

سوئمبھو سوروچیا دتمی
تامس ریوت چاکشس اور دیوشت

چھ ہو چکے تو باقی سات کے یہ نام ہیں:۔

ساورنی دکشا ورنی برہم ساورنی
دھرم ساورنی رودرساورنی روچیہ ساورنی اور
اندر ساورنی

ایک چترُیگی کی مدت ۴۳۲۰۰۰۰ برس کی ہوتی ہے یہ پیشتر لکھ چکے ہیں دیبہ سالوں کی نظر سے ایک چتریگی کی مدت کو اگر ۷۱ سے ضرب دیا جائے تو ۴۳۲۰۰۰۰ × ۷۱ = ۳۰۶۷۲۰۰۰۰ سال ہوتے ہیں یہ ایک چتریگی کی عمر ہے اب اگر چھ منونتروں کے سالوں کا حساب لگایا جائے تو ۱۸۴۰۳۲۰۰۰۰ برس گزر چکے یہ کلی یگ اٹھائیسویں چتریگی کا کلی یگ ہے موجودہ چتریگی کے کلی یگ کے ۵۰۳۶ سال گزر چکے یہ بکرمی سمت ۱۹۹۱ کا سنہ ہے*

اس ساتویں منونتر کی اٹھائیسویں چتریگی کے ۱۲۰۵۳۳۰۳۴ سال گزر چکے۔ اور سرشٹی کے خاتمہ کے ابھی ۲۳۳۳۲۲۷۰۰۲ سال

* سنہ ۱۹۳۵ء عیسوی۔

یعنی دو ارب ۳۴ کروڑ ۴۲ لاکھ سات ہزار دو برس باقی رہے جاتے ہیں۔

برہمہ دن ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ سال کا ہوتا ہے۔یہی اس زمین کی پوری عمر ہے۔

اب بتائیے کہ ہندو دماغ نے اس حد تک زمین کی عمر کا پتہ لگایا۔ اور وہ تخمینی قیاسی خواہ خیالی یا وہمی نہیں ہے بلکہ نجوم ستاروں کے رفتار اور سورج کے رفتار اور سورج چاند کے حساب سے ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ ہندؤں نے سرشٹی آدمی گت ۱۹۵۵۸۸۵۰۳۶ سال کا بتایا اور حساب کو بڑھا کر برہما جنمادی گت وت ۱۵۵۵۲۱۹۷۲۹۴۹۰۳۶ سال ٹھہرایا آج کل کے یوروپین نجومی اگر چاہیں تو ہندو حساب کی مدد سے اس کی جانچ پرتال کر سکتے ہیں۔

یہودی مذہب جو مسیحی اور محمدی مذاہب کا مخرج ہے پانچ ہزار۔ حتیٰ چھ ہزار برس زمین اور خلقت کی پیدائش بتاتا ہے اور وہ بھی بالکل قیاسی اور خیالی ہے۔ ان کے مذہبی سلوات بھی تھوڑے دنوں کے ہیں اور وہ بھی کسی حساب سے نہیں۔

میں جب حیدرآباد دکن میں آیا یہاں کے شاہی مذہب

کے معتقد بھی اسی خیال میں تھے۔ شکر ہے ان کا یہ خیال اب بدلنے لگا۔ کل واقعہ ۱۱ اکتوبر ۳۵ء کو ایک صوفی صاحب ملنے آئے مجھ سے کہنے لگے۔

از ابتدائے دور دوراں تا بہ دور مصطفےٰ
سی صد و سی صد کرور و سی و سی صد سالہا

میں سن کر خوش ہوا۔ عقیدہ تو کھسکنے لگا اسی طرح رفتہ رفتہ حالات میں اور بھی تبدیلیاں آتی چلی جائیں گی۔
وہی حضرت فرمانے لگے :-

بسیط روے زمیں است بست و چہار ہزار
ازاں چہار فرنگ است و پنج ترکستان
شش است موہ و خراساں و چین و تاتار
چناں ہزار بماند تمام ہندوستاں

موجودہ زمانے کے طالبعلم زمین کے اس رقبہ کا حساب سُن کر ہنس پڑینگے پھر خیالات کے ردوبدل کو دیکھ کر امید کیجا سکتی ہے

بدلتے بدلتے بدل جائینگے سچائی کی حد میں کبھی آئینگے

ہندوؤں نے خبر نہیں کتنے ہزار سالہا سال پہلے ان سب باتوں کا پتہ دیا تھا۔ طبقات الارض کے علما رفتہ رفتہ اب ٹھوکر کھاتے آتے چلے آ رہے ہیں۔ پھر نگاہ طبقات الافلاک کی

جانب جاتی گی اس وقت ہندو دماغ کی رسائی کے قائل ہونے لگیں گے ان سب باتوں کا تذکرہ ہر سال سے ہندو پنچانگ (جنتری) میں آتا رہتا ہے جس سے ان کی یاد دہانی ہوتی رہتی ہے۔ یہ پنچانگ، سنسکرت، ہندی، تیلنگی، مرہٹی، بنگالی وغیرہ زبانوں میں چھپتے رہتے ہیں اردو زبان کی جنتریوں میں ان کا رواج نہیں ہوا۔

دوسرا باب

سیلاب

پہلی فصل

تمہید

تمام دنیا کا حساب کتاب ہمارے اپنے حرکات تنفس کے سہارے ہیں۔ اسی سانس میں زماں مکاں وجود کا انحصار ہے اسی میں اور اسی سے زندگی ہے۔ اس کا نام پران ہے اور ہماری زبان کی معمولی عام بول چال میں اسی پران کو جان کہتے ہیں۔ پران کا نکلنا جان کا نکلنا ہے پران جان ہے یا نہیں ہے اس بحث میں تو ہم پڑتے نہیں وہ دور کی بات ہے لیکن اتنا ضرور کہیں گے کہ ہمارا بود نمود اور وجود تینوں کے تینوں اسی پران سے وابستہ ہیں۔

ایک مرتبہ جسم کے تمام اعضا رئیسہ، لطیفہ اور کثیفہ میں
بحث شروع ہوئی ہر ایک کہتا تھا کہ ہم بڑے ہیں اور سب ہمارے
مقابلہ میں چھوٹے ہیں۔ جیسے اس وقت تمام مذاہب فضیلت
کے دعویدار ہو رہے ہیں اور غریب ہندو ان کا منہ تاکتے
ہیں ویسے ہی ان کا بھی حال تھا۔ سب سے زیادہ قدیم
پرانا خاموشی سے ان کا منہ تاک رہا تھا۔
ہاتھ نے کہا میرے بغیر جسم زندہ نہیں رہ سکتا۔ کام
کر سکتا ہے اس لئے میں بڑا ہوں پاؤں نے کہا تو چل نہیں
سکتی ہے۔ میں نہ ہوں تو جسم بیکار ہے زبان آنکھ ناک
کان نے بھی یہی بات کہی۔ دل اور عقل نے بھی اپنے دعوے
پیش کئے کنفرنسی پنچایت ہوئی۔ اور یہ رزولیوشن پاس ہوا کہ
جس کے چلے جانے سے جسم ناکارہ ہو جائے وہ سب میں افضل
ہے۔ سب نے اس رائے اور تجویز کو پسند کیا۔
ہاتھ چھ مہینہ کے لئے نکلا جسم نہیں مرا واپسی پر پوچھا
میرے بغیر تم کیسے رہے؟ جواب دیا گیا جیسے لولے رہتے
ہیں۔ پاؤں گیا چھ مہینہ بعد واپس آیا جسم کو جیتا جاگتا پاکر
متحیر ہوا پوچھا میرے بغیر کیسے جئے؟ جواب ملا جیسے لنگڑے
رہتے ہیں آنکھ بھی گئی اور واپس آئی۔ سوال کیا کیسے زندہ رہے؟
کہا گیا جیسے اندھے رہتے ہیں۔ زبان چلی گئی چھ مہینہ بعد لوٹی

جیرت سے پوچھا میرے بغیر تمہاری زندگی کیسی تھی - یہ بولے جیسی گونگوں کی ہوتی ہے - کان گیا اور آیا پوچھا کان کے بغیر تمہاری کیا حالت تھی؟ انھوں نے کہا جیسے بہروں کی ہوتی ہے ناک گئی اور آئی جسم نکٹوں کی طرح ہو گیا - وعلیٰ ہذا القیاس یہ کیفیت جوانی اعضاء لطیفہ خواہ اعضاے لطیفہ اور تمام اعضاء کی ہوئی -

اب منی باز دل باہر نکل کر چھ مہینہ پر لوٹا - جسم موٹا تازہ جسم شیم تھا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ میرے بغیر جیسے گئے؟ کہا گیا "جیسے بے دل جیتے ہیں" پھر اپنی باری پر عقل تفرقہ انداز برآمد ہوئی - چھ مہینے پیچھے اس کی در آمد ہوئی - جسم خوب فربہ تھا الفربہ خواہ مخواہ سرد آدمی، پوچھا کیا حال رہا؟ کہا گیا بے عقلوں کا سا حال تھا!

ان میں سے کسی کی فضیلت تسلیم نہیں کی گئی - تب پران آہستگی سے جسم کے باہر نکلنے لگا - اس میں ناز نخوت اور غرور کا نام و نشان نہیں تھا - ابھی وہ نتھنوں کی راہ سے ناکے ہی پر آیا تھا کہ ناک ٹیڑھی ہوئی - آنکھ پتھرائی - کان اینٹھے گلا بیٹھا - ہاتھ پاؤں اکڑ گئے - عقل دل اور ہوش و حواس سب مُردہ اور نیم مُردہ بن گئے -

یہ کیا ہوا؟ آخر میں بات سمجھ میں آئی - پران کے بغیر ان کا یہ حال ہوا ہے - سب مل کر منت اور خوشامد کرنے لگے ٹھہر جا

تو ہم جا ہم تیری خدمت کریں گے نذر و نیاز پیش کریں گے تو ہمارا بادشاہ اور ہم تیری رعیت ہیں"

اس طرح سب نے پران کی فضیلت تسلیم کی۔

میری نظر بھی پران پر ہے اس کے حرکات ثلاثہ کا پہلے پتہ دے چکا ہوں۔ یہ تمام تجربات مشاہدات اور حالات کا مخزن منبع اور سرچشمہ ہے۔ اس میں پیدائش قرار۔ اور گذشتگی کا ثبوت شامل ہے۔ آنا پیدائش جانا واپسی اور قرار قیام ہے اسی شکل میں دنیا کا تمام نظام ہے۔

گو ہمارے شاستر یہ پتہ نہیں دیتے کہ ہر چترُیگی کے آخر میں دنیا کا نقشہ بدل جایا کرتا ہے اور اس کی حالت کچھ کی کچھ ہو جایا کرتی ہے لیکن میرا اپنا ذاتی خیال ہے اور اس کیلئے میں کسی شاستر کو ذمہ دار نہیں ٹھہراتا۔ میں کہتا ہوں کہ کلکی بھگوان کے ظہور کے بعد ہی دنیا میں سیلاب آیا کرتا ہے۔ سب مر جاتے ہیں اور سیلاب کے بعد زمین کے پانیوں کے خشک ہو جانے پر از سر نو ست جُگ کا دور آجاتا ہے۔ نئی سرشٹی ہونے لگتی ہے۔ بس اس معاملہ میں اتنا ہی کہنا تھا۔

دوسری فصل

منو اور منشیہ

منو وہ مخلوق ہے جو فوق الغضب ہونے کی حیثیت رکھتا ہے
من والے کا نام ہے اور چونکہ تمام عالم انہی کی اولاد کہلاتی
ہے منو کی اولاد ہونے کی وجہ سے وہ منشیہ کہلاتے ہیں انسان
اس وجہ سے اشرف مخلوقات اور افضل الموجودات ہے اس کا
دل تمام مخلوقات پر فائق ہے اور عنصروں کی طرح دل بھی ایک
عنصر ہے جو ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ جزو کل سب میں منقسم ہے سب
دلدار ہیں اور دل ان کی قسمت ہے لیکن دل اور دل میں فرق
ہے پتھر کا دل اور ہے نباتات جمادات کا اور ہے حیوانات کا
اور ہے آدمی کا اور ہے یہ نسبتاً اوروں کے دلوں سے زیادہ
مکمل ہے یہ اس کا کمال ہے اور یہی اس کی خوبی ہے اور
خوبصورت دل (من) پانے کی وجہ سے وہ منشیہ کہلاتا ہے من،
کا لفظ قریب قریب کسی نہ کسی شکل میں بہت سی زبانوں میں
ملے گا جیسے مین منو وغیرہ انگریزی لفظ مَین (man)
اسی سے نکلا ہے اور جرمن فرنچ۔ لاطینی یونانی اور مصرائیوں
تک میں یہ ملیگا اور چاہے کوئی اسے جانے یا نہ جانے اسی

من کی وجہ سے تمام دنیا کے آدمی منشیہ کہلاتے ہیں۔
منو قدرت میں پہلا آدمی تھا۔ اس کا نام آدمی منوہ ہوا۔
(آدمی - پہلا + منوہ - من والا) اسی سے تو بنا آدم نوح بھی اخذ ہو۔ گو علم لسان کی مدد سے ہم اُسے ثابت کر سکیں یا نہ کر سکیں یہ دوسری بات ہے ہاں ہم سوچنے کے لئے ایک خیال ضرور دے رہے ہیں۔ آدم نوح ممکناً۔ آدمی منوہ ہی ہوگا۔
پہلے منو کا نام سویمبھو تھا۔ جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ اس ایک لفظ پر غور کرنے سے انسانی حقیقت کا بڑا پردہ اٹھیگا۔

سوچنے والا ہو سوچے بات کو سمجھے وہ صفات کو اور قدرت کو
جب سمجھ حاصل نہیں ہے ابھی بے سمجھ والا نہیں ہے آدمی
آدمی دل والا ہو دلدار ہو دل کو پا کر سب سے اسکو پیار ہو
دل میں رہتا ہے محبت کا نشان یہ محبت روح قدرت کی ہو جان
انس جس میں ہو وہی ہے آدمی آدمی وہ کیا جو ہو اس سے تہی

سویمبھو سنسکرت زبان کے دو لفظوں سے مشتق ہوا ہے سویم (آپ) اور بھو (ہونے والا) جو آپ ہوا ہو وہ سویمبھو ہے اب اس کا فارسی زبان میں ترجمہ کرو۔ سویم (خود) اور بھو (آ) آ کہتے ہیں آنے والے کو جو آپ خود اور خود بخود آیا ہو اُسی کا نام (خود + آ) خدا ہے۔

پھاڑ کر قدرت کا پردہ آ گیا خود بخود آیا ہوا سب کا خدا

خود بخود آئے خدا ہے اسکا نام　　خود بخود آنا خدا ہی کا ہے کام

یہ اشارہ دے کر ہم آگے کی طرف بڑھتے ہیں تاکہ عارضی مذہبوں والوں سے ساتھ ہماری بحث مڈبھیڑ نہ ہونے لگے - ورنہ ہندوؤں کے درمیان جو چودہ منوؤں اور منونتروں کی رعایت رکھی گئی وہ یوں ہی نہیں ہے کسی خاص مصلحت - عظمت اور تفضیلت کی نظر سے ہے اور اسی کے اندر حقیقت کی ماہیت کا مخفی راز پردہ میں ہے مجھ سے صرف خیال لو اور سوچو - سوچنا ہی دل (من) والے انسان کا کام ہے اور مخلوق میں یہ وصف کمتر ہے

آدمی میں آدمیت چاہئے　　آدمیت گر نہیں حیوان ہے
عقل ہو باریک بینی ہو تمیز　　اور محبت سے وہ ہو سب کا عزیز
آدمی کی آدمیت کا نشان　　یہ ہے باقی مسخراپن اسکو جان

سوئمبھو - $\frac{\text{سوئمبھو}}{\text{خود}} + \frac{\text{بھو}}{\text{۲}}$ = سوئمبھو اور خدا کے -

یہ پہلا منو تھا - اور اس کی اولاد منشیہ ہے

From mane comes man. He descended and this man is his descendant.

تیسری فصل

سیلاب منو طوفان ہم نوح

سو یمبھو پہلا منو تھا۔ دیوسوت ساتواں منو ہے جس کی ہم اولاد ہیں۔ اس نظر سے ہم منو کی ساتویں پیڑھی یا پشت میں ہیں۔ اسکی ستائیس چتریگیاں ہو چکیں یہ اٹھائیسویں ہے۔ ستائیسویں چتریگی کے کلی یگ کے بعد دنیا میں سیلاب آیا۔

دیوسوت* کو اس کا پہلے ہی سے علم تھا طوفان آنے سے پہلے یہ خبر اُسے ایک چھوٹی مچھلی نے دی جیسے بارش کے آثار کے پیدا ہوتے ہی کیڑے مکوڑے۔ چیونٹی چھنگے زمین کی سطح کو چھوڑ کر اپنے اپنے سوراخوں میں چھپ رہتے ہیں اور آدمی پتا پا جاتا ہے کہ پانی برسنے والا ہے۔

یجروید کے شت پتھ براہمن گرنتھ میں اس سیلاب کی مشرح کہانی استعارہ (النکار) کی زبان میں نہایت خوبصورتی سے بیان کی گئی ہے اب وہ زبان نہیں رہی نہ وہ محاورے اور استعارے ہیں اس لئے اُن کے سمجھنے میں دقتیں حائل ہوتی ہیں صفحوں کے صفحے اُس کے رنگین مضمون کی رنگت سے

---

* دیوسوت۔ سورج یہ لفظ تصوف کی جان ہے در بشر رو پوش کردہ آفتاب فہم کن واللہ اعلم بالصواب (مولانا روم ح)

رنگے ہوئے ہیں۔

منو نے اُس مچھلی سے خبر پاکر ایک مضبوط کشتی تیار کی جو نہ بہت بڑی تھی نہ چھوٹی۔ مجھولی تھی بارش شروع ہوئی۔ دیوسوت منو نے اپنی بیوی کو اور سات رشیوں (سپت رشی) کو اُس پر بٹھایا۔ اوروں کی نظر میں یہ بارش معمولی واقعہ تھی اور معمولی واقعہ کے سمجھنے والے اس کی طرف کب التفات کرتے ہیں۔

ان کے کشتی پر بیٹھتے ہی موسلا دھار پانی برسنے لگا۔ آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ کالی کالی گھٹائیں چھاگئیں۔ تاریکی نے چاروں طرف سے زمین کو گھیر لیا گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ شہر گاؤں۔ میدان اور جنگل پربت اور پہاڑ درخت اور اشجار پانی کی روانی اور طغیانی میں ڈوب گئے۔

نیچے پانی تو اوپر تھا پانی اس طرح کی ہوئی وہ طغیانی
ہوئی بارش جہاں میں یکلخت ڈوبے میدان صحرا اور درخت

بلیوں پانی چڑھا۔ منو کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی خود بخود اوپر بہنے لگی۔ وہ ہمالیہ پر چڑھی۔ کیلاس کی چوٹی پر پہنچی۔ مان سرور کا جھیل غرقاب ہو گیا۔ اور یہ کشتی اوپر چڑھتے چڑھتے کنچن جنگا کی چوٹی سے گزرتی ہوئی سومیرو پربت کے شکھر پر گئی وہاں بھی پانی ہی پانی تھا۔ یہاں پہنچکر وہ ٹک گئی۔ پانی برسا اور خوب برسا۔ کب تک برسا؟ اس کا ہم کو پتہ

بلندی گوری شنکر پربت

نہیں ہے۔ ممکن ہے شت پتھ براہمن میں اس کا تذکرہ ہو۔ کشتی کب تک وہاں ٹھہری رہی اسے بھی ہم نہیں کہہ سکتے۔ منو سپت رشیوں کے ساتھ کشتی پر رہا۔

دنیا غرق ہوگئی ایک متنفس بھی سوا منو اور سپت رشیوں کے زندہ نہیں بچا۔

چوتھی فصل

آبادی

بارش ختم ہوگئی۔ زمین خشک ہونے لگی۔ کشتی نیچے نہیں آسکی منو نے تبت کے اس مرتفع کوہستانی حصے میں آبادی بنائی منو کی لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکے ہوئے۔ لڑکیاں رشیوں کو بیاہی گئیں اور انسانی تولید اور تنسیل کا سلسلہ قائم ہوا یہاں وہ کب تک آباد تھے اس کا حال کیسے معلوم ہے! ہندو یوں بھی ناکردہ گناہ مفصل تواریخ کے واقعات قلمبند نہ کرنے کے ملزم اور مجرم گردانے جاتے ہیں اُس وقت قلم دوات، کاغذ اور فن تحریر کا وجود بھی ظہور میں نہیں آیا تھا جو کچھ اگر پہلے رہا بھی ہوگا سیلاب نے اُسے غارت کر دیا تھا۔

آبادی بڑھی۔ منو نے سوچا۔ میدان میں بسنا چاہیے جہاں آسایش اور آرام کی زیادہ سہولیت کا امکان ہے۔

وہ نیچے اترے۔ کوہستانی خطہ کو جواب دیا۔ وہاں سردی بہت تھی۔ میدانی زمین میں نسبتاً سردی کم ہوتی ہے لیکن پہاڑ وطن کی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ وطن کا پیار سب کو ہوتا ہے۔ نیچے اترے۔ جا بجا اولاد چھوڑتے چلے آئے۔ کیونکہ ہر شخص کو ترک وطن پسند نہیں ہوتا ہے۔ جو ساتھ دینے کے خواہشمند تھے وہ ہمراہ تھے۔ رفتہ رفتہ کوہستانی دامن میں اترے۔ ایک جگہ پسند آگئی۔ اس میں آبادی بنائی اس کا نام ایودھیا رکھا۔

منو نے سیت رشیوں سے کہا کشمکش اور جد وجہد کی زندگی انسانی فطرت کا خلط ہے۔ انسان بغیر لڑے جھگڑے نہیں رہ سکتا۔ لیکن کم از کم یہاں کچھ دنوں کے لیے امن وامان شانتی اور سلامتی رہے گی اس لئے اس جگہ کا نام میں ایودھیا (ا = نہیں۔ یدھ = لڑائی) رکھتا ہوں یہاں کمتر کشمکش اور کمتر جنگ وجدل رہیگی اور سیلاب کے بعد ایودھیا ہی منو کی راجدھانی بنی۔

وطن کی یاد پھر بھی دلوں کو تڑپاتی رہی میدان کی گرمی اتنی خوشگوار نہیں تھی وہ اُتّرا کھنڈ۔ ہمالیہ تبت یا سُومیرو کی سردیوں کو یاد کرتے تھے اور سردی کی دعا مانگتے ہوئے اکثر کہا کرتے تھے:

جیویت شردِہ ششتم   شرونیات ششردہ شتم آدی
سو برس کی سردی تک جئیں   سو برس کی سردی تک سنیں وغیرہ وغیرہ

انسانی آبادی کی ترقی زمین کے دُور تک رقبہ کو گھیرتی گئی
مختلف مزاج - مختلف طبیعت - اور مختلف صورت شکل کے انسان
پیدا ہونے چلے گئے - جو وندھیاچل اور ہمالیہ پہاڑوں کے درمیانی
میدانات میں پھیل گئے منو نے اس خطہ کا نام آریہ ورت رکھا
یہ پہلا انسانی نام ہے - جو انسانی جماعتی گروہ کو کسی خاص خصوصیت
کو مدِ نظر رکھ کر دیا گیا تھا - آریہ لفظ کے کئی معنی ہیں - یہ
سنسکرت دھاتو 'رِی' سے بنا ہے جس سے مراد چلنا ہے
ویسے اس کو کئی طرح کے معنی دئے جاتے ہیں - مثلاً
شریف - شائستہ - مہذب - عقیل وغیرہ وغیرہ - یہ نام ایک
خاص گروہ کا دوسرے عام انسان سے تمیز کرانے والا تھا
جو منو ہی کی اولاد تھی وہ بھی غیر نہیں تھے - لیکن طبائع
کے اختلافات اور چال چلن وضع قطع کا فرق خود تمیزی
علامت پیدا کر کے انھیں خاص قسم کے نام اور شکل عطا کرتا گیا
ہے اختلافات قدرت کی جان ہے - نام اور شکل اس کا
نشان ہے - جو گھر بنا کر ایک جگہ رہنے اور زمین میں بسنے
لگے وہ گھر والے آریہ ہوئے اور جن کو ایک جگہ بود و باش
پسند نہیں آیا وہ خانہ بدوش ہو گئے - کبھی یہاں ہیں کبھی

وہاں ہیں جہاں جس کی سینگ سمائی وہ وہاں گیا۔ آتا جاتا رہا پہلے یہ دو قسم کے انسان ہوتے تھے آدمی مختلف نسلوں سے نہیں سمجھے جاتے تھے۔ آریہ اور غیر آریہ دو نام اُن کے مخصوص تھے۔ مستقل سکونت پسند تو آریہ کہلائے اور خانہ بدوشوں کو دیُو نام دیا گیا۔ اور وہ بھی اپنے طور پر صاحب جائداد اور صاحب ملک و مال تھے۔ فرق صرف اتنا تھا ایک گروہ تو بستیوں میں آباد ہونے کا شیدائی تھا اور دوسرا گھوم پھر کر خدمت اور ملازمت خواہ اور قسم کے صنعت اور حرفت کا دلدادہ بنا۔ دیئو٭ نام کی مراد صرف اتنی ہی ہے۔

یہ نام دسّیوں کو پسند نہیں آیا اور باہمی رقابت کا باعث اور ان بن کا موجد ہوا۔

منو نے دیکھا کہ دسّیوں میں بمقابلہ آریوں کے جماعت پسندی کا مادّہ زیادہ ہے اور وہ اپنی جماعتی تعداد بڑھانے کے دُھن میں لگے رہتے ہیں تب منو نے ورن آشرم کی بُنیاد رکھی اور آریوں کو چار گروہوں میں تقسیم کر دیا۔

٭ سنسکرت دس (دکھونا) درشہ کھونیرالے تبدیل مقام کرنے والے دسیُو ہوئے آج کل کا دسّا لفظ اسی سے بنا ہے۔ دسّا مخلوط کو کہتے ہیں داس یا خانہ زاد بھی اُسی کو کہتے ہیں۔

پانچویں فصل

ورن آشرم کا انعقاد

ورن سنسکرت زبان میں رنگ کو کہتے ہیں۔ چونکہ انسان
پہلے سرد اور کوہستانی مقامات سے آیا تھا وہ سفید رنگ کا تھا
ور مستقل بود و باش سے اس کی رنگت میں کمتر فرق آیا تھا۔
رعکس اس کے خانہ بدوش دسیوں کا رنگ بدلتا گیا کوئی سیاہ
و ہوگیا کوئی زرد رُو۔ اور کوئی سانولے رنگ کا بن گیا یہ
فرق ملکوں ملکوں کی آب و ہوا اور گرمی سردی کے اثرات
کی وجہ سے ہوا۔ اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔

روایتوں میں اختلافات ہیں کسی کسی کا خیال ہے کہ
ورن آشرم کی بنیاد خود منو نے رکھی ہے اور کوئی ایسا بھی کہتا
ہے کہ منو کی اولاد میں رشبھ دیو نامی راجہ کے لڑکے بھرت
(خواہ جڑبھرت) کے عہد میں اس کا اہتمام ہوا۔ یہ بھرت
طبعاً اور فطرتاً پہلے حد درجہ کا جنگجو تھا۔ ابتدا میں راجہ ہی
دھرم اور کرم کا پیشوا تسلیم کیا جاتا تھا۔ آریوں کے
درمیان تمیزی تفریق نہیں تھی۔ بھرت کی زندگی کا بیشتر
حصہ دسیوں کے ساتھ جنگ و جدل میں صرف ہوا تھا اس
نے داروگیر سے پہلے دھرم کرم کے تحفظ کے خیال سے

ان کا فرض معدودے چند آدمیوں کے سپرد کیا جو عقیل۔ دانشمند اور سوجھ سمجھ والے تھے اور یہی بعد کو براہمن کہلائے۔ راج کاج کا کام جن کو سونپا گیا وہ کشتری ہوئے اور جن کو زمین کی کاشت۔ مولیشیوں کی پرداخت اور تجارت کا شوق تھا۔ وہ ویشیہ (بنئے) بنے تعجب یہ ہے کہ آریہ کا مطلب سنسکرت لغات میں ویشیہ آتا ہے اور چوتھے قسم کے آدمی جنھیں صنعت حرفت ایجادات اور اختراعات تواہ کلا کوشل کا خیال تھا وہ شودر کہلائے۔ ان کے فرائض کا خدمت خلق سے زیادہ تعلق تھا۔ یہ سب کے لئے مفید تھے اور ان کی خدمات نہ صرف سب کے لئے مفید اور سودمند تھیں بلکہ مجلسی تحفظ اور امن و امان قائم رکھنے کی امید اُن کی ذات سے زیادہ وابستہ تھی اس لئے ان کی خدمات قابل قدر تسلیم کی گئیں۔

یہ ورن آشرم اور کسی غرض سے نہیں بنایا گیا تھا اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ حتی الامکان صحت۔ تہذیب۔ امن و امان وغیرہ کی نظر سے مجلسی حالت کو کسی طرح خلط فاسد سے بچایا جائے۔ جیسے کسان اچھے دانے منتخب کرکے آئندہ فصل کی کاشت کے لئے رکھ چھوڑتا ہے اس کی غرض اور دانوں (غلوں) کی ذلت نہیں ہے۔

براہمن۔ کشتری۔ ویشیہ شودر چاروں مجلسی عمارت کے چار

ستون تھے اور یہ چاروں آریہ کہلاتے تھے۔ اور باہم ملے جلے رہتے تھے یہ موجودہ گڑبڑ کس وقت سے شروع ہوئی یا ہوگئی اس کی نسبت ہمارے پاس کوئی تحریری ثبوت نہیں ہے۔

کسی براہمن کے لڑکے اپنی ذاتی قابلیت کے موافق براہمن۔ کشتری۔ ویش۔ اور شودر چاروں طرح کی مجلسی حیثیت میں داخل ہوسکتے تھے اور ہوسکتے ہیں اور موجودہ حالت میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ گو اب یہ چاروں چار قسم کی ذاتیں بن گئی ہیں۔

یہی حیثیت کشتری کی بھی ہے اس کی اولاد بھی براہمن کشتری۔ ویش۔ اور شودر ہونے کا حق رکھتی ہے یہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ راجہ ہی پہلے دھرم کرم کے ساتھ ملک کا پیشوا سمجھا جاتا تھا۔ مابعد زمانہ میں گیان مارگ کے تمام گورو بلا استثنا کشتری ہی تھے۔ ان میں سے ایک بھی براہمن جاتی کا نہیں ہے اُپنشدوں کے تمام آچاریہ اجات شترو۔ چتر۔ جنک۔ وغیرہ کشتری ہی تو تھے۔ گیان براہمنوں میں نہیں تھا اور جب یہ مغرور براہمن سمدھا (یگیہ کی لکڑی) بطور نذر و نیاز لے کر شاگردانہ حیثیت میں جاتے تھے تو یہ کشتری راجے اُن کو کہا کرتے تھے تم کو گیان کا میراث نہیں ہے۔ براہمنوں میں کبھی گیان نہیں تھا اس کا حق صرف کشتریوں کو ہے۔ تمھاری میراث اور تمھارا

حق صرف کرم کانڈ ہے۔ چونکہ تم براہمن پنے کا غرور ترک کر کے شاگردانہ حیثیت میں آئے ہو۔ اس لیے ہم تم کو گیان دیں گے"!

ذات پانت کا جھگڑا کب سے ہے اس کا پتہ ہم کو نہیں ہے یہ اُپنشدوں کے زمانہ میں بھی تھا۔

اور ہزار تعریف ہے ان مغرور براہمنوں کی کہ اُپنشدوں کو ویدوں کے آپ انگ (جزو) بناتے ہوئے ان کشتری راجاؤں کے اس دعوے کو جوں کا توں اُنھیں کے الفاظ میں رہنے دیا اور ردو بدل نہیں کیا۔

سوامی شنکر اچاریہ جی نے اپنے شاریرک بھاشیہ نامی کتاب میں انھیں لفظوں کا اعادہ کیا ہے کہ براہمنوں میں گیان نہیں تھا۔ اُنھوں نے کشتریوں ہی سے اسے سیکھا۔

دھرم کرم بہت زمانہ سے براہمنوں ہی کے ہاتھ میں چلا آیا۔ لیکن دو ہندوانی طریق اب تک دنیا میں موجود ہیں اُن کے آچاریہ اب تک بلا استثنا کشتری ہوئے ہیں یہ جین مت اور بُدھ مت ہیں۔ جینیوں کے تمام چوبیس تیرتھنکر کشتری تھے بودھوں کے بھی گورو کشتری ہی مانے جاتے ہیں گو سدھارتھ گوتم بُدھ۔ بودھوں کے چوبیسوں بُدھ نے یہ پیشین گوئی کی ہے کہ اُس کے بعد میترے نامی پچیسواں بدھ براہمن ہوگا۔

ورن آشرم کا انعقاد صرف گن کرم اور سوبھاؤ کی نظر سے ہوا تھا۔ اس کا حق تمام آریوں کو تھا چاہے وہ شودر بھی رہے ہوں اگر ایسا نہ ہوتا تو ویدک رشیوں کی فہرست میں ویشیا بہن اور شودراین رشیوں کے نام کا شمول نہ ہوتا یہ بھی منتر درسا سمجھے جاتے ہیں۔

ایتریہ براہمن (۳-۲-۱۹) میں کوش ایلش کا نام آتا ہے جو کسی بہت نیچی ذات کی عورت کا لڑکا تھا اور رشیوں میں شامل تھا اور رگ وید کے (۱۰) ویں باب کے (۳۰-۳۴) کے منتروں کا درشٹا مانا جاتا ہے۔ چھاندوگیہ اپنشد میں جابال (ستیہ کام) کا نام آتا ہے جس کے گوتر تک کا پتہ نہیں تھا۔ وہ کسی داسی عورت کا لڑکا تھا جو بے خاوند کی تھی اور یہی جابال یجروید کی ایک شاکھا کا بانی ہوا ہے اور براہمن مانا جاتا ہے (ایش کمب سوتر ۲-۵-۱۰)

شودر تو پھر بھی ہندوؤں میں شامل سمجھے جاتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ گن کرم سوبھاؤ کا زبردست اثر ہمارے درمیان کبھی اپنا کام کرنے سے نہیں رکا اور مغرور کشتری اور براہمنوں کا سر ہمیشہ شبھ گن شبھ کرم اور شبھ سوبھاؤ والے اچھوت جاتیوں کے سامنے بھی جھکتا رہا۔ رتناکر والمیکی رامائن کا مصنف ذات کا بھلیا (بھیل) تھا آدمی کو ہی مانا جاتا

ستھے دوسرے والمیکی (مہتر) پرم بھگت سمجھا جاتا ہے جس کی تعظیم یودھشٹر اور کرشن کرتے تھے۔

صاحب کے دربار میں کیول بھگتی پیار
کیول بھگتی پیار گورو بھگتی ست راضی
تجا سکل پکوان کھایا داسی سُت بھاجی
راجہ جو دھشٹر یگیہ رچایا جوڑا سکل سماجا
مردا سب کا مان سوپچ بن ھنسٹ نہ باجا
پرشوتم بھگوان رام مریادا بھوشن
کھائے شبری کے بیر جھوٹے لکھ بھگتی کے لکشن
پلٹو اونچی ذات کا مت کرے کوئی ہنکار
صاحب کے دربار میں کیول بھگتی پیار

ریداس چمار کا نام سب نے سُنا ہوگا بیشمار براہمن اور کشتری اس کے چیلے تھے۔ جن میں میٹرنا کی جھالی رانی اور میرا بائی خاص الخاص سمجھی جاتی ہیں۔ کبیر جولاہے اور مسلمان تھے۔ لاکھوں ہندو اُن کے اب بھی معتقد ہیں۔ سدن قصائی سینا نائی۔ گنکا طوائف وغیرہ کون تھے! مہابھارت میں ایک چنڈال گیتا سولہ گیتاؤں میں مستند اور قابل کتاب سمجھی جاتی ہے یہ ایک چانڈال کی تصنیف ہے دادو صاحب رجب علی لال بابا۔ جمبھ رشی وغیرہ کون سے براہمن تھے۔ یہ سب

اپنے اپنے گُن کرم سوبھاؤ کی وجہ سے قابل ستائش تصور کئے جاتے
ہیں اور اونچی ذات کے ہندو ان کے اب تک معتقد چلے آئے
اوتاروں میں زیادہ تر بلکہ صرف رام کرشن اور بدھ دیو
کی پرستش کا اہتمام ہے۔ یہ تینوں [illegible] تینوں کشتری ہیں۔ براہمن
براہمن تھے ان کے لئے کوئی [illegible] شدہ بھی معنون [illegible]
ہے رام کرشن اور بدھ کے نام پر کروڑ ہیں تو لاکھوں
مشتہر ملیں گے۔

اس شودر لفظ کے سمجھنے میں خبر نہیں کب سے غلطی
ہوتی چلی آرہی ہے میں اسے آریوں میں شامل اور
داخل سمجھتا ہوں اور علیحدہ نہیں کرتا۔ لیکن عام ہندو اچھوت
وغیرہ کو بغیر سمجھے بوجھے ہوئے شودر مان بیٹھے ہیں یہ غلطی
ہے۔ ان کا شمار قدیم دیسیوں میں تو ہو سکتا ہے۔ جیسے
بھیل۔ نشاد۔ کول کرات گونڈ وغیرہ۔ لیکن یہ شودر
نہیں ہیں۔

اوروں کو تو کیا کہا جائے خود سوامی شنکر اچاریہ جیسے
سنسکرت زبان کے متبحر اور جید عالم نے اس لفظ کی ماہیت
نہیں سمجھی۔ دھوکا کھا بیٹھے اسی طرح اُن کے شاریرک
بھاشیہ میں جہاں کرم کانڈ کا مضمون آتا ہے وہ یوں ہی
اُسے ٹال گئے۔ کین اپنشد بہت چھوٹی سی کتاب ہے وہ

اُس میں "آتما" لفظ پر کچھ روشنی نہ ڈال سکے جنھیں اُپنشدوں سے دلچسپی ہو وہ میری ٹیکاؤں کو پڑھ کر اپنی تسلی کر لیں انھیں پھر کسی کی ٹیکا کی محتاجگی نہ رہے گی۔

انھوں نے کیا غلطی کی ؟ شنکر دگ وجے میں ایک شلوک آتا ہے۔

جنمنا جایتے شودرہ سنسکارت دُوج اُچیدتے
وید پاٹھی بھویت وپرہ برہمہ جاناتی براہمنہ

مطلب یہ ہے۔ جنم یا پیدائش سے سب شودر ہیں سنسکار کرنے سے دُوج (دو جنمے) بنتے ہیں۔ وید پڑھنے والا وپر کہلاتا ہے اور (صرف) برہمہ کا جاننے والا براہمن ہوتا ہے۔

سننے میں تو یہ کانوں کو بہت اچھا لگتا ہے۔ لیکن آج تک کسی نے کسی سے یہ نہیں پوچھا۔ پیدائشی طور پر کوئی شودر کیسے ہوتا ہے! شودر تو گن کرم سوبھاو سے ہوتا ہے۔ پیدا شدہ نوزائیدہ بچہ کو شودر کیسے کہا جائیگا وہ تو صرف انسانی بچہ ہے ہاں آئندہ چل کر پتہ چلیگا کہ وہ عمر پاکر شودر ہوگا یا کیا ہوگا! شودر خدمتی کو کہتے ہیں۔ نوزائیدہ بچہ کیا خدمت انجام دیتا ہے۔ اور اُس سے کیا خدمت لی جاتی یا لی جا سکتی ہے؟

تمام دنیا اصل و نسل کی نظر سے ہندو ہے

ایک سوال سے غلط فہمی کا پتہ لگے گا۔

چھٹی فصل

ورن آشرم کی غرض نہ سمجھنے کا نتیجہ

ورن آشرم کی علت غائی سمجھا دی گئی وہ ذات پانت کی بیجا تمیز قایم کرنے کا معاملہ نہیں تھا۔ وہ صرف گن کرم سوبھاؤ کی نظر سے ایک ایسے گروہ کا قایم کرنا مراد ہے جو خبط فاسد اور خبط ناقص سے محفوظ آریہ موروثیت کے حقوق پر قابض رہ سکے اور اُس کا فیض سب کو حاصل ہو سکے۔

مہابھارت کہتی ہے :-

نہ وشوست ورنانات سرب براہمہ مدم جگت
برہمہ ناپورب سرشٹی ہی کرم بھرت ورنا گتیم

ترجمہ :- ذات پانت کی تمیز نہیں ہے۔ یہ سارا جگت برہمہ

---

(۱) براہمن۔ سنسکرت لفظ برد (بڈھنا) اور منن (سوچنے) سے نکلا۔ جو بڈھے اور سوچے۔ عقل و تمیز میں ترقی کرے وہ اصلی براہمن ہے۔
(۲) کشتری۔ سنسکرت لفظ۔ کشو (تقسیم کرنے) سے نکلا ہے جو افراد کی تقسیم و ترتیب کا اہتمام کرے وہ کشتری ہے۔
(۳) ویشیہ۔ سنسکرت۔ لفظ وش (داخل ہونے) سے نکلا ہے جو کھیتی باڑی تجارت کرے اور سب میں داخل رہے وہ ویشیہ ہے۔
(۴) شودر۔ سنسکرت لفظ شوتر (پاک صاف کرنے) سے نکلا ہے جو صاف ستھرا رہے اور صفائی کا سب سے زیادہ خیال رکھے وہ شودر ہے۔ صنعت و حرفت کلا کوشل کے خواہشمند شودر کہلاتے ہیں۔

سے پیدا ہوا ہے۔ پہلے یہ بالکل برہمہ ہی برہمہ تھا۔ آدمیوں

کرموں کی وجہ سے وہ ذات پات میں منقسم ہو رہا ہے۔

لیکن بات کچھ حقی اور کچھ ہی (میری سمجھ میں تو اس بگاڑ میں بھی بناؤ

ایکن تمام دنیا میرے خیال کی نہیں ہو سکتی اور نہ ہوگی)

ہندو پورانوں نے اس ورن آشرم کے ذات پات کی شکل میں تبدیل ہونے پر کافی روشنی نہیں ڈالی۔ صرف ایک روایت ان میں ملتی ہے ماں بیٹی کو دو پنڈ دیئے گئے تھے مقصد دونوں کے جدا جدا تھے۔ ایک سے براہمن پیدا ہونے والا تھا دوسرے سے کشتری۔ دونوں کے پنڈ بدل گئے کھانے میں غلطی ہوئی اور ان سے وسوامتر اور پرسرام جی کی پیدائشیں ہوئیں وسوامتر کشتری ہوتے ہوئے براہمن اور برہمہ رشی ہو گئے۔ اور پرسرام براہمن بنس کے ہوتے ہوئے۔ کشتری بیر بن بیٹھے۔ یہاں کم سے کم اتنا پتہ بھی چلتا لگتا ہے کہ دونوں ماناؤں کے رشتہ کی نظر سے رشتہ دار ہی تھے۔ شادی بیاہ باہمی (احتیاط کے ساتھ) ہوا کرتا تھا۔

وسوامتر۔ مہاراجہ گادھی کا لڑکا تھا۔ جس کی راجدھانی گادھی پور (موجودہ غازی پور) میں تھی۔ پرسرام جمدگنی رشی کا لڑکا تھا۔ اس کا آشرم بھی اسی نواح کے قریب تھا۔

راجہ سہراباہو جمدگنی کے یہاں مہمان ہوا۔ رشی نہا طراور حرارت سے پیش آیا۔ مہمانداری بجا لایا۔ راجہ اور اس کے لشکری خوش ہوئے۔ لیکن اُسے حیرت تھی کہ ایک شکستہ فقیر کو کس طرح شاہی مہمان نوازی کا حوصلہ ایسی کامیابی کے ساتھ ہوا۔ پوچھا کیا تمھارے پاس بہت دولت ہے؟ جواب دیا گیا "میں بے نوا سادھو ہوں" پھر تم نے کس طرح میری مہمانداری کا فرض ادا کیا؟

جمدگنی نے کہا میرے پاس کام دھینو گائے ہے۔

سہراباہو "وہ مجھے دیدو"

جمدگنی "یہ غیر ممکن ہے"

راجہ ناراض ہوا۔ اس لئے جمدگنی کا اشارہ نہیں سمجھا۔ کام دھینو گائے کسی جانور کا نام نہیں ہے وہ انسانی دل کی ارادی قوت کا نام ہے تونگری دل میں ہے مال میں نہیں ہے عثمان فقیر اگر دل رکھتا ہے تو وہ دولتمند راجاؤں سے بھی زیادہ دولتمند ہے اور اگر دل نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے مال اور دولت رکھنے والا کنجوس کروڑ پتی ایک سیر دل بھکاری کے مقابلہ میں محتاج سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے۔

سہراباہو دوبارہ آیا اور بیشمار فوج ساتھ لایا ڈرایا دھمکایا کام دھینو گائے طلب کی۔ اس نے پھر وہی جواب

دیا جو پہلے دیا تھا راجہ کو غصہ آیا اُسے قتل کردیا اس کا لڑکا
پرسرام گھر پر نہیں تھا جب وہ آیا ماں نے اکیس مرتبہ
اپنی چھاتی کو کوٹ کر شوہر کے مارے جانے کا واقعہ سنایا
پرسرام نے قسم کھائی کہ "میں اکیس مرتبہ کشتریوں کی جڑ بنیاد کھود کر اُنکی
ہستی مٹا دوں گا" اور اُس نے ایسا ہی کیا مار دھاڑ شروع
کی ۔ تمام کشتریوں کا راج چھین چھین کر براہمنوں کو دیا اور
سہسرار باہو کو جان سے مار کر اس کے تمام کنبہ والوں اور
متعلقین رشتہ داروں کو برباد کردیا۔ کشتری ڈرے ۔ اُن
کے درمیان بھگدر مچ گئی بھاگ نکلے کوئی کسی طرف گیا
کوئی کسی طرف گیا جس کی سینگ جدھر سمائی وہ اس سمت
کا راہی ہوا۔ براہمنوں سے سلطنت کا انتظام نہیں ہوسکا
اور پرسرام جہاں گیا براہمنوں کی بدسلوکیوں سے
تنگ آکر انھیں بھی بد دعا دی " جاؤ محتاج اور دوسروں
کے دست نگر بنے رہو۔ جیسے تم مجھے اپنے ملکوں میں
نہیں رہنے دیتے ویسے ہی جب جب میرا پنجہ تمھارے
گھروں میں ظاہر ہوگا تم کو اپنے گھروں سے نکلنا پڑے گا۔"
اور وہ بد دعا دیکر پہاڑوں کو چلا گیا۔

اکثر براہمنوں کے گھروں کے کوڑے کرکٹ میں جب
کوئی چیز پنجے کی شکل کی نکلتی ہے۔ تب تب وہ گھر چھوڑ کر

بھاگ جاتے ہیں یہ پنجہ سفید پانچ انگلیوں والا ہوتا ہے برسات
میں اکثر نکلا کرتا ہے اور وہمی براہمن اسے دیکھ کر فوراً گھربار
چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں گو یہ وہم ہو نگین میں نے ایسے
پنجے نکلتے ہوئے دیکھے ہیں اور اس گھر یا گھروں کو ویرانہ
پایا ہے۔

اس براہمن اور کشتری کے متواتر جنگ و جدل کا یہ نتیجہ
ہوا کہ جو ملک یا جزیرے پہلے غیر آباد تھے۔ انھیں جلا وطن
شدہ کشتریوں سے آباد ہوئے۔ مشر (مصر یا ایجپٹ) چین جاپان
پاتال دیش (امریکا) اور یورپ میں نا روے سویڈن (سکنڈنیویا)
تک انھیں سے آباد ہوئے ہیں۔ یہ روایتیں اور کتھائیں
ہیں۔ کہنے والوں کو سکنڈنیویا وغیرہ کے ناموں سے
واقفیت نہیں ہے یہ میں نے اپنی طرف سے اضافہ کیا
ہے۔ جس کا سبب میں آگے چل کر بیان کرونگا۔

پرسرام نے بڑا کشت و خون کیا اکیس مرتبہ کشتریوں کی
نیخ کنی کی گئی۔ بیچارے تمام دنیا میں منتشر ہو گئے لیکن حیرت
ہے کہ اس نے ایودھیا۔ ترہت وغیرہ کے شاہی نسل کو
غارت نہیں کیا۔ ایودھیا کی نسبت تو یہ کہا جا سکتا ہے
کہ منو نے اسے جنگ و جدل سے محفوظ رہنے کی دعا دی تھی
(اے نہیں۔ اور یدھ = لڑائی) اوروں کی بابت کوئی روایت

نہیں ملتی اور نہ قیاس جاتا ہے۔
اس چنترگی کے دواپر میں زمین جابجا اس طرح جلاوطن بھاگے ہوئے کشتریوں سے آباد ہوتی گئی اور وہ اپنے ساتھ آریہ ورت کے اس وقت کے ہندیبا نشانات بطور یادگار کے لئے گئے جن سے ان کا قدیم ہندوں سنے تعلق رکھنے کا پتہ لگتا ہے۔

ساتویں فصل

دراوڑ قوم کی ماہیت

ورن آشرم کے انعقاد میں تادیبی اور تربیتی ضابطوں کی پابندیاں ذرہ سختیوں کے ساتھ تھیں اور دنیا کا کون ساطریق ایسا ہے جو ان سے آزاد ہے۔ اس کی بنیاد متعصب اور سنگدل بنانے کی کبھی نہیں تھی بلکہ یہ خیال رکھا گیا تھا کہ موروثی آریہ پن سے جذبات اور خیالات کو استحکام نصیب ہو اور زندگی کے کاروبار کے ہر شعبہ میں معتدبہ اور نمایاں ترقی کی صورتیں پیدا ہوتی رہیں اور ایک اس قسم کی جماعت ملک میں موجود رہے جس میں ٹھوس پنا اور مضبوطی قائم رہے۔ یہ سب باتیں اس میں تھیں اور اس کے تمام ضابطے کی بنیاد آزمودہ تجربات اور مشاہدات پر قایم تھی۔ اگر زمانہ کے

سے پھیرے ہیں میں اس وقت مکروہ اور مذموم حالات کا شمول
ہو گیا ہے تو اس سے لئے وہ طریقہ قابل الزام نہیں ہے بلکہ اس کا
... انسان کے سفلی جذبات کو سمجھنا چاہیئے۔
ہندو لاکھوں برس سے ایک خاص حالت پر چلے آتے ہیں
ان کا کیا سبب ہے؟ اس کا سبب یہ ورن آشرم ہی ہے۔
اب گو صورت بگڑی ہوئی نظر آوے تاہم ان کی زندگی کے
اب تک قائمی کا راز اسی کو سمجھنا چاہیئے ورنہ اس کا بھی وہی
حال ہوتا جو اور انسانی گروہوں کا دنیا میں ہوتا رہا ہے وہ
پانی کے بلبلوں کی طرح بنے اور بگڑے اس کی کیفیت
بالکل اور ان کے بالکل برعکس رہی ہے۔
لیکن میں کہتا چلا آ رہا ہوں کہ انسانی فطرت میں ہر
جگہ مختلف الحالی۔ مختلف الخیالی اور مختلف الصورتی پیدا ہوتی
رہتی ہے اس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔
جو لوگ آریہ ورت میں رہ کر سختی کے ساتھ ورن آشرم
دھرم کے پابند تھے وہ نسبتاً خوش تھے۔ لیکن جن کو آزادی
کی ہوا لگی وہ اس کے مخالف بھی ہونے لگے انھیں اسکی
پابندی ناگوار گزری اور انحرافی ہونے لگی۔ یہ بھی مقتضائے
فطرت ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ سے یہ حکم تھا کہ
برادری سے باہر ہو جاؤ اور وہ باہر ہونے بھی لگے۔

ہندوؤں کے اندر اوروں کے داخلہ کا موقع عملاً اور نسبتاً شروع سے بند رہا ہے۔ منحرف اور مجلسی قواعد کے برخلاف کام کرنے والے خارج کردئے جاتے تھے۔ اور وہ اب تک موجود ہے دوسرے گروہ کا آدمی ہندو نہیں ہوسکتا تھا ہاں ہندوؤں کو اختیار حاصل تھا کہ اگر کسی کو مجلسی شرائط کی پابندی پسند نہ آئے تو وہ اوروں میں شامل ہو رہیں۔ ورن آشرم ایک مرتبہ بنا اور وہ ویسا ہی چلا آیا ہے اس میں ترمیم اور تنسیخ نہیں کی گئی اور نہ کبھی اس کی ضرورت ہوئی۔ ہاں ایک بات ضرور تھی۔ روحانی انسان چاہے وہ کسی جماعت یا گروہ کا ہو اس کی تعظیم و تکریم کا ہمیشہ خیال رہتا تھا۔

دوسرے انسانی گروہ سے ہندو بہ آسانی تمیز کئے جاسکتے تھے اور کئے جا سکتے ہیں۔ یہ مجلسی طور پر غلام ہیں لیکن روحانی طور پر آزاد ہیں اور لوگ مذہبی غلام ہیں مجلسی نقطہ نظر سے آزاد ہیں اُن میں اور اِن میں یہ بدیہی فرق ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کے درمیان ہر خیال کے فلسفے پیدا ہوئے اور ان کا رواج ہوا۔ یہاں تک کہ ناستک۔ ملحد اور دہریہ وغیرہ اُس وقت تک ہندو بنا رہ سکتا تھا جب تک کہ وہ مجلسی ضابطوں کا پابند ہے اور اس سے کبھی باز پرس نہیں کی جا سکتی تھی۔ لیکن اگر کسی نے ورن آشرم کے آئین کو

رہنے سمجھا یا تو اس کے لئے ایک حکم تھا۔ برادری کے دائرہ سے نکل جاؤ۔
تاکہ بغاوت کی گندگی نہ پیدا ہونے پائے۔ یہ سبب ہے کہ
ہندو کسی کو اپنے درمیان شامل نہیں کرتے اور وہ جاذبہ داخلہ
یا ضمہ کے اوصاف سے محروم ہیں۔

ورن آشرم کے ضابطہ کا نام ہندوؤں میں ویدک دھرم ہے
وید مقدس میں اس کے روحانی اور مذہبی ضابطے ہیں۔ ہندو ایشور
کو ماننے یا نہ ماننے اس پر توجہ نہیں ہے۔ وہ اپنے خیال کی
آزادی میں مست رہے اس سے مجلسی حالت کو ضعف پہنچنے
کا خطرہ نہیں سمجھا جاتا تھا ہاں ویدوں کے ضابطوں کی خلاف
ورزی ناقابل معافی تھی۔ ہندوؤں میں ایشور کے نہ ماننے والے
کو ناستک نہیں کہتے۔ ناستک وہ ہے جو ویدوں کا مخالف یا
نندک ہو۔

ناستکو وید نندکہ (منو)

وید کا نندک ہی ناستک ہے اور ناستک کوئی نہیں ہے
ایشور کا مضمون خیالی اور اعتقادی ہے وہ مت (رائے) ہے
ہر شخص کو خیال کی آزادی کا حق حاصل ہے لیکن اگر وہ
مجلسی دائرہ میں رہ کر اس کا پاس نہیں کرتا تو اسے اس میں
شمولیت کا کوئی حق نہیں ہے وہ علیحدگی اختیار کرلے۔
ایسے لوگ بہت ہو گئے جن کو ورن آشرم کے عقیدات

نا پسند آئے چونکہ کیونٹی سے خارج کیا جانا نہایت شرمناک بات تھی۔

سب سے اُدھک جاتی اپکانا

انھوں نے ترک وطن کیا۔ جلاوطنی اختیار کی اور آریہ ورت کے وسیع میدانی حصہ سے نکل کر گنگا کے دکن کی جانب وندھیاچل پہاڑ کے وسیع اور پھیلے ہوئے رقبہ میں آباد ہوتے گئے ان کا نام دراوڑ پڑ گیا اور ان کا ملک دراوڑ دیس کہلاتا ہے۔

آریہ ورت تو ہمالیہ اور وندھیاچل کے درمیان واقعہ ہے اور دراوڑ دیس بالکل وندھیاچل پہاڑ میں ہے جو گنگا کے دکن میں ہے اور سمندر کے کنارہ تک چلا گیا ہے۔

دراوڑ کوئی علحدہ انسانی نسل نہیں ہے دراوڑ یا درِوڑ سنسکرت لفظ ہے اور اس کے معنی ہیں۔ خارج شدہ، جلاوطن کردہ یا نکالے ہوئے۔ یہ پہلے آریہ ورت میں رہتے تھے آریہ تھے مجلسی خلاف ورزی سے دراوڑ ہوگئے۔

کیا کہیں۔ آج کل کے پڑھے لکھے ہوئے لوگ انسان کو مختلف نسلوں مثلاً آریہ۔ دراوڑ۔ سُرخ رُو۔ زرد رو۔ سیاہ رُو۔ وغیرہ میں شامل کرتے ہیں۔ کاش وہ اگر ہندوستان

کے رہائشی حالات سے واقف ہوتے تو ایسا نہ کہتے ٭٭

تیسرا باب

ہندوں کا وطن ہندوستان ہندوستھان ہے

پہلی فصل

ہندوں کا وطن

ہندوں کا وطن ہندوستان ہے۔ اور وہ اس نظر سے نہیں

٭٭ دَت۔ راون وغیرہ اسی قسم کے دراوڑ براہمن تھے راکشش اس وجہ سے کہلاتے تھے کہ انھیں اپنی ہی جماعت کی افراد کی محفوظیت کا خیال زیادہ تھا اور آریوں کے کرم دھرم میں مخل ہوکر یگیہ تک بھی نہیں کرنے دیتے۔ رشیوں نے شری رامچندر جی کو اس کی گوشمالی کے لئے منتخب کیا۔ لنکا پر چڑھائی ہوئی راون راکشش (اپنی ہی رکشا کرنے والا) مارا گیا۔ کام تو کیا لیکن انھیں اپنے میں شامل نہیں کیا اور مابعد زمانہ میں یہ بودھ ہوتے چلے گئے جو آزادی کا طریق تھا جب سوامی شنکر اچاریہ جی کا ظہور ہوا۔ انھوں نے از سر نو ورن آشرم کی اصلاح کرنی چاہی۔ براہمنوں کو تو پنج گوڑ اور پنج دراوڑ بنا گئے دسیّوں کی اصلاح کا خیال کم آیا یہ اچھوتوں (دسیّوں) کا ملک ہے اور لوگ غلطی سے انھیں شودر کہتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں یہاں سوامی رامانج آچاریہ اور مادھو آچاریہ نے کچھ اصلاح کرنی چاہی وہ براہمن پرست تھے اس لئے عملاً اصلاح کا دروازہ بند ہی رہا۔

کہ وہ کسی اور جگہ سے آکر یہاں آباد ہوئے بلکہ یہی ملک
ان کی پیدائش گاہ بھی ہے اور اگر اس موجودہ
منو کی اٹھائیسویں چتریگی کے خیال کو ترجیح
دی جائے تو وہ جگہ بھی اسی میں شامل سمجھنا
چاہیے جہاں سیلاب کے وقت منو کی کشتی ٹھہری ہوئی
تھی۔ سائنس کے نقشہ سے جسے کنچن جنگا کی چوٹی مانا جاتا ہے غالباً
وہی سومیرو پربت ہے اور وہ دنیا میں سب سے اونچی جگہ ہے
یہ سوال بیشک پیدا ہوسکتا ہے کہ آیا اس سرزمین میں انسان
کی پیدائش کا امکان ہے یا نہیں، یہ ایک ایسا سوال ہے جس
پر اس موقع پر ہم کو یا کسی شخص کو قطعی فیصلہ دینے کی جرات
نہیں ہوسکتی۔ ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ ہندوؤں کے درمیان
مروجہ روایتوں کے موافق ہے جس میں ہمارا قیاس بھی شامل
ہے۔ دنیا میں انسان کو پیدا ہوئے تو اربوں برس ہوچکے تھے
ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ صرف اسی چتریگی کے نقطۂ نگاہ سے
کہا ہے۔ اور وہ بھی مکمل نہیں ہے کیونکہ نہ کسی کے پاس کسی
قسم کی سند یا شہادت ہے اور نہ اس کی امید ہی کیجاسکتی ہے
دنیا ایک حالت پر نہ کبھی رہی ہے نہ رہیگی۔ اس کے سمندر
میں تہذیبی دور کے جوار بھاٹے اٹھا کرتے ہیں کوئی کیسا ہے

اوزباب تصویر

کوئی ایسا ہے۔ سب میں یکسانیت کی امید کیسے کی جا سکتی ہے!
چونکہ تہذیبی دور میں اختلافات ضرورت اور مصلحت وقت کا سوال رہتا ہے
ترتیا گی کے دواپر کے آخر میں پڑھنے لکھنے کا فن ایجاد ہوا۔
ممکن ہے پہلی چترجگوں میں اس کی ضرورت ہی نہ پڑی ہو۔ اور
آگے چل کر اسی کلجگ کے خاتمہ سے پہلے تمام علوم و فنون
مذاہب کتب خانہ جات وغیرہ سب کی معدومیت ہو جائے۔ یہ کوئی
انہونی تو نہیں ہیں بلکہ عارضی ہی ہیں اور ایسا ہوگا۔ ہو کر رہیگا
انسانی دماغ بگڑ جائیگا نہ کبھی اس پڑھنے لکھنے کے خبط سے اکتا
جائیگا اور اسے غیر ضروری سمجھ کر بھلا بیٹھے گا۔ تہذیبی دور
آتے جاتے رہتے ہیں ان کے ایجادات اختراعات وغیرہ میں
اختلافات رہتے ہیں۔

ہندو پورانوں کا خیال ہے کہ اس نظام شمسی کی اس
کرۂ زمین کی جیسی ساخت ہے ویسے ہی اور اونچی نظام
شمسیوں کی زمینی کروں کی ہے اور جیسی صورت یہاں بھارت
ورش کی ہے ویسی ہی ہر شکل میں ان کی بھی ہے۔ ان
پورانوں کے نوشتہ جات پر کمتر علماء کی نظر رہتی ہے۔ بعض
لوگ تو انھیں مزخرفات بھی سمجھتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے
انسانی دماغ کی اپج سے یہ بھی خالی نہیں ہیں۔
وشنو پوران ایک چھوٹا پوران ہے وہ اس پر بہت کچھ

روشنی [illegible] بتاتا ہے اور قطعاً بہت طبیعتوں کو اس میں دلچسپی اور واقفیت [illegible] کا کافی سامان مل سکے گا۔

[illegible] نے سات نظام شمسیوں کا پتہ دیا ہے انہوں نے [illegible] ہم کو لامحدود بتاتے ہوئے اپنی روحانی [illegible] کی نظا[illegible] تجربات کی سات سات تعداد مقرر کر رکھی ہے۔ جیسے

(۱) نظام شمسیاں - بھور - بھوَہ - سوہ - مہہ - جنہ - تپ - ستیم
(۲) سپت رشی - (درجہ دار) شردت رشی - کاند رشی - پرم رشی - مہرشی - راج رشی - برہم رشی - دیو رشی۔
(۳) سپت رشی (ویدک) ماریچی - اتری - انگرس - پولستیہ - پلہا - کرتو - وشسٹ - یہ سات ستارے بھی کہلاتے ہیں۔
(۴) سپت خاص نکشتر - سورج چاند - منگل - بدھ - برہسپتی شکر شنی
(۵) سات دویپ - جمبو - کش - پلکش - سال ملی - کرونچ - ساک پشکر۔
(۶) سات سور - س - ر - گ - م - پ - دھ - نی - وغیرہ وغیرہ۔

یہ سات کی رعایت یوں ہی نہیں ہے بلکہ کسی خاص عقلی اور روحانی نظر سے ہے اور شوپوران نے تو بارہ لنگ اور بارہ ارگھ کی بارہ نظام شمسیاں ٹھہرائی ہیں۔ جن کا نشان اور پتہ اسی انسانی جسم (پنڈدیس) میں دیا ہے یہ بارہ چکر کہلاتے ہیں۔ وشنوپوران کہتا ہے کہ انسانی پیدائش اسی بھارت ورش میں

ہوتا ہے اور ورن آشرم کا اعتقاد بھی صرف یہاں ہی ہوتا
ہے اسی طرح اور نظام شمسیوں کے حارث درشنوں کی کیفیت
ہے جو ان کا عالم بھارت نہ ہو
ان خیال قیاس اور تشبیہ کو مد نظر رکھ کر یورپ والے انسان کی
پیدائش کا مرکز ہندوستان ہی کو ٹھہراتے ہیں اور
اعلیٰ ایسا ہی کہتے ہیں۔

دوسری فصل

انسانی پیدائش کا منبع و لہ ہندوستان

ہر شے کی پیدائش ہر زمین میں نہیں ہوتی۔ اس کے لئے
خاص زمین خمیر کی تاثیر کی ضرورت ہوا کرتی ہے مثلاً ایک
آم کا پھل ہے اس کا خاص وطن ہندوستان ہے یہاں یہ
بکثرت اور کبھی کبھی خود رو بھی ہوتا ہے یہاں سے اس کا
بیج مختلف ملکوں میں لگایا تو گیا لیکن وہ تاثیر پیدا نہیں
ہو سکی اور نہ وہ لذت آئی۔
میں آم کا پہلے بہت شائق تھا۔ پنجاب میں ۲۱ برس
کی بود و باش رکھی لیکن آم کی موسم میں ہر سال آم
کھانے کی خواہش میں ہندوستان (راج بنارس) میں چلا آیا
کرتا تھا۔ ہر روز کم از کم ۵۰ آم پانی سے بھر کے [illegible]

طباق یا بالٹی میں بھروادئے۔ تیسرے پہر کئی آدمیوں کو ساتھ لے کر بیٹھا اور یہ سب میرے ساتھ آم چوسا کرتے تھے میں قلمی آم کا کبھی شائق نہ تھا اور نہ ہوں وہ قابض ہوتے ہیں کھانے کے لئے بیجو یا تخمی آم مفید ہیں۔

میں دوران سفر میں سنگاپور (بحر الکاہل کے جزیرہ) میں پہنچا وہاں آم بک رہے تھے دیکھنے میں خوشنما اور بڑے بڑے خوبصورت تھے۔ قیمت پوچھی دوکاندار نے کہا دو آم ایک ڈالر کو آتا ہے میں نے اُسے ایک ڈالر دیا جو ہندوستانی سکہ کے ۳ روپئے کے برابر تھا جیب سے چاقو نکالا ایک قاش کاٹ کر منہ میں رکھا۔ بدمزہ معلوم ہوا تھا کر تھوک دیا۔ ایک سکھ پاس کھڑا تھا اُسے دیکر کہا اگر تجھے پسند ہے تو لیجا۔ اُس نے لے لیا۔ یہ آم سنگاپور میں سیام سے آئے تھے۔ سیام بودھوں کی نوآبادی ہے۔ وہ ساتھ لے گئے اور وہاں لگایا آم تو ہے لیکن وہ اب ہندوستانی آم نہ رہا۔ جزیرہ ہانولولو (امریکا) میں بھی آم دیکھے افریقہ کے خاص خاص زمین میں آم لگائے تو گئے لیکن وہ صرف نام اور صورت کے آم ہیں کام کے نہیں ہیں۔

اسی طرح ہندوستان کی سرزمین بھی انسانی پیدائش کے لئے راس آئی اور اسی جگہ پہلے آدمی پیدا ہوئے پھر اور

اور ملکوں میں جاکر بسے اور خاص خاص انسانی نسلوں کے
پیدا کرنے والے ہوئے ۔ یہ کتنے ہیں؟ ان کا شمار کون کرے۔
منوسمرتی میں ان کے کچھ کچھ نام آئے ہیں مثلاً۔

شن کینو ۔ کریا یو یادیما ۔ کشتر یہ جات یہ
ورش لتوم کتا لوکے ۔ براہما درشنے نہ چہ
پونڈر کا شچو دروڑا ۔ کامبوجا ۔ یوشہ ۔ ششکا
پاردا پلھوواش چینیا ۔ کراتہ دردا کھشا

(منو باب۱۰ ۔ شلوک۴۳ ۔ ۴۴)

ان سب کے بود و باش اور مقامات کی وجہ سے علیٰحدہ علیٰحدہ
نام ہیں ورنہ یہ اصل نسل کی نظر سے ہندو ہیں ۔ کنباؤں کے
سوئمبر یگیہ اور دوسرے تقریبی موقعوں پر ان کے درمیان
آنے جانے اور ملنے جلنے کا رسم تھا ۔ جہاں تک پتہ لگتا ہے
ان کے یہاں بھی ایسے نوشتہ جات نہیں ہیں جن سے ان کی
اصلیت و اصلیت کا پتہ لگے اور کون جانے کچھ انسانی فطرت
بھی ایسی واقع ہوگیا ہے ۔ تبدیل مقام اور تبدیل مذہب کیساتھ
ہی انسان اپنی قدامت کو نظر انداز کرکے اپنی ہستی اور نام و
نشان کچھ اور ہی قائم کرنے لگتا ہے اور رقابت تعصب
بغض و کینہ کے جذبات سے بھر جاتا ہے ۔ یہ بات ہم اپنے

* یہ سب کشتریوں کے نام ہیں جو آریہ ورت کے باہر غیر ملکوں میں آباد تھے پاردپارسی کہلائے

ہموطنوں میں خود پاتے ہیں حالانکہ یہ سب کے سب ہندو ہی ہیں
اتنا بھی یہ تو اقرار کریں گے کہ ان کے آباو اجداد ہندو تھے
اور حیرت یہ ہے کہ ان کی کثیر تعداد ہندوستان میں تو وطنی
جذبات سے خالی نظر آتی ہے۔ اور ملکوں میں یہ کیفیت نہیں
ہے وہ وطن کے نام پر بٹہ نہیں لگاتے۔

تیسرا جو کچھ ہے وہ یہ ہے۔
اب یہ دیکھنا ہے کہ ان کے درمیان جو قدیم روایتیں
پھیلی آتی ہیں وہ کیا کہہ رہی ہیں۔

ہمارا روئے سخن اس وقت مسلمانوں کی طرف ہے۔ ہندوستانی
مسلمانوں کو تو شاید علم بھی نہ ہو لیکن دنیا کے مسلمانوں کا
عقیدہ ہے کہ آدم (پہلا انسان - ابوالبشر) ہندوستان کے
ملک سراندیپ میں گرا تھا۔ ان کا مذہبی عقیدہ ہے کہ خدا نے
پہلے آدم کو جب پیدا کیا تھا تو اسے رہنے کے لیے باغ عدن
دیا تھا حکم تھا وہ گیہوں نہ کھائے (شاید جو کھائے) آدم نے
نافرمانی کی گیہوں کھا لیا اور خدا نے اسے اسی قصور پر باغ
عدن سے نیچے دھکیل دیا اور وہ سراندیپ میں گرا۔ غنیمت
ہے وہ اتنا تو کہتے ہیں اور شری رامچندر جی کے تعمیر کردہ
سمندری پل کو آدم کا پل کہتے ہیں اس آدم کے پل کی نسبت
یہودیوں اور نصرانیوں میں بھی اتفاق ہے کئی انگریزی کتابوں

کا تخت وتاج چھین لیا انھیں بھگا دیا اور ملک کے حاکم اور قابض ہو بیٹھے۔ یہ خیال سراسر غلط اور بالکل خلاف واقعہ ہے۔ قدیم زمانہ اور خاص کر دنیا کے ابتدائی زمانہ کے ہندو نہ اس خیال سے آئے۔ نہ اس کی ضرورت لاحق ہوئی ملک آباد بھی نہیں تھا۔ ورنہ یہ کہا جا سکتا تھا کہ انسانی فطرت کے دارو گیر کے زیر اثر ہندوں نے ایسا کیا ہو تو تعجب نہیں ہے۔

جب وہ پہاڑ سے نیچے اُترے وہ اس موجودہ چتر یگی کے ست یگ کا عہد تھا جس میں ابتدائی انسان ہوتے ہیں ان میں بچوں کی سی سادگی ہوتی ہے۔ اس دارو گیر کا عمل دخل دنیا کی نوعیت میں ہوتا ہے اور جب آبادی بڑھ جاتی ہے اس وقت اس قسم کے واقعات کا ظہور ہونے لگتا ہے اس سے پہلے نہیں۔

تیسری فصل

چتر یگی کی صراحت

ہر چتر یگی میں چار یگ ہوتے ہیں۔ ستیہ یگ۔ ترتیا یگ دواپر یگ اور کلی یگ

ستیہ یگ دنیا کے بچپن کا زمانہ ہے۔ ترتیا یگ کشور اوستھا اور جوانی کا عہد عالم شباب ہے۔ دواپر ادھیڑ

تمام دُنیا اصل و نسل کی نظر سے ہندو ہے

تغیر ہوتا ہے اور کلی یگ بڑھایا ہے یہ قدرتی بات ہے۔ حالتیں تبدیل ہو ہو کر
رہتی ہیں اور انسان کی حالت اور خیالات بھی اُسی کے موافق ہوا کرتے ہیں۔
اس مضمون کی نہایت معقول صراحت ہمارے پورانوں
نے اوتاروں کی صورتوں میں دکھایا ہے جو سوچنے سمجھنے
اور غور کرنے کا معاملہ ہے۔

ست یگ بچہ پنا ہے اُس کے چار اوتار ہوتے ہیں
مچھ۔ کچھ۔ وراہ۔ نرسنگھ۔ ست یگ میں ست کا اصول محیط
کل ہو کر کام کرتا ہے ست کہتے ہیں زندگی کو۔ زندگی
کی اس وقت چار صورتیں ہوتی ہیں۔ مچھلی۔ کچھوا۔ وراہ
(سور) اور نرسنگھ

ست زندگی ہی زندگی ہے۔ ست یگ میں اس
زندگی کے چار گھر ہوتے ہیں۔ اس میں فکر تردد رنج اور
دکھ کی نسبتاً معدومیت رہتی ہے جیسے ہم انسانی بچوں
میں دیکھتے ہیں۔

بچہ میں سر ہوتا ہے یہ مچھلی کا اظہار یا شاعرانہ استعارہ
ہے۔ بچہ کا سر کے ساتھ جسمانی اعضاء کا لپیٹ ہوتا ہے
یہ کچھوے کی مشابہت ہے بچہ لطافت اور
کثافت کی سمجھ نہیں رکھتا یہ وراہ ہے اور بچہ کی نظر
شرشت اپنی ذاتی خوشی کی جانب رہتی ہے، دوسروں کا

خیال نہیں رکھتا ہے نرسنگھ (نر = انسان + سنگھ = حیوان) انسانی اور حیوانی جذبات کی شمولیت ہے اور اسے پرہلاد (پر = پہلے اور ہلاد = خوشی) کہتے ہیں۔ اس پختگی کے دور میں سادگی اور معصومیت کے ساتھ زندگی بسر ہوتی ہے۔ دوسری باتوں کا خیال نہیں رہتا۔

پورانوں نے اسے شاعرانہ پرواز سے قصہ کہانیوں میں ادا کیا ہے تاکہ مضمون دلپسند اور دلچسپ ہو جائے۔ زبان بدل گئی محاورات اور اصطلاحات میں تبدیلیاں آگئیں۔ اس لئے اس کا سمجھنا مشکل ہو گیا۔ اس عہد میں داروگیر نہیں ہوتی اور اسی نظر سے اُسے ست (مکمل ہستی) کہتے ہیں۔ جیسے بچوں کی زندگی ہوتی ہے اس میں سفلی عقل کا بالکل شمول نہیں ہوتا۔ ست ہی ست رہتا ہے اور اس کے چار پاؤں ہوتے ہیں۔ تو مچھ کچھ وراہ اور نرسنگھ ہیں۔

ترتیا یگ میں ست کی ایک ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے صرف تین ٹانگیں رہتی ہیں۔ اور چوتھی ٹانگ سفلی عقل کی جڑ جاتی ہے مطلب یہ ہے کہ عقل آجاتی ہے جو تفرقہ انداز ہے اور اس عقل کے آتے ہی انسان میں خودی، خودنمائی، خود پسندی، خود غرضی اور خود مطلبی کے مکروہ جذبات نمایاں ہو جاتے ہیں اور وہ فتنہ فساد کا بانی ہو جاتا ہے۔ آریہ اور دسوؤں کے درمیان جن لڑائی جھگڑوں کے اشارے مقدس ویدوں

پائے جاتے ہیں وہ اسی دور اور زمانہ کے ہیں۔
ست جگ میں لوگ بچوں کی طرح رہتے ہیں۔ اُن
میں خصومت بغض اور کینہ کم ہوتے ہیں انتقام کشتی کی
نوبت نہیں آتی۔ لیکن تریتا یگ میں عقل کے آنے کی
دیر سے یہ جذبات متزلزل ہو جاتے ہیں اور اُن سے بچنے
اور محفوظ رہنے کی تدبیریں سوچنی پڑتی ہیں۔
تریتا۔ سنسکرت لفظ تریت (خود حفاظتی) سے نکلا ہے اسی
یگ میں دو قسم کی ذاتی حفاظت کا اہتمام کرنا پڑتا ہے ایک
دلی اور دوسرے جسمانی۔
دلی حفاظت کی یقینی تدبیر گایتری یوگ ہے دگا = گانیوالی
اور تریت = حفاظت) حفاظت سلامتی اور شانتی کا نغمہ سنانے والی
یہ گایتری منتر (تدبیر) ہے اس کی تعلیم بچوں کو بچپن میں دیجاتی
تھی بالغوں کے لئے یہ نہیں ہے وہ اعلیٰ درجہ کا روحانی یوگ
ہے اُپنشدوں میں اُدگیت یوگ اور پرنوراگ یوگ کہتے ہیں
افسوس ہے اس زمانہ کے تمام ہندو بلا استثنا ان دونوں
یوگوں سے نا واقف اور ان کی برکتوں سے قطعی محروم
ہیں۔ میں نے اپنے طور پر ہزاروں کو یقینی اور شرطیہ فائدہ
کے ساتھ تعلیم دی اب شاید ان دونوں کا پھر از سر نو رواج
ہو جائے ورنہ ہندو تو اب انھیں بالکل بھول گئے یہ روحانی

اور دلی حفاظت (تربیت) کی تدبیریں تھیں۔

دوسری حفاظت جسمانی ہے اس کے لئے حرب و ضرب اسلحہ اور اوزار کے کرتبوں کی مشاقی کی ضرورت ہے۔ دنیا میں خود حفظی کے یہی دو طریقے ہیں تیسرا کوئی اس سے زیادہ سریع العمل اور آسان نہیں ہے۔

تریتا میں سفلی عقل فتنہ پرداز ہوکر ذاتی حفاظت کے خیالات کو اس قدر دلوں کے اندر بھر دیتی ہے کہ بعضوں کو اپنی بھلائی کے سوا اور کسی بات کی سوجھ بوجھ نہیں رہتی اور دنیا میں پہلی مرتبہ قومیت اور ملکی جذبات کی مکروہ عادتیں آنے لگتی ہیں۔

اس خود غرضی نے تین صورتیں اختیار کیں۔ بل چھل کل بل بلی میں تھا۔ یہ بلوان تھا نیک بھی تھا دان بہت دیتا تھا۔ اور دان کا گھمنڈی بن کر اُسے دوسروں کے تالیف قلوب اور مغلوب کرنے کا ذریعہ بتایا۔ خیرات اچھی ہے لیکن غرض اور ذاتی مفاد کی خیرات ہمیشہ فتنہ فساد پیدا کرتی ہے اس کی اصلاح باون جی (چھوٹے آدمی) نے کی اُسے چھلا۔ یہ تریتا کا پہلا اوتار ہے۔

سہسرابا ہو۔ چھلی تھا۔ اس نے چھل سے جمدگنی کی کام دھینو گائے چھیننا چاہی اور اسے قتل کر دیا اس چھل کی اصلاح پرسرام نے کی

نے اپنی قوت ارادی اور زبردست دلی طاقت سے نہ صرف
اُسے مارا بلکہ اکیس مرتبہ کشتریوں کی بیخکنی کی۔
کل کا ظہور راون میں ہوا اُس نے اپنے انتہائی دماغ کی
مدد سے ہزاروں کل مشین وغیرہ ایجاد کئے اور ان کے
ذریعہ تمام عالم کو مطیع کر لیا۔ ہوائی جہاز (اڑن کھٹولے)
پشپک بوان بہت تھے۔ ہوا۔ بجلی پانی سب پر اُسے
اقتدار تھا۔ یہ اپنی ذاتی اور قومی رکشا کا اس قدر دلدادہ
تھا کہ اس عادت بد کی وجہ سے وہ اور اُس کے بھائی بند
راکشش کہلاتے تھے جو صرف اپنی ہی رکشا چاہے وہ راکشس
ہے ان کا قول تھا۔

خدا سب کے لئے اپنے سلے ہم   نکلتا ہے جو کام اپنا تو کیا غم
ہمیں آرام و راحت ہے میسّر   کوئی ہو دکھ میں ہم ہیں سکھ میں بڑھ کر

یہ درن آشرمی تو تھے۔ لیکن دراوڑ دیشے آریہ نہیں تھے۔
اور ساتھ ہی مردم خوار بھی تھے ان کی عام غذا گوشت
پوست تھی غلہ کا استعمال کمتر تھا شراب ہر شخص پیتا تھا۔
دن کو اکثر سوتے تھے۔ رات کو جاگ کر آدمیوں کے
شکار کی تلاش میں رہتے تھے۔ اس وجہ سے نشچر
(رات کو چریا یا کام کرنے والے) کہے جاتے تھے برعکس
ان کے آریہ دیچر (دن کے وقت کام کرنے والے) تھے

ان کی وجہ سے غیر راکشسوں کی حالت خراب تھی۔ صاحب ایجادات اور اہل ہنر اور فن ہونے کے باعث ان کے جور وستم سے دنیا نالاں تھی شری رام چندر نے ان کی اصلاح کی۔
تریتا میں ست کی تین ٹانگ رہتی ہے اور اس لئے اُس کے اوتار بھی تین ہی ہوتے ہیں اور تین ہی ہوئے۔ راون ان راکشسوں کا راجا لنکا میں راج کرتا تھا وہ اپنے کلا کوشل (صنعتی کل یا بوان پر) سیتا کو لیجا کر لے گیا۔ رام نے پُل بنا کر اُس پر حملہ کیا۔ سیتا کو واپس لائے راکشسوں کو مارا۔ اور وبھیشن کو لنکا کا راجہ بنایا۔
تریتا یگ ست کا تین ٹانگ والا
بدعت کرنے والے ظالم تین بلی سہسرابا ہو۔ اور راون
اور اوتار بھی تین۔ باون۔ پرسرام۔ رام۔
تریتا گیا۔ دواپر یگ آیا۔ اس میں ست کی دو ٹانگیں رہ گئیں اور عقل کی دو ٹانگیں لگیں۔ عقل بڑھ گئی۔ ست کے مقابلہ پر آگئی۔ کشمکش شروع ہوئی۔ راحت اور قرار غائب ہونے لگا۔
بُدھی قدرت میں زبردست عنصر ہے۔ اس کی ترقی بڑا ادھرم مچاتی ہے اگیان کی دو صورتیں کنس اور اندر دمن کی شکل میں مجسم بن کر آتی ہیں اس کے دو اوتار کرشن اور بُدھ ہوتے ہیں کرشن کنس کو مارتے ہیں اور بدھ اندر دمن

تحت الثریٰ اور فوق الافلاک تک کی ماپ تول اور گنتی کیجائیگی اور انسان ہر شئے کو مجبور کرے گا کہ وہ اپنا راز اسے ... موجودہ علمی دور کا خاتمہ ہوجائے گا یہ غیر ضروری بن جائیگا۔ صرف عقل رہے گی اس کے حافظہ اور غور و فکر سے سارا کام ہونے لگے گا اور انسان زمین پر رہتا ہوا افلاک کی سیر کرے گا خواہ خود اُڑتا ہوا ہر جگہ پہنچے گا۔ سدھی شکتیاں اس کے حصہ میں آئیں گی اور جب ان کی حد ہوجائے گی اس وقت کلکی بھگوان اس کا ناس کردیں گے۔

کلی یگ کو ہمارے شاستروں نے پاپ یگ کا نام دیا ہے اس یگ میں مہاپاپ ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ دکھ ہی دکھ ہوتا ہے اس پاپ کا نام خود غرضی ہے خود غرضی بہت بڑھ جاتی ہے زندگی مصنوعی نمائشی اور عقلی ہوتی ہے ست بالکل مغلوب ہوجاتا ہے۔

چوتھی فصل

یگوں کے اندر انسانی آبادی کا انتشار

ست جگ میں تو بالکل معمولی طور پر انسانی افراد خود بخود منتشر ہونے لگ جاتے ہیں ترینتا یگ میں (ورن آشرم) کی تفریق اختلافات کا باعث ہوتی ہے اور بغاوت پسند

مبائع دراوڑ (جلا وطن یا خارج از برادری) بن جاتے ہیں۔ مشری (ایچیشن) اور راکشس اسی زمانہ میں ترک وطن کرکے خاص قسم کی تہذیب اور عقلیت سے دور کی بنیاد رکھتے ہیں۔ سکاٹ لینڈ۔ فونیشین۔ کاکشین۔ بیلوچیں وغیرہ وغیرہ اسی دور کے نکلے ہوئے ہندو ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پارسیوں نے بھی اسی عہد میں ملک سے نکلنا شروع کر دیا تھا۔ گو دواپر میں بھی ان کی موجودگی کا پتہ ہندوستان میں لگتا ہے۔

تریتا میں ترجٹا نامی دیوی نے لنکا میں سیتا مہارانی کی نہایت مخلصانہ معتقدانہ اور پاکانہ عابدانہ خدمات انجام دی تھی۔ ہندو بچہ بچہ تک کو معلوم ہے کہ سیتا مہارانی نے خوش ہوکر اسے بر (دعا) دیا تھا کہ تیری اولاد کسی وقت تمام دنیا کی حکمراں ہوگی۔ اور اس دیوی کی اولاد خود حفظی اور خود حفاظتی کے اصول کی مہذبانہ طریقہ میں عادی ہوکر ہر جگہ پھیلے گی۔ یہ فرنگی خواہ وہ یونانی انگریزی۔ جرمن فرانسیسی روسی۔ سکنڈ نیوین (سکنڈ ناییہ والے) وغیرہ وغیرہ کوئی بھی ہوں یہ سب اسی زمانہ کے نکلے ہوئے ہیں۔ کسی مہنت تک گنوار سے پوچھو وہ بے تامل ہوکر جواب دے گا کہ تمام فرنگی اسی ترجٹا کی اولاد ہیں اور ان کی سب سے زیادہ خصوصیت ذاتی حفاظت (نج رکشا) ہے جو ان کی قومی

فلاح اور اصلاح سے ان کی زندگیوں کا خاصہ اور کچھ نہیں ہے خود غرضی ان کا عملی آئین ہے جو موروثی قانون کی شکل میں ان کا خاصّہ بنا ہوا ہے۔

جس نے دنیا میں کیا بیداحال ویسا ہی اس کا ہوا ہے فال و حال
یہ نیابی ورثہ کی ہے خاصیت غور سے پاؤ گے اس کی ماہیت

رام کا یورشی حملہ راکشسوں کو پسند نہیں آیا۔ وہ ترک وطن کرنے پر مجبور ہوئے۔ یورپ کی زمین انھیں راس آئی۔ سمندری جزیرہ سے نکلے تھے۔ سمندری جزیروں میں جا جاکر آباد ہوتے گئے اور اپنے ساتھ آریہ نشانات اور زبان کے اصطلاحات لے گئے جو اب تک ان میں موجود ہیں وہ دور نہ ہو سکے۔

دواپر میں پرسرام کی سختیوں سے کشتری بھاگ نکلے۔ پارسی چینی۔ جاپانی۔ منچورین۔ کورین۔ منگولین (مغل) سنتھین وغیرہ یہ سب کے سب کشتری ہیں۔

کلی یگ میں بدھ دھرم کی عالمگیر اشاعت میں بحر اکاہل کے تمام جزائر جاوا۔ بورنیو۔ سلبیز۔ ملاکا۔ سنگھ پور (سنگاپور) فلپائن امریکا تک ان ہندوں سے آباد ہوئے۔ یہاں تک کہ جنوبی امریکا کا برازل حصہ ان سے بھرا ہوا پڑا ہے اگر زمین کھودی جائے تو میکسیکو پیرو وغیرہ میں ہر جگہ ہندوں کے یادگاری نشانات ہاتھ آئیں گے۔ ذرا تعصب کو چھوڑ کر

دنیا والے غور کریں اور سب کو یہ آسانی سمجھ میں آ جائے گا کہ
تمام دنیا کی آبادی نسل اور اصل کی نظر سے ہندو ہے
بدھ کی تعلیم تبت روس وغیرہ سے گزر کر سویڈن تک
گئی جب وہ سوار روس اور سبیریا سے سب جگہ معدوم ہو گئے
ادھر سیام، انام، کمبوڈیا، چین، جاپان وغیرہ میں پھیلی تھی
اور ہندوؤں کے لگاتار ترک وطن کے سلسلہ کو دیکھ کر چینیوں
نے ایک خاص خطہ ان کی آبادی کے لئے مخصوص کر دیا
ہندو چائینا کے نام سے موسوم ہے۔ چین ہندو لفظ کا تلفظ نہیں
کر سکتے وہ ہندو کو اندو کہتے ہیں یہی کیفیت کوریں، چورین اور
منگولین اور جاپانیوں وغیرہ کی ہے۔

پانچویں فصل

کلی یگ میں ہندو آبادی کا انتشار

ست جگ، تریتا اور دواپر میں ہم نے قریب قریب بتا دیا
کہ کس طرح ہندو آبادی دنیا میں پھیلی۔
دواپر کے آخر اور کلی یگ کی ابتدا سے پہلے ہندوستان
میں مہابھارت کے نام سے جنگ عظیم واقعہ ہوا۔ کہنے کے لئے
تو یہ کورو پانڈو کے درمیان لڑائی تھی جو ایک ہی شاہی نسل

سے بھائی بھائی تھے اور ساتھ ساتھ پلے پوسے تھے لیکن تمام ملک اُن کے عزیز و اقارب اور خویش یگانوں سے بھرا ہوا تھا اس لئے یہ سب کے سب اس جنگ میں شریک ہوئے اور کروروں کی تعداد میں قتل ہو گئے۔

اس لڑائی کے دو سبب ہیں اول کوروں اور پانڈوں کے درمیان زبردست رقابت دوسرے کرشن اور چارواک برہمنی کے درمیان باہمی مذہبی ان بن۔

کرشن مصلحت بیں مدبّر۔ دھرم گورو اور ویدانتی تھے چارواک ناستک دہریہ اور مادہ پرست تھا۔ ویدک مجلسی حالت کا سخت مخالف! کرشن گو ویدانتی تھے لیکن ویدک مجلسی حالت کے حامی تھے ان دونوں کی رقابت در پردہ تھی دل ہی دل میں خصومت کی آگ برسوں سے مشتعل ہو رہی تھی کرشن نے اپنی ہوشیاری سے اس پر پردہ ڈالا اور عوام کو اس کی خبر تک نہیں ہوئی کہ اصلی فساد کی جڑ کیا ہے گو سب اسے دھرم یدھ کہتے ہیں۔ دراصل یہ چھپی صورت میں مذہبی جنگ تھی۔

یودھشٹر اور پانڈو کرشن کے معتقد تھے اور دریودھن اور کورو چارواک کے حامی تھے اور دونوں ہی اپنے اپنے خیالات کی اشاعت کے کوشاں تھے۔ یہ خیال تو دبا یا گیا۔

اعلان میں نہیں آیا۔ کورو اور پانڈو خاندان کی لڑائی مشہور تو یقینی واقعہ کی صورت میں زبانزد خلائق ہوئی آخر میں ان کا کچھ پتا لگا۔ گاندھاری۔ دریودھن کی ماں نے مہابھارت کے بعد کرشن کو بلا کر سخت سست کہا۔ اے کرشن! اگر تو چاہتا تو یہ لڑائی کبھی نہ ہوتی تو فساد کی جڑ ہے جیسے تو نے میری زندگی میں میری اولاد کو ذبح کرایا ویسے ہی تجھے بھی اپنی اولاد کا خاتمہ دیکھنا پڑیگا۔ یہ گاندھاری کی بددعا تھی دریودھن جب تنگ آکر سب کے مرنے پر پانی کے غار میں روپوش ہوا ہوا تھا وغیرہ اس سے ملنے گئے اس نے ان سے کہا میں تو مر رہا ہوں۔ چارواک رشی سے کہنا دھرم کی اشاعت میں فرق نہ آنے پا وے۔"

ان دو واقعات سے جو مہابھارت میں زیر تذکرہ آئے ہیں اس لڑائی کا اصلی پتا لگتا ہے۔ یہ اصل میں دھرم بدھ اور مذہبی جنگ تھی لیکن اُسے خاندانی رقابت کا رنگ دیا گیا کرشن کی فتح اور گیتا کی تعلیم کی خوب خوب اشاعت ہوگئی چارواک کا کوئی نام بھی نہیں جانتا اور اس کی مصنفہ کتاب برہسپتی سنہتا کا باوجود تحقیقات اور تلاش کے نشان بھی نہیں ملتا۔

اس لڑائی سے ہندو عظمت کو سخت دھکہ پہنچا۔ طاقتیں

کمزوریوں سے تبدیل ہوتی چلی گئیں سب لوگوں نے ترک وطن کیا پارسیوں کی مجموعی تعداد مہابھارت کے بعد ہندوستان سے بالکل چلی گئی۔ کچھ لوگ پرسرام کے دارو گیر کے زمانہ میں چلے گئے تھے اور لوگ بھی بھاگ گئے۔

تاریکی کا زمانہ آگیا ورن آشرم بگڑا مرد بہت مرے عورتیں کثیر تعداد میں بیوہ ہوگئیں۔ بستیاں اجڑ گئیں۔ علم۔ ہنر فن۔ تہذیب وغیرہ کی بری شکل میں معدومیت ہونے لگی یہ حالت دیر تک رہی۔

دو نوجوان کشتری شاہزادوں کو ایسی دردناک حالت میں دیکھنے سے سخت رنج پہنچا ان میں سے ایک وردھمان مہابیر سوامی۔ تھے جو جینیوں کے چوبیسوں تیرتھنکر ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں ان کا یہ سلسلہ رشبھ دیوجی سے چلا آتا ہے جو ان کے آدی تیرتھنکر اور ہم ہندوؤں کے یگیہ پورش مجسم تھے۔ یہ ہنسا کے برخلاف زبردست معلم تھے۔ اہنسا (معصومیت) کے حامی اور ہمدرد خلائق تھے انسان تو انسان ہے یہ یگیوں میں پشوؤں یعنی حیوانی قربانیوں کے بھی مخالف تھے سچے مرتاض اصلی یوگی۔ راسخ الاعتقاد ایثار نفس اور نفس کش ایسے اپنے خیال میں مرمٹے ان ہی کے آخری سلسلہ کے جاری کرنے والے مہابیر سوامی تھے ان کی تعریف زبان نہیں کر سکتی۔

پاکی اور طہارت۔ نظافت اور پاکیزگی کی زندہ تصویر! آدرشی پُرش انسان کامل۔

کتنی آئے معلم دُنیا میں تعلیم کا ان سے اثر نہ ملا
گئے دونوں یہاں نظر سے گزر پیرے حسن کا کوئی بہتر نہ ملا

یہ پہلے آیا۔ اس کے کچھ دنوں پیدا ہونے کے بعد ایک دوسرے اولوالعزم شاہزادہ سدھارتھ گوتم بُدھ نے روحانی اور اخلاقی تعلیم کا عَلَم بلند کیا دونوں ہمعصر نہیں تھے لیکن ہمعصر تھے باہمی میل ملاپ کی نوبت نہیں آئی لیکن ظاہرا بُدھ دیو جی مہابیر سوامی کے اصول سے ناواقف نہیں نظر آتے۔ دونوں کے مذہبی اصطلاحات قریب قریب یکساں ہیں۔ دونوں اہنسا کی اشاعت کرنے والے زبردست معلم ہیں۔ فلسفہ دونوں کے جدا جدا ہیں۔ جینیوں کا فلسفہ سریع الفہم اور قابل زیادہ ہے لیکن کرم کانڈ سخت ہے بودھوں کا فلسفہ ذرا مشکل ہے۔ لیکن کرم کانڈ نسبتاً آسان ہے لیکن دونوں ہی سچے کرم یوگی اور قابل تعظیم بزرگ ہوئے ہیں مہابھارت کے مضر نتائج کی ان ہر دو معلمین کی تعلیم سے زبردست تلافی ہوگئی انسان بن گیا۔ مہابیر سوامی کے مقابلہ میں بُدھ دیو کو زیادہ کامیابی نصیب ہوئی۔ جین دھرم تو اسی ملک میں رہا۔ لیکن بُدھ دھرم اس وقت

کی تمام دنیا میں پھیل گیا۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ اور امریکا تک میں اس کے واعظ پھیل گئے اور ہندوں کی کثیر تعداد اس تعلیم کے دور دور پہنچانے میں ساعی ہوئی۔

چھٹی فصل

بودھ اور اُن کے مابعد ہندو آبادی کا اطراف اکناف میں جانا

درنا شری ہندو محدود الخیال کہے جا سکتے ہیں لیکن وہ متعصب الخیال نہیں تھے۔ اور نہ مذہبی نظر سے تنگ خیال بن کر انسانی حقارت اور تذلیل کے باعث ہوئے تھے۔ اصلی سبب بتا دیا گیا جینی اور بودھ وسیع الخیال تھے، لیکن وہ بھی ورن آشرم کی تعظیم کرتے تھے اُن میں تو انسان کو سمجھتی اس لئے کبھی اُس کی توہین نہیں کی گئی حضرت بلند خیالی کی ہدایت دی گئی تھی۔
بودھوں کے معتقدین کی کثرت ہوئی۔
اسی اثنا میں یونانی بادشاہ سکندر اعظم کا حملہ ہوا وہ پنجاب میں آکر رہ گیا۔ ستلج کے اس طرف قدم نہ بڑھ سکا۔ کیونکہ مگدھ دیش کا مہاراجہ مہانند نہایت طاقتور حکمران

تھا۔ اس کا رعب اس پر غالب آیا۔ یہ تکش شلا وغیرہ سوجات فتح کر کے اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں اس کے ساتھ کچھ ہندو یونان گئے۔ یہ یونانی کسی زمانہ میں یہاں سے جا کر یونان میں آباد ہوئے تھے۔ سکندر کے آنے سے بھی میل جول کی تحریک ہوئی اور از سر نو ہندو خیالات یونان میں پہنچے۔

سکندر پنجاب میں غالباً جینی دگمبروں سے ملا تھا جو برہنہ مادرزاد رہا کرتے تھے۔ یونانیوں نے اپنی کتابوں میں اُن کو جمنو سوفسٹ کا نام دیا ہے۔

روایت ہے سکندر اپنے وزیروں کے کہنے سے ان سے ملنے گیا۔ فقیر بے پرواہ تھے مخاطب نہیں ہوئے۔ وزیروں نے ان سے کہا سکندر فاتح عالم آپ سے ملنے آیا ہے اس کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ فقیر مسکرائے "پاس۔ لحاظ اور خیال مقتضائے بشریت ہے لیکن فاتح عالم کا دعویدار ہونا مکروہ غرور ہے سکندر کو ہم غلاموں کا غلام دیکھ رہے ہیں تم اُسے فاتح عالم کہتے ہو؟"

پوچھا کس طرح؟ کہا اُس نے بہت سے ملک نہیں فتح کئے؟ جواب ملا۔ یہ فتح نہیں ہے دل کی غلامی ہے اس کا دل جیسا چاہتا ہے ویسا ناچ نچاتا رہتا ہے۔

دل نہیں جس کا ہے قابو میں عزیز کیسے وہ فاتح ہوا کرے تمیز
فتح جس نے دل کیا فاتح ہوا نفس کش ہی فاتح صالح ہوا

پوچھا گیا "کیا تم فاتح ہو؟"
جواب دیا گیا۔ "کچھ نہیں کہہ سکتے۔ نفس کش ہی سچا فاتح ہے۔"
وزیروں نے کہا۔ "آپ کو جس شے کی ضرورت ہو۔ مانگئے
سکندر (آپ) کو دیگا۔"
فقیر پھر مسکرائے "ہم کنگال سے کیا مانگیں وہ ہمیں کیا
دیگا۔ اس کے سوا ہم کنگال نہیں ہیں۔ محتاج ہوتے تو
شاید مانگتے بھی۔"
وزیر "سکندر بادشاہ ہے وہ جاگیر ملک و دولت دے سکتا
ہے آپ تو فقیر ہیں۔ آپ کے پاس کیا دھرا ہے!"
فقیر "وہ غنی ہوتا تو ملکوں ملکوں مارا مارا نہ پھرتا۔ اسکے گھر
میں سب کچھ ہوتا تو یہاں کیوں ہوتا۔ کسی شے کی ضرورت
تھی تب وہ اسے یہاں لائی۔ ضرورت ہی محتاجگی ہے۔ محتاجگی
افلاس ہے وہ کیا دیگا اور اس کے پاس ہے کیا!"
وزیر "کیا آپ محتاج نہیں ہیں؟"
فقیر "نہیں۔ بے سازو سامانی ہمارا ساز و سامان ہے
نہ دین کا فکر نہ دنیا کا غم! سکھ چین آرام اور اطمینان سے
جیتے ہیں ہم کو کیا چاہیئے؟ کچھ بھی نہیں۔"

سکندر کے دل پر ان باتوں کا گہرا اثر پڑا۔ ہندو روایت کہتی ہے وہ ان فقیروں میں سے کئی نوجوانوں کو ساتھ لے گیا فارس پہنچتے پہنچتے وہ بیمار ہو گئے کہنے لگے "بادشاہ! غیر فطرتی زندگی کی صحبت سے صحت زائل ہوئی یہ حالت پسند نہیں ہے" اور لکڑیوں کی چتا بنا کر وہ اس پر بیٹھ کر جل گئے اور یونانیوں کو متحیر کیا۔

فرشتہ کہتا ہے کہ پھر بھی کئی آدمی اس کے ساتھ گئے وہ یونان میں ہندو تعلیم کا پرچار ہونے لگا بعض بعض یونانی معلموں کا خطاب ہندو ہے۔ مثلاً پتھاگورس۔ (فیثاغورث) پیتھ گورو۔ انکساگورس (انگ گورو) ساکرٹیز (صفراط) شکراچاریہ وغیرہ وغیرہ فلاطوں وغیرہ کے خیالات قریب قریب سب کے سب ہندوؤں سے ملتے جلتے ہیں اور ہندو ہیں۔

فیثاغورث جہاں تک قیاس جاتا ہے سانکھیہ مت کا پیرو اور شبد یوگ کا عامل تھا۔ یہ دونوں باتیں اس کی تعلیم میں موجود ہیں ممکناً وہ ہندوستان میں آیا ہوگا۔

اس کے بعد باہمی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوا۔ سلیوکس سکندر کے جانشین کا ایلچی میگاستھنیز چندر گپت کے دربار میں بطور ایلچی کے رہا۔ اس کے نوشتہ جات ہندوؤں کی نسبت بہت ہیں سلیوکس کی لڑکی چندر گپت

(سنڈرو کوئٹں) کی رانی تھی اور اُس نے باختر (بکٹیریا) کا ملک اُسے بطور جہیز کے دیا تھا۔

ساتویں فصل

وسط ایشیا

وسط ایشیا میں فارس شام (سیریا) عرب۔ افغانستان کابل۔ زابل کافرستان اور خود یونان میں بُدھ دھرم کے متا دوں کی خانقاہوں کی موجودگی کا پتہ مل رہا ہے۔ بودھوں کے وہار اسکندریہ (مصر) میں بھی تھے نیوپلوٹزم (فلسفہ کا طریق) صوفی اور خود عیسائی مذاہب وغیرہ کا کثیر عنصر اُس کا پتہ دے رہا ہے۔ اور آج کل کے علماء کو اس کا اقرار بھی ہو چکا ہے۔

کابل گگور (غور) گجنی (غزنی) گندھار (قندھار) وغیرہ میں نہ صرف ہندو آبادی تھی بلکہ وہاں ان کے مقبوضات بھی تھے یہاں تک کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ (شیر پنجاب) کے عہد میں بھی کابل میں ہندو حکمرانوں کا نام ملے گا۔ ہری سنگھ نلوا رنجیت سنگھ کا سپہ سالار کابل کا حاکم تھا دوسرے گورنر سندر رام کا نام بھی اب تک زبان زد ہے افغانی اب تک اپنے بچوں کو ڈراتے ہیں "بابا چپ رہ ہریا سنگھ تلوہ (خواہ مہریا) آرہا ہے۔ اور

سکہ زد بر ملکِ کابل نند رام
اے مسلماناں بگوئید زجہ رام

جینی اور بدھ بہت کچھ ملتے جلتے ہیں اور جہاں تک روایتوں سے پتہ چلتا ہے ان کی درمیان رقابت اور رشک و حسد بہیں پیدا ہوا۔ یہاں بودھوں کے مندر بنتے تھے۔ وہاں جینی بھی اپنا مندر تعمیر کراتے تھے۔ بدھ دیو۔ اجات پتر مہابیر وامی کی تعظیم کرتے تھے اصول اور اصطلاحات میں بھی بہت کچھ عامیت ہے۔ دونوں گروہ کے فقرا بھکشو اور بھکشونی کہلاتے تھے اور دونوں کے مٹھوں کے نام وہار ہوتے تھے بودھوں کی نسبت ہم صاف لفظوں میں کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن جینی قریب تمام بدھ مذہب کے فرمانروا دل کو جینی ہی کہتے ہیں جیسے بودھوں کا اشوک راجہ جینیوں کا بھی راجہ کہا جاتا تھا وعلی ہذالقیاس۔

فرق اتنا ہے دونوں ایک نہیں ہیں وہ بودھ گوروں کے معتقد ہیں یہ تیرتھنکر گوروں کے۔ فلسفوں میں بھی فرق ہے جینی فلسفہ نسبتاً بہت سادہ عملی اور فطرتی ہے۔ بودھ فلسفہ کی ہر دو شاخیں مہایان اور ہنایان سمجھ بوجھ کے لحاظ سے اس قدر آسان نہیں ہیں ہاں جینی حد درجہ کے ریاضت کش تھے بودھوں میں ان کی تقلیدی تعلیم اس

معاملہ میں نسبتاً سہل ضرور ہے۔ لیکن وہ بھی کچھ نہ کچھ سختی کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ اہنسا (رحم) کے معاملہ میں دونوں کا اتفاق مساوی ہے۔ لیکن جینی گوشت وغیرہ کے استعمال سے قطعی تائب اور پرہیزگار تھے بودھوں میں اس کا خیال کمی کے ساتھ تھا۔ وہ بھی مردم آزار اور حیوان آزار نہیں تھے۔

دونوں ہی ایشور کے مسئلہ کے قایل اور معتقد نہیں ہیں۔ جینی تو کھلم کھلا اسے وہمی فرضی اور خیالی بتاتے ہوئے صرف تیرتھنکروں (اپنے مرشدوں) کو ایشور مانتے تھے بودھ بالکل عملی طریق کے عامل ہونے کی وجہ سے ایشور یا برہمہ کی اصطلاحات کی طرف ملتفت نہیں ہوتے تھے اور اسے غیر ضروری غیر عملی اور غیر مفید سمجھتے تھے۔ اس وجہ سے اس خاص مضمون پر وہ کسی سے بحث مباحثہ نہیں کرتے تھے۔

گورو مت (مرشد پرست یا پیر پرست) دونوں ہی ہیں۔

اُس زمانہ کے پارسیوں پر بدھ مذہب کی تعلیم کا کیا اثر پڑا تھا۔ اُس کے نام و نشان کا پتہ تک نہیں ہے کیونکہ اسلام کے دارو گیر کے زمانہ میں جہاں اُن کے معبد آتشکدہ اور پرستش گاہ منہدم کئے گئے۔ تمام

کتب خانے اور کتابیں بھی جلا دی گئیں لیکن پارس۔ عرب
کے سرحد کابل۔ زابل سیستان۔ سمرقند بخارا وغیرہ میں
بودھوں کے وہار بہ کثرت موجود تھے۔ ممکن نہیں ہے کہ
پارسی اس اثر سے محروم رہے ہوں۔
عرب کے معاد میں ایک فقیروں کا فرقہ رہتا تھا یہ عرب
اور پارس کے درمیان ساکن تھا کوئی کوئی اسے درویش
کہتے تھے اور کوئی کوئی صوفی نام دیتے تھے ممکن ہے
یونانیوں کے دارو گیر کے زمانہ میں جمنو سوفسٹ (جینی دگمبروں)
کے زیر اثر اس کی ابتدا ہوئی ہو۔ جینی۔ (جہاں تک
روایتوں سے پتہ چلتا ہے) سوار سکندر کے زیر الجا ہندوستان
کے باہر نہیں گئے۔ یہ فخر صرف بودھوں کو رہا ہے صوفی
یونانی لفظ ہے جو مُعرّب بن گیا ہے موجودہ صوفی کہتے ہیں
کہ یہ اپنے معبدوں کی صفائی صوف (اُون) سے کرتے تھے
اس لئے صوفی کہلاتے تھے۔ لیکن صوفی کی اصلی مراد
صفائی قلب ہے اور اب تک صوفی کو صوفیٔ صافی دروں
کہتے ہیں۔ یہ قدیم فرقہ ہے جو اسلام سے پہلے موجود
تھا۔ جب اسلام کا زور ہوا اُس نے خفیہ مجالس میں
زردشتی فلسفہ جینی اور بودھ خیالات اور ساتھ ہی ہندو
اصطلاحات کو اپنے اندر شامل کرکے ایک خاص طریق

کی بنیاد ڈالی۔ اور قرآن مجید کے تمام آیات کی تاویل اپنے نقطہ نگاہ سے کردی۔ صوفیوں کا اسلام سے اصل میں کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ہے چونکہ ان پر بہت مظالم ہوئے دار پر کھینچے گئے۔ (منصور حلاج اور فریدالدین عطار) کسی کسی کی زندہ کھال کھینچی گئی (شمس تبریزی) اس لئے ان کو سوا اسلام میں پیوند بن کر رہنے کی اور کوئی تدبیر نہیں سوجھی۔

اسلام مردم پرستی مرشد پرستی اور پیر پرستی کا مخالف ہے اُسے کفر سمجھتا ہے۔ صوفی اس آئین کے مقلد اور پیرو ہیں۔

صوفیوں کے ہفت قلزم۔ ہفت وادی۔ ہفت افلاک اور ہفت روحانی منازل کے اصطلاحات سب کے سب سنسکرت سے لئے گئے۔ وہ یہ ہیں۔ اوم بھو۔ بھووہ۔ سووہ مہہ۔ جنہ۔ تپہ۔ ستیم

عربی زبان میں ان کے ترجمے تو ہوئے ان کی شکلیں معرب بنائی گئیں۔ لیکن اصل اصل ہے اور نقل نقل ہی ہے ترجمہ میں اصلیت کی مراد کمتر آتی ہے تاہم صوفیوں نے اس کام میں بڑی جدت اور قابلیت دکھلائی اور اپنی کوششوں میں بارور بھی ہوئے۔

اب ذرا ان سنسکرت اصطلاحات اور اُن کے تراجم پر غائر نظر ڈالیے تاکہ سوچنے سمجھنے کا موقع ہاتھ آسکے۔

سنسکرت اصطلاحات کے عرفی تراجم

نمبر	سنسکرت نام	معنی مراد	عرفی تراجم	معنی مراد	صوفیوں کی مرادی اصطلاح
۱	بھوہ	زمین کثیف جسم بیداری حواسی طبقات	ناسوت	تحتانی - زمینی - جسمانی بیداری اور حواسی زندگی	طلب
۲	بھووہ	درمیانی خلا لطیف جسم عالم خواب - دلی اور عقلی طبقات	ملکوت	وسطانی - ہیولا خواب فرشتوں کی سی حرکات و سکنات	عشق
۳	سوہ	آسمان عالم - بالا سوشپتی قرار سکون گہری نیند بیخبری کا زمانہ	جبروت	عالم بالا مقام لا قرار جبر بے اختیاری جسم معلی	توحید
۴	مہہ	بڑا - شونیہ - خلا	لاہوت	لا (نہیں) ہوت (ہونا) یہاں ہستی کا پتہ نہیں ملتا	معرفت
۵	جنہ	پیدائشی مرکز - خلقت کا مبدا	یاہوت	زندگی کی کثرت	استغراق
۶	تپہ	کرۂ حرارت جہاں مادہ کے ذرات تلاطم اور تصادم سے گرم ہو کر پیچ کے کرۂ میں پیدائش کرتے ہیں	ہوت الہیتا	زندگی یا ہستی کثیر	فنا
۷	ستیم	حقیقت - اصلیت	ہوت	اصلی زندگی	بقا

ان لفظوں کی معمولی صراحت اور سرسری غور خود پتہ دیں گے

کہ خیالات ابتدا میں کہاں سے لئے گئے۔ کیسے لئے گئے اور ترجمہ کرنے والوں کا مفہوم اور معہود ذہنی کیا تھا۔

آرائش محفل نامی مسلمانوں کے درمیان ایک قدیم کتاب ہے میں نے اپنے بچپن کے زمانہ میں اُسے پڑھی تھی اب اس کے واقعات یاد بھی نہیں ہیں یہ حاتم طائی کا قصہ ہے جو مسلمان نہیں تھا یہ کتاب عربی میں لکھی گئی تھی آرائش محفل غالباً فارسی ترجمہ ہوگا جو میری نظر سے نہیں گزرا اردو ترجمہ کا نام بھی آرائش محفل ہے۔

کہنے کے لئے یہ قصہ کہانی کی کتاب ہے لیکن اصل میں یہ تصوف کے منازل کی فرضی کہانی ہے اس میں منیر شامی سنسکرت کا نام ہے مُنہ سوامی اور صرف کے قاعدہ سے ملائے جانے پر وہ سنسکرت زبان میں منیسرسوامی ہوجاتا ہے عربی اور مُعرّب صورت منیر شامی ہے اسی سے اُس قصہ کی ابتدا ہوئی ہے اس کے سات سوال تصوف کے ہفت وادی کی نظر سے ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تصوف کی تحقیقات کے خیال سے حاتم طائی ہندوستان میں آیا تھا۔ جہاں اُس زمانہ میں علم سماع یا علم ندا (آدگینہ اُدھر کا نغمہ یا پرنورا گ) کی اشاعت زیادہ تھی۔ اس مقام کا نام

اس کتاب میں گوہ ندا (برہمہ رندر) یا ناد (شنکر) ہے یہاں سے
آواز آتی تھی اور شاغل اور عامل اسے سنتے تھے۔ [illegible]
شغل آواز کی ابتدا کا پتہ یہاں [illegible] ہے اسی کو [illegible]
شغل نصیرا یا سلطان الاذکار [illegible] جو وہ [illegible] کے
صوفی اسے کسی قدر بھول گئے ہیں [illegible] کے راگ [illegible]
کہتے ہیں ورنہ یہ کوئی اور ہی چیز ہے جیسا کہ مولانا روم
اپنی لاثانی مثنوی میں فرماتے ہیں۔

چرخ را در زیر پا آر اے شجاع ۔ بشنو از فوق فلک بانگ سماع
آسماں پہ چڑھ کے لے مرد شجاع ۔ سن بلندی سے تو پھر بانگ سماع

اگر زیادہ لکھتا ہوں تو مضمون طول طویل ہو جاتا ہے اس
موقع پر صرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔

اس حاتم طائی کے قصہ میں آخری اور اس کی ساتویں منزل
کا نام حمام بادگرد (ہوا سے چکر کھانے والا غسل خانہ) ہے جو
ہندو اصطلاح بھنور گپھا کا ترجمہ ہے۔

یہ اشارے ہیں جو ہم دے رہے ہیں اور صوفی ان سے
بے خبر ہیں انھیں کیا کہا جائے ہندو خود ان سب باتوں کو
بھول چکے ہیں۔

آٹھویں فصل

اسلام میں ہندو دھرم کے عکسی اثرات

میں نے جب قرآن شریف کے کچھ حصے پڑھے تھے اُس میں بہت سے ہندوانی خیالات تو موجود ہیں لیکن جہاں تک میرا اپنا خیال ہے اسلام میں براہ راست یہ بطور عاریت نہیں لیے گئے۔ حضرت محمد کو ہندو مذہب کا علم تھا یا نہیں تھا یہ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

ہندوؤں کے درمیان بیشک اب تک روایت موجود ہے اور وہ آذر بت تراش کے مکہ کے سنگ اسود کو مکتیشر مہادیو کی پنڈی تصور کرتے ہیں۔ آیا یہ خیال یوں ہی ہے یا اس میں کچھ اصلیت بھی ہے میں نہیں کہتا حضرت کے ظہور کے پہلے عرب بالعموم بت پرست تھے کعبہ شریف بتخانہ تھا مشہور یہ ہے کہ عرب میں ۱۰۸ بتوں کی پرستش کا اہتمام تھا لیکن یہ عرب ہندو نہیں تھے ۱۰۸ بتوں کی رعایت بیشک قابل غور ہے ہندوؤں کی مالا میں ۱۰۸ ہی دانے ہوتے ہیں اور بزرگوں کے نام سے شری لفظ کے ساتھ ۱۰۸ کی تعداد اب تک لکھی جاتی ہے ممکن ہے اس خیال اور طرز عمل میں کچھ تقلیدی

سامان کا شمول ہو لیکن یقین کی پختگی کے ساتھ کچھ نہیں
کہا جا سکتا۔

بت لفظ کا استعمال وسط ایشیا میں اپنے ساتھ عجیب و
غریب اور ساتھ ہی دلچسپ اور قابل غور تواریخ رکھتا ہے لفظ
بت نہ عربی ہے نہ فارسی ہے اور یہ غلط العام فصیح کے
سلسلہ میں زیر استعمال چلا آتا ہے۔

یہ لفظ اصل میں بت نہیں ہے بلکہ بدھ ہے بدھ دھرم میں بدھ کی
مورتوں کے رکھنے کا ہر جگہ رواج ہے۔ ان کے مندر کہیں بھی مورتوں سے
خالی نہ ملینگے وسط ایشیا کے تمام وہاروں (خانقاہوں) کی یہی کیفیت تھی
کثرت استعمال سے بدھ کا نام ہی بت کا مرادف بن گیا اور سبب ظاہر ہے
اُس طرف کے لوگ وہ ت حرف کا تلفظ ادا نہیں کر سکتے دھ د
ت کی آواز کا تشابہ بناتے ہیں اس طرح یہ بت
اصل میں بدھ ہے اور محض اس خاص لفظ کی کثیر الاستعمالی
کا خیال دلاتا ہے کہ اُن ملکوں میں بدھ مذہب کا کس قدر
عالمگیر اثر رہا ہوگا۔ اسلام پر اُس کا کیا اثر پڑا ہوگا توشنہ
جات سے پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ وہ آگ کے نذر کر دیے گئے

حضرت محمد غیر معمولی انسان تھے۔ اپنی آپ ہی نظیر تھے
اس بزرگ میں خاص قسم کی نرالی شان تھی جو اور جگہ
دیکھنے میں نہیں آتی اور لامحالہ ہم کو ان کی تعظیم میں

سر بہ سجود ہونا پڑتا ہے ان کی ذاتی خصوصیتیں حیرت انگیز تھیں۔
یہ اُمّی (ناخواندہ) تھے قدرت نے انھیں علم لدُنی عطا کیا
تھا۔ حد درجہ کے سچے تھے۔ دشمن سے دشمن کو بھی جرأت
نہیں ہوئی جو اِنھیں جھوٹا کہہ سکتا۔
قوت ارادی میں کمال تھا آہنی ثابت قدمی اِس
مقدس شخصیت میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔
خوش اخلاق خوشگو اور خوش اطوار تھے۔
امن پسندی کی خیالی معراج ہر وقت نگاہ کے سامنے
رہتی تھی کاش اگر قریشی عربوں کی طرف سے سختیاں
اور مظالم نہ کیئے گئے ہوتے تو اسلام کی صورت کبھی یہ
نہ ہوتی جو اس وقت موجود ہے یہ قریشی یہودی تھے جو
متعدد خداؤں کے معتقد تھے۔
محمدؐ صاحب ساتھ ہی حد درجہ کے مصلحت بیں بھی تھے۔
حضرت محمدؐ کے اصلاحی کام میں بہت دیر نہیں لگی۔ آٹھ
برس کے زمانہ میں عرب کا تختہ پلٹ دیا گیا۔
انصاف پسندی کا یہ حال تھا کہ اکثر فخریہ اور بڑے
ناز اور غرور سے کہا کرتے تھے کہ مجھے عادل بادشاہ
(نوشیرواں) کے زمانے میں پیدا ہونے کا فخر ہے۔ یہی
ایک بات ان کے برگزیدہ ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

سلام کی ساخت اور پرداخت میں جن مختلف اثرات اور خیالات نے حصہ لیا ہے اُس کا بیان ہم بے تعصبی اور وسیع خیالی سے اور جگہ موقع کے ساتھ قلمبند کریں گے یہاں اتنا ہی کافی ہے۔

چوتھا باب

پارسیوں کی بابت مختصر بیان

پہلی فصل

پارسیوں کی اصل نسل

پارسی ہندو تھے، ہندوؤں میں پیدا ہوئے پلے پوسے۔ باہمی مخالفت اور مزاحمت اُن کے ترک وطن کا باعث ہوئی۔ جہاں تک قیاس جاتا ہے پرسرام جی کے دھر پکڑ اور قتل و خون کے زمانہ میں ان کی کچھ تعداد سپت سندھو کے کناروں سے نکل کر مغرب میں چلی گئی۔ کابل زابل سیستان وغیرہ کو آباد کیا۔ باقی آبادی کشمیر کی وادی میں رہ گئی تھی۔ سنسکرت زبان میں کے پانی کو کہتے ہیں۔ کشمیر کی وادی تمام دنیا میں پانی سے

لبریز رہنے کے لئے مشہور ہے اب بھی وہی کیفیت ہے۔ آج کل کے کشمیریوں کی طرح انھیں بھی اپنے ملک پر بجا ناز تھا اور اسی رعایت سے ان سب کے نام کے لفظ سے شروع ہوتے تھے یہ سب کے سب کشتری تھے اور ہندوں کے ساتھ ان کے لڑکے لڑکیوں کی شادیاں بھی ہوتی تھیں یہاں تک خیال جاتا ہے اس وقت کشمیر کو کے کے دیش کہتے تھے مہاراجہ دشرتھ کی چھوٹی رانی کیکئی کے کے دیش کے راجہ کی لڑکی تھی۔

بعد کو کچھ لوگ مہابھارت کے محاربہ کے بعد گئے۔ اور بہت سے آدمیوں نے براہمن اور کشتریوں کی مذہبی عناد سے تنگ آکر ترک وطن کیا اور نئے ملک میں جاکر ایک نئے آئین کی بنیاد رکھی جو ہندوں سے جزوی اختلاف رکھتے ہوئے ہندو دھرم سے پھر بھی مشابہ تھا۔ ممکن ہے کہ اُنھیں ہندوں کے اندر دیوی دیوتاؤں کی بھرمار نے متنفر کر دیا ہو۔ وہ دیو لفظ کو برا ماننے لگے اور اس کے عوض اہر یا اسر کو اچھا سمجھنے لگے۔ ہندوں میں دیو اچھے اور اسر بُرے سمجھے جاتے ہیں پارسیوں میں دیو بُرے اور آسر یا آہر اچھا سمجھا جاتا ہے لیکن تھے تو ہندو! کہاں تک اپنے آپکو

یا اپنے دھرم کو بدلے۔ کئی ہندو دیوتاؤں کے نام اُن کی مقدس کتابوں میں آ گئے۔ مثلاً اندر۔ وُرن۔ وایو۔ وغیرہ وغیرہ۔ ملک کی آب و ہوا کے زیر اثر سنسکرت حروف اور الفاظ کے تلفظ کو تبدیل کر دیا گیا۔ لیکن اُن کی موجودہ صورت اب بھی اصلیت کا پتہ دے رہی ہے۔

ہندوؤں میں مہر رسم کے شروع ہوں یگیہ اور اگنی ہوتر کرتا رہی ہے۔ یہی کیفیت ان میں بھی ہے یہ یگیہ کو جشن کہتے ہیں جو یدّون کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ ہندو جنیو پہنتے ہیں۔ انھوں نے جنیو کا استعمال تو ترک کر دیا اُس کے بدلے کمر سے زنار باندھتے ہیں جسے کشتی کا نام دیتے ہیں کشتی زنار۔ جنیو سب مرادف الفاظ ہیں۔ اور ایک ہی غرض کی تکمیل ان سے مقصود ہے جنیو اور زنار کچھ ملتے جلتے سے الفاظ ہیں۔ ایک مسلمان شاعر ان کی مطابقت کی نسبت کہتا ہے۔

چہ زنارِ منع بر میانت چہ دوش (سعدی)

ہندوں کے درمیان کلجگ سے پہلے دواپر جگ میں رشیوں کے الہامی کلام بر زبان یاد رکھنے کا اہتمام تھا جنھیں ہندو وید مقدس کہتے ہیں یہ نظم (چھند) میں ہیں جہاں تک پتہ چلتا ہے ان کی کتابی ترتیب دواپر کے آخر میں عمل میں

آئی ویاس نے ان نظموں کو اکٹھا کرکے کتابی صورتوں میں مرتب کیا اور انھیں رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرو کا نام دیا۔
پارسیوں کو چھند لفظ یاد تھا اسی کا نام اُن کے یہاں ژند رکھا گیا ژند اور چھند ایک ہی لفظ ہے۔ پاژند اُپ چھند ہے۔
جیسے ہندوؤں کے درمیان چار ورن تھے ان میں بھی وہ ابتدا میں موجود تھے۔ اب حالت اور طرح کی ہوگئی ہے صرف معبد (پوجاری) اور ویشیہ (بنئے۔ تاجر) رہ گئے۔ سلطنت کے انقلابات نے اس طریقہ کو معدوم کردیا جہاں جہاں ایسی خرابیاں ہمارے ہی ملک میں واقع ہوئیں وہاں بھی ہر جگہ ایسی ہی حالت ہوگئی۔ سندھ اور کشمیر کی مثالیں سامنے موجود ہیں کابل اور قندھار وغیرہ کے ہندوؤں میں بھی صرف برہمن اور ویشیہ رہ گئے ہیں۔
پارسی حکمراں کشتری تھے اور ممکن ہے کہ یہ سورج بنسی رہے ہوں کیونکہ یہ نہ صرف آفتاب پرست ہی تھے بلکہ ان کی حکومت کے علم (جھنڈے) پر سورج کے شکل کی علامت کا نشان رکھا جاتا تھا۔ شاہنامہ نامی کتاب میں فردوسی نے اُسے کاویانی درفش کا نام دیا ہے منوسمرتی اور مہابھارت میں اُن قوموں کا نام آیا ہے جو کشتریوں میں شامل تھیں منو (باب ۱۰) کا کلام ہے۔

شن کمبوجا کریا لوپ آدی مان کشتریہ جاتیہ
پرش لتوم گتا لوکے براہمنا درشنے نہ چہ
پونڈر کا شچوڈر درو ڑا کامبوجاہ یوناہ شکا
پاردا پہلوا شچیناہ کراتاہ دردا کھشا

ہندوں کے درمیان پارسیوں کا نام پاردھا منو نے یونانیوں شکوں دیتھین چینی کرات وغیرہ تک کو کشتری کہتا ہے۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف ملکوں کے رہنے والے جو کسی نہ کسی خیال کے زیر اثر دنیا کے متعدد حصّوں میں جاکر آباد ہوئے وہ ہندو اور کشتری ہیں۔

مہابھارت کے شانتی پرب ادھیائے ۶۴ میں یون (یونانی) کرات۔ گندھاری۔ چینی۔ اندھر۔ مدراس۔ پونڈر۔ شک۔ رمتھ کمبوج وغیرہ سب کو ورن آشرمی ہندو بتایا گیا ہے جو براہمن کشتری ویشیہ اور شودر سے پیدا ہوئے تھے۔

میں نے ان سب کے ہندوستان (آریہ ورت) سے نکل کر دنیا میں پھیلنے کے تین واقعات کا ذکر کر دیا ہے وشنو پوران میں ایک اور چوتھے واقعہ کا بھی ذکر آیا ہے۔ دشسٹھ رشی راجہ سگر سے کہتا ہے :- "میں نے تمھارے کہنے سے شک۔ یون کمبوج پارد۔ پہلو وغیرہ کو دوجنوں کے گروہ سے خارج کر دیا اور وہ ترک وطن کرکے اور اور جگھوں میں جاکر آباد ہوگئے"

یہاں طرز تمدن کی تبدیلی کے بھی واقعہ کا پتا ملتا ہے یہ جلا وطن ہوکر یہاں سے چلے گئے۔ جبر سختی سے یا خود اپنے طور پر رہنے سہنے کے مختلف طریقے گھڑ لیے۔ شاک پتا سر منڈ اتے تھے۔ پارو (پارسی) اور پہلو لوگ کیس اور داڑھی رکھنے لگے۔ خورش پوشش تک کے معاملات میں بھی تمیزی مدات قائم ہو گئے دراوڑ سر کے بال منڈا کر گاد کے کھر کی شکل میں چوٹی رکھنے لگے۔ ان کی عورتیں ننگے سر رہتی تھیں اور دھوتی کی لانگ باندھتی تھیں جن باتوں کا رواج آریہ ورت میں نہیں تھا۔

تواریخی واقعات کا دنیا میں ہمیشہ اعادہ ہوا کرتا ہے جب آخری شاہی نسل کا چین میں عمل دخل ہوا۔ بادشاہ نے وہاں کے باشندوں کو لینی چوٹی رکھنے کا زبردستی حکم دیا جو دس پندرہ صدیوں کے پہلے رائج تھا۔ اب نہیں رہا۔ میں جب سنگاپور میں گیا تو وہاں جاکر عجیب کیفیت دیکھی۔ انگریزی پولیس متعدد مجرموں کی چوٹیاں ایک کے ساتھ دوسروں کی باندھ کر حراست میں رکھتے تھے اور عدالتوں میں اسی شکل میں پیش کیا کرتے تھے کابل کے ہندو زرد پگڑی باندھنے کے لئے مجبور ہیں مسلمان سفید پگڑی رکھتے ہیں۔ حیدرآباد دکن ہندوستان میں مسلمانی حکومت ہے یہاں مسلمانوں کے

سکان پہلے زرد رنگ سے اور ہندوؤں کے سُرخ رنگ سے رنگے جاتے تھے وعلی ہذا القیاس اس طرح ان قوموں کے طرز تمدن میں خاص قسم کی تمیز کرانے والی تبدیلیاں پیدا کرائی گئیں۔

حیرت اس بات کی ہے کہ بعض خارج شدہ گروہوں نے مذہب اور دین کی تبدیلیوں کے ساتھ نئی نئی زبانیں اختراع کرلیں جن میں سنسکرت زبان کا ایک لفظ بھی شامل نہ رہے ہمارے ملک میں دراوڑ بھاشائیں اسی قسم کی کوششوں کے نتیجہ ہیں۔ ملایالم۔ تلگو۔ کنارظی۔ تامل۔ وغیرہ زبانوں میں تمکو سنسکرت کا ایک لفظ بھی نہ ملے گا۔ اب عام مذہب ہونے کی وجہ سے پوجا پاٹ کی اصطلاحات از سرِ نو داخل ہونے لگی ہیں اسی طرح عبرانی اور عربی وغیرہ کی مصنوعی ایجاد ہوئی جو محققین کے لئے نہایت دلچسپ مضمون ہے۔ ممکن ہے تم کہو کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ میں خود امریکا کے قیام کے زمانہ میں سپرنٹو زبان کی ایجاد اور ترویج کا واقعہ دیکھ آیا ہوں حیدرآباد دکن کی ہندوستانی زبان تبدیل کرنے کی کوششیں ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں ہر علمی شاخ کی اصطلاحات کا جداگانہ ہونا معمولی بات ہے۔ لیکن جب مذہبی تعصب دلوں میں جگہ پکڑ لیتا ہے زبان کا بدلنا بھی معمولی سی بات ہوجاتی ہے وعلی ہذا القیاس۔ اس خاص

مضمون پر آگے چل کر اور روشنی ڈالی جائیگی۔
پارسیوں کے تبدیل وضع۔ تبدیل زبان تبدیل طرز تمدن اور تبدیل مذہب کے معاملہ میں یہی اصول مستعمل ہوا ہے۔

دوسری فصل

پارسی تواریخ پر سرسری نظر

آریہ ورت سے جو گروہ سب سے پہلے سپت سندھو سے نکل کر پارس دیس میں جاکر آباد ہوا اُسے پیشدادین خاندان کہتے ہیں۔ یہ یہاں پاروکشتری کہلاتے تھے جو ملک انھوں نے آریہ ورت چھوڑنے کے بعد بسایا۔ اسی رعایت سے وہ پارس کہلایا۔ اس میں کابلستان زابلستان سیستان۔ خوردستان۔ کرمان۔ خراسان وغیرہ سب شامل تھے۔ ان میں سے اکثر ملکوں کے ساتھ ستھان لفظ ملے گا۔ جو سنسکرت ہے یہ مروجہ فارسی کا لفظ نہیں ہے جس کے معنی لینے کے نہیں بلکہ ستھان مقام یا جگہ کو کہتے ہیں۔

پیش دادین میں پیش سنسکرت لفظ پش انڈے سے نکلا ہے اور دادین سنسکرت لفظ داد (دینے) سے مخرج ہوا ہے اس کے معنی ہیں انڈے کا دیا ہوا۔ چونکہ یہ سب سے

چلے آتے تھے اس لئے ان کا نام پیش وادین ہوا۔ بعد کو پیش
کے مجازی معنی "آگے" ہو گئے۔

اس خاندان کے گیارہ بادشاہ (۱) کیومرث (۲) ہوشنگ (۳)
طہمورث (۴) جمشید (۵) ضحاک (۶) فریدوں (۷) منوچہر (۸) نودر
(۹) افراسیاب (۱۰) جومش (۱۱) گرشاسپ تھے یہ سب کے سب
سنسکرت الفاظ ہیں لیکن ان کی صورتیں کچھ ایسی بگڑ گئی ہیں
اور لغت کی کتابوں کی معدومیت سے اصلیت کا علم تقریباً
وقت کے ساتھ ہو سکے گا۔

یہ خاندان پرسرام جی کے دار و گیر کے وقت آریہ ورت
سپت سندھو کے صوبجات سے نکلا تھا۔ اس خیال کی تائید
میں ہم زیادہ تر آخری بادشاہ گرشاسپ کے نام پر غور
کر سکتے ہیں۔

فارسی میں اسپ اور سنسکرت میں اشو گھوڑے کو کہتے
ہیں۔ ہندوؤں کے درمیان ناموں کے پیچھے اشو کا لفظ اس
وقت سے مستعمل ہونا شروع ہوا ہے۔ جب ملک میں پرسرام
اوتار اور وسوامتر رشی کا اثر عالمگیر تھا۔ ہریشچندر راجہ کے
شہزادہ کا نام روہت اشو (روہتاسو) تھا۔ اشو لفظ کا
ناموں کے پیچھے اضافہ کرنے کا رواج ویسا ہی تھا جیسے اب
اس زمانہ میں راجپوتوں اور سکھوں کے ناموں کے ساتھ

سنگھم جوڑ جاتا ہے۔ وسوامتر اور پرسرام ہمعصر تھے۔

ہندوں میں ایسے نام بہت تھے جیسے :-

روہتاشو۔ ردہنت۔ سورج۔ ہرن۔ بارہ سنگا اور سُرخ رنگ کو کہتے ہیں۔ روہت رعب داب والا۔ تیز رفتار اور سُرخ رنگ کا تھا اُسے ایسا نام دیا گیا یعنی وہ سُرخ گھوڑا کہلایا۔

مابعد زمانہ میں بھی اس قسم کے نام کے سُورما ہوئے۔ جیسے سویتاشو۔ (سفید گھوڑا) ارجن کہلاتا تھا۔ لوہتاشو (سرخ گھوڑا) بھی نام آیا ہے۔ مہابھارت کی ورق گردانی کرنے سے اس طرح کے اور بہت سے نام ملیں گے۔

قرینہ کہتا ہے پارسی یہ نام یہاں سے لے گئے اور اُن کے درمیان ایسے ناموں کا تخریہ رواج بہ کثرت ہوا۔ چند نام ہم یہاں بطور نمونہ کے پیش کرتے ہوئے اُن کے سنسکرت مخرج کا پتہ دینا چاہتے ہیں۔ مثلاً

گرشاسپ (کرشاشو) کھیتی کا گھوڑا۔

جاماسپ ( )

ارجسپ ( )

لہراسپ ( )

گشتاسپ ( )

پورش اسپا (پورش = مرد۔ اسپ = گھوڑا)۔

اب ہر غور کرنیوالا شخص بطور خود سوچ سکتا ہے کہ یہ نام اتفاقیہ ہیں یا ایک ہی نسل کے دو شاخوں کے مردوں سے مروجہ اور مستعمل ہیں؟ اس کے سوا یہ سب بگڑے ہوئے سنسکرت الفاظ ہیں جن کے معنی مطلب کا پتہ لغت کے دیکھنے سے لگ سکتا ہے۔

تیسری فصل

پارسی تواریخ پر سرسری نظر (سلسل)

دوسرا خاندان جو یہاں سے گیا۔ وہ کیانی کہلاتا ہے۔ یہ کشمیری اصل سے تھا۔ کشمیر کو سنسکرت کے وِیش کہتے ہیں اس کا قاعدہ یہ تھا کہ لوگ اپنے نام کے پہلے کے لفظ کو وطنی تعلیم کی نظر سے شامل رکھتے تھے تاکہ اُن کی اصلیت کا پتہ لگ سکے۔ اس کا عملدرآمد دکن کے ملکوں میں اب تک کسی تیلنگی کا نام اس رعایت سے خالی نہ ملیگا ممکن ہے پہلے ہم میں بھی ایسا دستور رہا ہو۔ اب وہ نہیں رہا۔ تیلنگانہ وغیرہ کے جو آدمی مجھ سے ملنے آتے ہیں نام کے پہلے اپنے وطنی مسکن کو جوڑ رکھتے ہیں۔ جیسے وجھل کشٹیا۔ نام تو کشٹیا ہے وجھل بزرگوں کے قدیم سکونت کی جگہ ہے۔

جب پیش دادی خاندان کا خاتمہ ہو گیا اور کوئی تاج وتخت

کہ درست نہیں رہا۔ رستم پہلوان کے دادا سام پہلوان نے ہدایت کی کہ تو کے دیش کو جا دہاں سے کیانی خاندان کے کسی بچے کیقباد شاہزادہ کو لے آ جو فریدوں کے تخت کا وارث بنے رستم زال کا لڑکا اور زابلستان کا رہنے والا تھا دادا کا حکم پا کر وہ کوہستانی خطہ میں آیا۔ رستم نہایت تنومند اور خوش وضع پہلوان تھا اس کا گھوڑا رخش نہایت تیز قدم تھا۔ کے قباد نامی شاہزادہ نے اُسے دیکھا پاس بلایا دونوں میں ہمدردانہ گفتگو ہوئی اور رستم نے اُسے لا کر پارس کا بادشاہ بنایا۔

اس کیقباد کے نسل میں آٹھ بادشاہ ہوئے جو کیانی کہلاتے ہیں (۱) کیقباد (۲) کیکاوس (۳) کیخسرو (۴) کے لہراسپ (۵) کے گشتاسپ (۶) بہمن (۷) داراب (۸) دارا۔

اس کیانی خاندان کے عہد میں کئی واقعات کا ظہور ہوا جو قابلِ غور اور دلچسپ ہیں:-

(۱) کیکاوس کو آسمان کے سیر کی ہوس۔ اُس کا سفید دیو کے پنجہ میں گرفتار ہونا۔ رستم کا ہفت خوان نامی منازل کو طے کر کے سفید دیو کو مارنا اور بادشاہ کو آزادی بخشنا۔ ظاہرا یہ قصہ کہانی معلوم ہوتا ہے لیکن اصل میں درپردہ تصوف کے سات طبقات کے باطنی راز کی طرف اشارہ ہے۔

(۲) رستم کے ساتھ اس کے لڑکے سہراب کی لڑائی۔

(۳) کیکاؤس کے لڑکے سیاوش کی افراسیاب کی لڑکی سودابہ کے ساتھ شادی۔ خسر کے ہاتھ سے داماد کا قتل اور پھر مقتول کے لڑکے کیخسرو کے ساتھ افراسیاب کا جنگی محاربہ اور اس کی موت ایسے واقعات ہیں جو بہت باتوں میں مہابھارت سے مشابہ اور مختلف بھی ہیں۔ کیخسرو کی موت کسی قدر یودھشٹر کے سورگ آروہن کی یاد دہانی کرتی ہے۔

(۴) گشتاسپ کے زمانہ میں زردشت نامی نبی کا ظہور ہوا جس نے آتش پرستی کے آئین کی بنا ڈالی اس نے بادشاہ کے پاس آکر کہا "میں فلک الافلاک سے آسمانی آگ لایا ہوں تم اس کی پرستش کرو اور آتشی شہتیر کا دھیان لگاؤ" گشتاسپ مرید ہوا اور اس کے لڑکے سفندیار نے اس آئین کو اور ملکوں میں جاکر پھیلایا۔

(یہ دین کیا تھا؟ اسے اب پارسی نہیں جانتے بالکل بھول گئے میں نے ہندو نقطہ نگاہ سے متعدد پارسیوں کو اس کی تعلیم دی یہ آتش پرستی تصوف کا طریق ہے۔ نری آگ کی پرستش نہیں ہے)

چوتھی فصل

پارسی تواریخ پر سرسری نظر (مسلسل)

زردشت نبی یا پیغمبر

گشتاسپ اور زردشت جہاں تک قیاس جاتا ہے ابتدائے کلجگ یا دواپر کے آخر میں ہوئے۔ ہمارے پاس تواریخی سامان موجود نہیں صرف روایات اور قیاسات کی استعانت ہے۔

ستائیس برس گزرے اُس وقت میں بریلی میں تھا ایک صاحب نے "سفر نک دساتیر" نامی کتاب عاریت دی ژند کا فارسی ترجمہ ہاتھ لگ گیا۔ میں نے اُسے اردو زبان کا لباس پہنایا اور ایک دو رسالے بھی لکھے جن کا مقصد یہ دکھانا تھا کہ پارسی مذہب کی جڑ ہندو دھرم میں ہے افسوس ہے کہ وہ اس وقت میرے پاس نہیں ہیں۔ شاید کسی کسی شائق کے کتب خانوں میں ہوں گی ورنہ اُن سے خیالات مستعار لینے میں بڑی مدد ملتی۔

اسی ژند میں ایک جگہ لکھا ہے۔ خدا کہتا ہے "اے زردشت! ہندوستان سے دو آدمی لائق فائق تجھ سے سوال کرنے آئیں گے ان میں سے ایک دیاس اور دوسرا چنگر گھا جا (شنکر اچاریہ) ہوگا"

"دیاس پوچھے گا۔ خدا اس رچنا (خلقت) کا ابتدائی باعث کیوں نہیں ہے؟ تو اُسے جواب دینا۔ خدا نے پہلے عقل کل یا عقل اوّل کو پیدا کیا کسی سے مدد نہیں لی۔ بعد کو اس عقل کل یا عقل اولین نے تمام دنیا کو پیدا کیا۔ اس عقل کل سے مدد لینے کی وجہ سے خدا کی خدائی پر کوئی حرف نہیں آتا" (۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸)

دیاس کا دوسرا سوال ہوگا:۔ آکاس سے نیچے آگ آگ سے نیچے ہوا۔ ہوا سے نیچے پانی اور پانی سے نیچے زمین کیوں ہے تو اُسے سمجھا دینا" (۷۱)

جب ازاں بلخ کے شاہی دربار میں ان دونوں کے درمیان مذہبی مکالمے ہوئے اور ساسان کہتا ہے کہ دیاس نے زردشت کی مُریدی اختیار کرلی۔

دیاس اور شنکر اچاریہ دونوں قدیم نام ہیں۔ ممکناً یہ متعدد معلمین کے سلسلہ کے خطابات رہے ہوں گے۔ ہندوں میں اب بھی جو شخص پوران سُناتا ہے دیاس کہلاتا ہے اور ویدانت کا گورو شنکر اچاریہ کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔ ویدانت کی تعلیم کا منبع اَتھر رگ وید کے منتروں میں ہے اس کی پہلی آچاریہ یا منتر درشٹا۔ ایک عورت تھی جس کا نام لوپ مدرا تھا اور وہ اگست رشی کی بیوی تھی۔

بعد کو اُپ نشدوں کے آچاریوں نے اس خاص اصول کی تکمیل کی۔ گوروں کا نام ۔شنکر آچاریہ تھا۔ اور خیالات کا ترتیب دیکر سُنانے والا ویاس کہلاتا ہے۔

یہ کون ویاس ہے۔ اور کون شنکر آچاریہ ہے اس کے بارہ میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ ممکن ہے کہ یہ وہی ویاس ہو جس نے کتابی صورتوں میں ویدوں کی ترتیب دی۔ مہابھارت لکھی اور مابعد زمانہ کے پوران اسی کے نام سے منسوب ہوئے۔

گر ہمارا یہ خیال صحیح ہے تو گشتاسپ زردشت ویاس اور شنکر اچاریہ وغیرہ سب کے سب یودھشتر کے ہمعصر ٹھہرتے ہیں اور ان کا زمانہ پانچ چھ ہزار برس کا ہوتا ہے اور یہ تخمینہ کچھ صحیح بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس حساب سے موجودہ پارسی مذہب کی عمر پانچ چھ ہزار برس کی ہوتی ہے۔

لیکن یہاں ایک اور دقت پیش آتی ہے۔ ویاس اور شنکر کی طرح متعدد زرتشت ہوئے ہیں اور یہ ہمارا زرتشت زریت من اُس سلسلہ کا کون ہے بحث طلب غور طلب اور خیال طلب مضمون بن جاتا ہے۔

ہمارے اپنے ملک بھارت ورش میں گوروں کا متعدد سلسلہ بہت قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے۔ اس کا اصطلاحی

نام شاکھا (شاخ) ہے صوفیوں میں اسی تشبیہ کی نظر سے اسے
سلسلۃ المشائخ کہتے ہیں یہ شاخائیں ہندوستان میں اب تک متعدد
اور مختلف صورتوں میں ملیں گی۔ زمانہ زبان۔ خیال۔ طور طریقے سب بدل گئے لیکن یہ معدوم نہیں ہوئے۔

جینیوں کے اب تک چوبیس تیرتھنکر (گورو) ہو چکے ہیں
رشبھ دیو کا نام رگ وید میں آتا ہے۔ یہ پہلا تیرتھنکر تھا۔ ورد ھمان
مہاویر چوبیسویں تھے۔ سدھارتھ گوتم بدھ چوبیسواں بدھ کہا جاتا
ہے میتریہ پچیسواں ہوگا۔

پارسیوں میں ہندوؤں کی طرح پہلے راجا ہی مذہبی
اور قومی پیشوا ہوتا تھا۔ منو کی یہی حیثیت تھی۔ جرتھشت کے
زمانہ میں چار ورنوں کی تفریق اور تقسیم ہوئی۔ یہ جینیوں
کا خیال ہے اور پارسی بھی یہ تفریق و تقسیم اپنے سامنے رکھے
ہوئے ہیں۔ ہوشنگ سے لے کر گشتاسپ تک ۲۱ بادشاہ ہوئے۔ یہ مذہبی
پیشوا تھے ان کے نامے (نسخے یا صحیفے) سفرنگ وسائیر میں
ملیں گے۔ گشتاسپ کے زمانہ میں زردشت نے اسے بدل دیا
اور پارسی مذہب نے بالکل نئی صورت اختیار کی۔

زردشت سنسکرت نام جرتھشت ہے جرت (ضعف) اور
تشت (اطمینان) کا مطلب ضعف سقم یا کمزوری سے مطمئن
ہونا ہے اور کون انکار کرسکتا ہے کہ وہ طاقتور انسان نہ تھا

اکثر پارسی زرتشت نام کی وجہ تسمیہ اونٹ بتاتے ہیں۔
زرتشت کی نظر میں بھارت ورش کی بڑی عزت تھی
وہ سنسکرت سے واقف تھا اور ژند کے مضامین اتھرو وید
سے لئے گئے تھے اور وہ چھند یا نظم ہے۔ فرگرد۔ یا وندیداد
نامی کتاب میں ایک جگہ ذکر آتا ہے ہرمزد (خدا) زرتشت
سے کہتا ہے۔ میں نے انسان کو نہایت اچھی اور زرخیز زمین
دی۔ ایسی جگہ اور کوئی کسی کو نہیں دے سکتا۔ یہ زمین
پورب میں واقع ہے جہاں ہر شام کو ستارے بڑی
چمک دمک اور روشنی کے ساتھ طلوع ہوتے ہیں۔
یہ سرزمین ہندوستان ہے جو پارس کے مشرق میں ہے
جب میں لاہور میں تھا اکثر مسلمان مجھ سے کہا کرتے تھے
کہ حضرت محمد نے بارہا فرمایا ''مجھے ہندوستان کی طرف سے
ٹھنڈی ہوا ملتی ہے'' میں نے کسی اسلامی کتاب میں یہ
تذکرہ نہیں دیکھا صرف زبانی سنا ہے یہ صحیح ہے یا غلط
میں اس کی نسبت زور دیکر نہیں کہہ سکتا۔

پانچویں فصل

سرسری تواریخی نظر

زرتشت نبی کے کچھ مختصر حالات

حضرت زرتشت کے حالات تاریکی میں ہیں۔ معمولی طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ کسی شریف خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ شریف تو وہ تھے ہی اس میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے لیکن باقاعدہ نوشتہ جات کی معدومیت کی وجہ سے اُن کی سوانح عمری اور خاندانی حسب نسب سے ناواقفیت ہے۔

آج کل کے بعض ہندوؤں کا خیال ہے کہ زرتشت کا طریق ویدک ہے اور ویدک مذہب میں خلط فاسد ہونے کی وجہ سے حضرت زرتشت کو اس کی اصلاح کی ضرورت لاحق ہوئی۔ ویدک تو تمام آریہ طریق ہیں اور ژند بالخصوص ایسی زبان میں قلمبند ہوئی ہے جو ویدک سنسکرت سے ملتی جلتی ہے۔ نظم کا ڈھنگ بھی منتروں جیسا ہے۔ لیکن ہمارا اپنا خیال ہے کہ زرتشت کے عقائد میں پورانک خمیر کی بھی بو باس آتی ہے اور سبب ظاہر ہے ان تمام پورانوں کی جڑ براہمن گرنتھوں میں ہے جو ویدک شریعت یا کرم کانڈ کی

شرحیں ہیں۔ یا ضابطے ہیں۔

تمام ہندو پُوران کہتے ہیں کہ جب زمین پر بلائیں آتی ہیں اور ناقابلِ برداشت مصیبتوں کے علی التواتر حملے ہونے لگتے ہیں تو زمین گائے کی صورت اختیار کرکے وشنو کے یہاں فریادی ہوتی ہے وشنو اُس کی پکار سُنتے ہیں اور وہ اوتار دھارن کرکے اُس کا دکھ دور کرتے ہیں۔

یہ خیال پارسی ہندوستان سے لے گئے تھے۔ دھرم بگڑ گیا دیوی دیوتاؤں کی بھرمار نے انسان کو باطل الاعتقاد اور ضعیف الیقین بنا دیا۔ بدعتیں شروع ہوئیں انسانی مظالم نے بہت ہاتھ پاؤں بڑھائے اُس وقت زمین گیوش اُروَ یا گائے کی روح بن کر اہرمزد (خدا) کے دربار میں فریادی ہوئی "مجھے کس نے بنایا؟ تو نے مجھے کیوں بنایا؟ دونوں ہاتھ اُٹھا کر میں چلاتی ہوں ایمانداروں کو بے ایمانوں کے ساتھ برباد نہ کر"

تب بالانشین اہرمزد نے آدمیوں کے بچانے کی وعدہ کی شکل میں یہ آواز دی:—

میں نے انسان کو بنایا اس لئے میرے حکموں کی وہ پابندی کرے
سب میں خالق سب میں لائق ہے بشر اُس کو میری حکمتوں کی ہے خبر
دیکھ زرتشت آرہا ہے درمیاں بخشیگا دنیا کو وہ امن واماں
وہ نبی ہے وہ پیمبر وہ ولی میں نے اسکو قابلیت بخش دی

(اگا تھا ۲۹)

گاد زمین کا لفظ ہر جگہ فارسی لٹریچر میں اب تک ملے گا۔
یہ بالکل ہندوستانی اصطلاح ہے۔
اس پر زرتشت نے اس طرح اپنا خیال ظاہر کرکے جواب دیا۔
نیک باطن نیک دل تو ہے خدا قابلِ تعظیم ور مدح و ثنا
دین اور ایمان کی دولت ملے اس سے ہی قائم زمین و چرخ ہے
فضل دے ہم سب پہ تو فضل کرا گو تیرے ہوں صبح و شام ہم (گاتھا)
اور اہرمزد نے اُسے نبی مقرر کیا۔ وہ گشتاسپ کے دربار میں گیا بادشاہ نے اُس کی تعظیم کی اور اس کے دین کو اختیار کیا۔
اور اس نے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا۔
اہر سنسکرت کا لفظ اسر ہے سنسکرت کا س فارسی کا ہ ہو جاتا ہے جیسے سپت سے ہفت سندھو سے ہندو وعلیٰ ہذا القیاس۔
اسر کا معمولی ترجمہ غیر دیوتا ہے یعنی اہر دیوتا نہیں ہے پارسی دیوی دیوتاؤں کے بھر مارسے دکھی ہو گئے تھے اور سخت گھبرا رہے تھے اور مزد سنسکرت کا لفظ مج ہے۔ مج کہتے ہیں آواز دینے کو۔ اہرمزد کا ترجمہ آواز دینے والا خدا ہے۔ آواز کے لفظ میں پارسی۔ صوفی۔ ہندو وغیرہ کے روحانی تعلیم کی جڑ ہے (دیکھو میرا انگریزی شبد یوگ یا اردو نیتہ سندیش)
زرتشت کے پہلے شاگرد گشتاشپ ہیاچ یو۔ فرشوتر ہودگو اور جاماسپ تھے۔ یہ سب کے سب سنسکرت نام ہیں۔

صرف صورتیں بدلی ہوئی ہیں۔ پارسی مذاہب کا نام مزد یاسنی بھی ہے جس کا مطلب ہے دین آواز۔

زرتشت کی تعلیم آسان۔ عملی اور سیدھی سادی ہے ہیں اس کا خلاصہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔

(۱) ہُومتا ہُوکھتا ہُورشتا

سنسکرت صورت سومنا سوکھتا سوارشتا

ہندی ترجمہ۔ نیک خیال۔ نیک کلام۔ نیک کام

مطلب۔ من بچن کرم سے نیک بنو اسی میں دین دنیا اور اور حال و استقبال کی بہتری اور آخر میں بہشت ہے جو اہرمزد کا مسکن ہے۔

(۲) نظام عالم میں دو مختلف طاقتیں کام کرتی ہیں۔

دیوتا۔ اہُر

بدی۔ نیکی

نفی۔ اثبات

وغیرہ وغیرہ

دیوتا۔ بدی اور نفی سے بچ کر اہرمزد۔ نیکی اور اثبات کا پہلو اختیار کرو۔ جو دیوتا۔ بدی اور نفی کی جانب مائل ہونگے بلیات اور مصائب میں مبتلا رہیں گے۔ نیکی کا انجام نیک اور بدی کا انجام بد ہے۔ نیکی نیاب را بدی بدرا۔

(۳) صرف ایک ہی خدا ہے اور وہ اُہر مزد ہے ہم اُسی کی تائش (استتی) کریں وہی ہماری مرادیں تمنا ہو۔ اُس کے سوا ہم کسی کی پرستش یعنی پرتشٹھا اور پوجا نہ کریں۔

(۴) دیو پرستی بت پرستی ہے۔ اس سے پرہیز رہے یہ گمراہی کا راستہ ہے۔

(۵) آگ حقیقت اور سچائی کا پہنچ ہے اس کی تعظیم مقدم ہے یہ پاک کرنے والی لطافت کی طرف لیجانے والی۔ نور اور روشنی کا راستہ دکھانے والی ہے وغیرہ وغیرہ۔

چھٹی فصل

زردشت کے مختصر حالات (مسلسل)

مخالفت ہوئی۔ دیوتاؤں کے پوجنے والے دشمن بن گئے خیالات کی اشاعت نے کثرت کے ساتھ مزاحمت کے سامان پیدا کر دئے۔ دراوند اور تورانیوں نے مل کر انھیں سخت تنگ کیا۔ عام بغاوت شروع ہوئی۔ شاہی مدد ناکام رہی زردشت کو خود ہی تن تنہا دھرم یدھ کرنا پڑا اور سروش (فرشتۂ غیب) اور وہ منو (زندگی بخش فرشتہ) اور اپنی آہنی استقلال سے انھوں نے مضبوط کامیابی اور فتحیابی حاصل کی اور مج دھرم (مغ طریق) کی بنیاد چٹان پر قائم ہوئی۔

زرتشت پہلا پیر مغاں ہے جو اُس کا بانی مبانی ہے۔
پارسی کہتے ہیں کہ کیومرث۔ جمشید اور فریدون پہلے بھی اُس کے حامی ہو چکے ہیں۔ جن کے ۲۱ نامے موجود ہیں وہ بھی دیوپرستی کے مخالف تھے۔ زرتشت اس سلسلہ کا بائیسواں پیغمبر ہے۔ یہاں سوچنے والوں کو سوچنے کا موقع ہے کہ کس طرح ہندوستان کے چوبیں اوتاروں۔ چوبیں تیرتھنکروں اور چوبیں بودھوں کی طرح پارسیوں کی مذہبی تواریخ میں تقلیدی مشابہتیں نظر آتی ہیں۔
جس وقت زردشت صاحب اپنا کچھ کام کر چکے۔ عارضی طور پر خلوت گزینی کا خیال آیا۔ دماوند پہاڑ پر گئے۔ کوہ البرز پہ قیام گزیں ہوئے۔ قدرت کا دوبدو معائنہ اور مشاہدہ کیا معلومات میں اضافہ ہوا۔ باطنی اسرار کی واقفیت بڑھی۔ اندر کا آتش کدہ مشتعل ہو گیا۔ روحانی آگ کے چھکاروں سے حقیقت کی آنکھیں کھل گئیں۔ نبی اہرمزد سے سوال کرتا ہے۔

قائم ہیں کس سے دونوں زمین اور آسماں — کس کی حفاظت میں ہے امن اور اماں
گرتے نہیں یہ اپنی جگہ پر اڑے ہوئے — میدان کوہسار میں کس سے کھڑے ہوئے
طوفان وبا دو بادلاں کا ہے کون منتظم — اس امن کو سمجھتے ہیں انسان مغتنم
اے اہرمزد! تیری ہی صنعت کا ہے نظام — فضل و کرم سے تیرے جاری ہیں انکے کام

(دگاتھا ۴۴)

جس وقت باطن کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ ہر جگہ روحانی ہی

روحانی نظارے دکھائی دیئے جاتے ہیں اور انسان محو حیرت ہو جاتا ہے۔

پھر نبی نے شریعت کے ارکان کی ترویج کی۔

نبی کہتا ہے (۱) ہماری دو پیدائشیں (جنم) ہوتی ہیں ایک قدرتی طور پر ماں باپ کے گھر۔ دوسری نوجوت (نئی روشنی) کے دن جب مذہبی تعلیم (دیکشا) دی جاتی ہے یہ دوسرا جنم ہے۔

(۲) ہر شخص کو سدریش اور کشتی کا استعمال کرنا چاہیئے سدریش سفید پیراہن یا کرتا ہے یہ پاکی اور پاکیزگی کا نشان ہے کشتی (جنیو۔ زنار) کمر بند ہے جو کمر پر باندھی جاتی ہے سدریش گردن پر باندھا جاتا ہے۔ کشتی بہتر سوت کی بنائی جاتی ہے۔

(۳) یگیہ (جشن) کے رسم کی پابندیاں پارسیوں میں بمقابلہ ہندوؤں کے زیادہ ہیں۔ ہر سنسکاروں پر یگیہ کرنے کی تاکید ہے۔ ان کی صراحتی تفصیل دلچسپ نہ ہوگی اس لئے نظر انداز کی جاتی ہے۔

(۴) گاؤ کی تعظیمی ہدایت کم نہیں ہے اور وہ بالکل ہندوؤں کے موافق ہے پارسی حضرت زردشت کے زیر تعلیم اس مویشی کے بول و براز تک میں امراض کے دفعیہ اور جراثیم کے دور رکھنے کا خیالی عقیدہ رکھتے ہیں۔

(۵) آخری سنکار دخموں (مینار خاموشی) پر مُردوں کی لاشوں کو رکھتا ہے بعد کو ہڈیاں پانی میں ڈال دی جاتی ہیں یہ رسم ہندؤں سے مختلف ہے ہندو جلاتے ہیں یہ پرواہ کرتے ہیں کہیں کہیں ہڈیوں کو دفن بھی کرتے ہیں۔

(۶) گھر بار۔ پوشش اور خورش کی صفائی کا خیال زیادہ دلایا گیا ہے۔ بیکاری یا آرام طلبی کی ممانعت ہے وغیرہ وغیرہ

ساتویں فصل

آتش بہرام

پارسی دُنیا میں آتش پرست مشہور ہیں۔ آتش پرستی صرف مذہب کا ظاہری ڈھانچہ ہے یہ اُسے سورج چاند اور ستاروں کی طرح عبادت کا قبلہ گاہ بناتے ہیں۔ اصلی آتش پرستی کچھ اور تھی جس کو زمانہ کے انقلابات کی وجہ سے وہ بالکل بھول گئے ہیں۔

آتش بہرام اگنی گنڈ خواہ اُس کے مندر کو کہتے ہیں جس میں آگ روشن کی جاتی ہے اور وہاں ارکان پرستش ادا کئے جاتے ہیں جو بالکل خارجی ظاہری اور باہری رسم ہے حالانکہ "زرتشت نے گشتاسپ سے کہا تھا کہ "میں آسمان سے آگ لایا ہوں" یہ کیا ہے! اس کا علم کسی کو نہیں رہا۔

سب باہر لکھی ہیں۔ آتش پرستی کی ابتدائی سبق کے موافق
انسانی جسم میں تین۔ اگنی کنڈ ہیں۔ ناجی ہردے اور جھرو
(تیسرا تل)

سورج سفلی دنیا کی بالائی آگ ہے چاند دریائی ہے
اور یہ آگ جو یہاں روشن کی جاتی ہے زمینی اور تحتانی ہے۔
سورج کی آگ بھرو یعنی ہماری آنکھوں کے درمیان
ہے۔ چاند کی ہمارے ہردے میں ہے اور زمین کی ہماری
ناجی میں ہے۔ ان کو ابتدا میں روشن کرکے جم کر اور اونچے
مقامات میں آتشکدے بنائے جاتے ہیں جو علم سینہ بسینہ ہے
پارسی تو اُسے جانتے ہی نہیں۔ ہندو بھی ناواقف ہیں اور
ان کے درمیان انقلابی صورتوں کے ظہور کو اس طریق کی
فراموشی اور نظر انداز کرنا ہی سمجھنا چاہیئے۔ یہ آتش پرستی
کا اصول ہے۔ ہم یہاں اس پر کچھ اور مزید روشنی ڈال سکتے
تھے لیکن اول تو تحریری طوالت کا خوف ہے دوسرے یہ
نفس مضمون بھی نہیں ہے۔

پارسی تو صرف بغیر سمجھے بوجھے ظاہری طور پر آتش پرست
رہ گئے۔ سلامتی صوفیوں کے درمیان اس کا عشر عشیر حصہ
آ گیا جو براہ راست زرتشت سے سینہ بسینہ معدودے چند
آدمیوں میں چلا آ رہا تھا۔ اور شاید اب تک بھی موجود

ہو۔ ذیل کا شعر اس پر بھی کچھ روشنی ڈالیگا۔

آتشے از عشق در جاں برفروز سربسر فکر عبادت را بسوز (مولانا رومؒ)

ترجمہ۔ عشق کی آتش کو روشن جاں میں کر بھول جا فکر عبادت سربسر

آتش پرستی کا آئین روحانی طریق ہے جس کی معراج تمنا صرف اہرمزد (سچا خدا) ہے اور باطنی آتشکدے آتش بہرام (بہارم) ہے۔

آسمانی آگ تیرے دل میں ہے ڈھونڈھ روشن تیرے ہی قندیل میں ہے
نور نورانی ہے ہر دم مشتعل جاننا لیکن ہے مشکل بے عمل
جس کی اس عالم میں سرسو لاگ ہے آگ ہے وہ آگ ہی وہ آگ ہے
نور پیکر حق سے نورانی ہو روح کی برکت سے روحانی ہو
صوفیوں ہی کی شہادت سے یہ کام وہ ہے اس آتش پرستی کا پیام

پانچواں باب

ہندو اور پارسی مذاہب

پہلی فصل

باہمی مطابقت

مشابہت اور مطابقت اور چیز ہے اس سے اصلیت کا پتہ کم لگتا ہے لیکن جہاں اصل اور نقل کی نمایاں صورتیں

موجود ہوں اور انسانی عقل تمیزی نتیجے اخذ کرنے پر قادر ہو تو بات صاف صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ کون بڑا ہے اور کون شاخ ہے۔

(۱) سنسکرت ہندوؤں کی مکمل زبان ہے جس میں آریوں کے تمام مذہبی لٹریچر قلمبند ہیں۔

ژند (چھند) پارسیوں کی مذہبی زبان ہے جو سنسکرت سے مشابہ ہے۔ آب و ہوا کے اثر اور تبدیل مقام کی وجہ سے تلفظ میں فرق آگیا ہے لیکن نقل ہر جگہ پہ اصل کا پتہ دیتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

(۲) ورن آشرم میں چار قسم کے انسان کا ہندوؤں نے سنگار کیا تھا۔ قدیم پارسیوں میں بھی وہ جوں کے توں خفیف تبدیلیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ مثالاً ہنوں پر نظر ڈالو۔

سنسکرت۔	براہمن	کشتری	ویشیہ	شودر
پارسی۔	اتھرون	رتھستھر	واستریوفشہ	ہوسیتی
ترجمہ۔	پوجاری	رتھ سوار جنگجو	کھیتی کرنیوالے	خدمتی

ژند کے یہ تمام الفاظ سنسکرت صورت رکھتے ہیں۔ اتھروید چوتھا وید ہے۔ اس کے جاننے والے پوجاری اتھرون کہلاتے ہیں۔ رتھ ستھر وہ ہے جو رتھ پر ستھر (سوار) ہو۔ واسترفشہ میں ویشیہ کی جھلکتی ہوئی شکل ہے۔ ہوسیتی کی صورت کا لغت میں کوئی لفظ نہیں ملا۔ ژند میں اسے کام کرنے والا بتایا گیا ہے۔

(۳) آریہ ہندو اور پارسی دونوں ہی کہلاتے ہیں آریہ ورت میں ورت قیام گاہ ہے آریوں کے قیام گاہ کا نام آریہ ورت ہے۔

ایران = کا مکمل نام آریہ ستھان اور مخفف ایران ہے معنی دونوں کے یکساں ہیں۔

(۴) یہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ ہندو دھرم میں دیوتاؤں کی بھرمار نے پارسیوں کو اس کا مخالف اور باغی بنا دیا۔ دیوتا لفظ کے معنی سنسکرت میں بہت اچھے ہیں۔ فرشتہ لفظ دیوتا کا مرادف ہے لیکن مشکل تو یہ ہے کہ ہندوؤں میں بھوت چڑیل اور شیطان تک کو کہیں کہیں دیوتا کہتے ہیں۔ دکن کے ملکوں میں اب تک یہی کیفیت ہے وہاں ڈیاں (بھوت) بھانومتی (عمل سے پیدا کی ہوئی چڑیل) کی پوجا ہوتی ہے لو چ آماں پوچ اماں ہزاروں دیوتا ہیں ہر مرض کا دیوتا یا بھوت ہوتا ہے اور بلدان چڑھا کر اُس کی پرستش کیجاتی ہے اور اسی کو امراض کے دفعیہ کی تدبیر سمجھا جاتا ہے یہ قدیم زمانہ سے چلا آتا ہے اور اگر پارسی اس سے متنفر ہو گئے تو حیرت اور تعجب کی کیا بات ہے پارسیوں نے دیو کو بُری معنی میں تاویل کر کے اس کے عوض اُہر (اُسر) کو فوقیت دی جسے غیر دیو سمجھا گیا۔ اور باقی سے نفرت دلائی گئی۔

میں اکثر حیدرآباد دکن میں رہتا ہوں۔ جو لوگ دور دور بھائو منی کے ستائے ہوئے کثرت سے میرے پاس آجاتے ہیں میں اُنھیں وہم اور باطل خیال بتا کر اُن عقیدوں سے ہٹا دیتا ہوں اور وہ اچھے رہتے ہیں یہ دیو پرستی حقیقت میں نہایت مکروہ معتقد اور مضر رسم ہے اسی سے پارسیوں کو بغاوت ہوئی۔ اور کون سمجھ بوجھ والا اسے پسند کریگا۔ لیکن یہ ہندو دھرم نہیں ہے کہاں سے کب سے کیسے یہ آیا۔ یہ غور طلب بات ہے۔ نفس مضمون صرف اصلیت کا پتا دینا اور یہ جتا دینا ہے کہ پارسی ہندو ہیں۔

(۵) چند مذہبی اصطلاحات:-

سنسکرت	ژند	معنی
سوم	ہوم	کسی پودے کا منتی عرق جو پیا جاتا تھا
آریہ من	ایریہ من	سورج
مِہتر	متھر	سورج
منتر	منتھر	مذہبی کلام
اوستھا	اوستا	حالت حال
اِندر	اندرو	دیوتا
دیو	دیو	”
گاتھا	گاتھا	کلام

دوسری فصل

ژند کے چند مذہبی کلاموں کی سنسکرت میں لفظی مشابہت

ژند	سنسکرت	معنی
۱- تید - مزد - واسیمی	تادرک میدھا - دسمی	اہرمزد میں ایسی چیزیں چاہتا ہوں۔
۲- کے یا ماؤ دکشیا تی	کو یو سم - اکشیا تی	کون اس چاند کو بڑھاتا ہے
۳- وسپا - درکش - جلیتی	وشو درکشو جنوتی	سب بری روحیں ماری جاتی ہیں
۴- وشپ - درکش - نشیتی	وشو درکشو نشیہ تی	سب بری روح چلی جاتی ہے
۵- توا - پرس - یرش	تت توا پرستار تھم	تجھ سے نیکی مانگوں گا۔
۶- کس نہ زتا - پتا	کونہ - جنتا - پتا	کون پیدا کرنیوالا باپ ہے
۷- دد اودتم	دد ادھوتم	بنایا راستہ
۸- متی داچا اہر	ہے واچا اسر	مجھے کہو اسر
۹- یتا ہوتی اشیم - واچم	یدا - شرنوتی - انم واچم	جب وہ سنتا ہے یہ باتیں
۱۰- انی یچا - وِدیوُ	ان یچہ ودّو ہے	اور دوسرے جانیں

تیسری فصل

ژند اور سنسکرت کے لفظوں میں عام یکسانیت

سنسکرت قدیم ہے ژند اُس کے مقابلہ میں جدید ہے نقل مقام کی وجہ سے الفاظ کے تلفظ کے خفیف فرق سے تبدیلی نظر آتی ہے۔ ورنہ ہر دو زبان کے الفاظ میں عامیت اور یکسانیت ہے۔ اور لامحالہ ہر محقق کو اسی نتیجہ پر پہنچنا پڑتا ہے کہ ژند کی زبان کا مخرج سنسکرت زبان ہے اور ژند کی جڑ ویدوں میں علی العموم اور اتھرو وید میں بالخصوص ہے۔ ہندوں میں اتھروَن پروہت کو کہتے ہیں ژند مذہب کے پوجاری اسی نام سے نامزد کئے جاتے ہیں۔ پارد۔ پہلو۔ سنسکرت الفاظ ہیں۔ جن سے پارسی اور پہلوی نام مشتق ہوئے ہیں۔ منو نے پارسیوں کو کشتری تسلیم کیا ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ ایسی حالت میں پارسیوں کو ہندو سمجھنا اور ہندو کہنا کیسے جھوٹ ہوسکتا ہے۔ زمانہ آرہا ہے اور باوجود مذاہب کے اختلافی تصادم اور تلاطم کے سب سے پہلے پارسی چینی۔ جاپانی اور چینی اپنے ہندو اصلیت کے مقر ہوں گے۔ بعد ازاں آنکھ کے کھلنے پر یہودی۔ عیسائی

اور مسلمان بھی اس طرف رجوع ہوں گے ۔ سچائی سچائی ہی ہے درمیانی حالت میں اختلافات اور تفرقات کا پیدا ہوجانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ۔ آخر میں سچائی کی فتح ہوکر رہے گی ۔

سچ ہے سچ اور جھوٹ جھوٹا ہی مدام　　سچ ہے باقی جھوٹ فانی لاکلام
کہتے ہیں مسلم کہ ہندو غیر ہیں　　جھگڑوں میں انکے حرم اور دیر ہیں
بات نادانی کی ہے نادان ہیں یہ　　اصل میں اور نسل میں یکساں ہیں یہ
تفرقات مذہب و دیں وہم ہیں　　وہم والے کب کہیں خوش فہم ہیں
جب کبھی پردا حقیقت کا اٹھا　　آپ ہی آجائینگے فہم و ذکا

اس باب میں اور اس کی فصلوں میں ہماری نظر صرف ہندو اور پارسیوں کی طرف ہے ۔ آہستہ آہستہ ان صفحات پر تمام اختلافات زیر بحث آئیں گے اور سچے انصاف پسند محقق خود ہی سمجھ جائیں گے کہ اس تحریر میں کہاں تک صحت اور غلطی ہے ۔

مغایرت بری ہے یہ مصایب اور تکالیف کا باعث ہوتی ہے کسی کو اپنا غیر سمجھو وہ دشمن ہوجائے گا ۔ یگانہ سمجھو وہ اپنا بن جائے گا ۔ جنگل میں رہنے والا فقیر شیر چیتے ۔ سانپ کا یار غار بنا رہتا ہے وہ نہ ان سے ڈرتا ہے نہ وہ اس سے ڈرتے ہیں ۔ انسانی بچوں میں مغایرت

اور پھر بھی ہوگا لیکن ہندو ورن آشرمی ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ زوال اور کمال کی لہریں سمندروں کے جوار بھاٹوں کی طرح برابر آتی جاتی رہیں گی اور یہ جوں کے توں قائم رہیں گے۔

پارسی غالباً پہلے گروہ ہیں جو ہندوستان سے علحدہ ہوئے۔ اور باقی تمام مغربی نسلیں (مستثنیات کے ساتھ) انھیں سے نکلیں جیسا آگے چل کر ہم بتائیں گے۔

سنسکرت اور ژند کی زبانوں میں صرف جزوی اختلافات تلفظ کی جداگانہ ادائگی کی وجہ سے نظر آتے ہیں۔

(۱) سنسکرت کا س ژند کا ہ بنجاتا ہے جیسے سپتاہ اور ہفتہ سپت اور ہفت ایک ہی لفظ ہے۔

(۲) سنسکرت کا ہ اکثر ژند کا ز بنجاتا ہے۔ جیسے مروے زرد ہست۔ زست (بعدازاں دست) ورنہ وہ یکساں ہیں۔

(۳) سنسکرت کا ج ژند کا ز ہوجاتا ہے جیسے جن۔ زن۔ (پیدا کرنا) جانو۔ زانو۔

(۴) سنسکرت کا شو ژند کا سپ ہوجاتا ہے جیسے اشو اور اسپ (گھوڑا)

(۵) سنسکرت کا ت ژند کا تھ ہوجاتا ہے۔ جیسے متر متھر (سورج)

(۶) سنسکرت کا س کبھی ژند کا ہ ہوجایا کرتا ہے

جیسے آسُر۔ اَہُر۔ وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی فصل

سنسکرت اور ژند کے چند عام الفاظ

ژند کے نوّے الفاظ سنسکرت ہیں۔ ذرا تحقیقات کرو تب پتہ چلے۔ اور بغیر سنسکرت کی مدد کے کوئی شخص قدیم ژند کو اب نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس کی ماہیت سے واقف ہو سکتا ہے۔ ذیل میں پڑھنے والوں کے معلومات وسیع کرنے کی نظر سے چند مشترک الفاظ اس موقع پر درج کرتے ہیں تاکہ انھیں ہماری بات کا اعتبار آجائے۔

نمبر	سنسکرت	ژند	ہندی	مروجہ فارسی	ریمارکس
۱	پِتر	پاتر	باپ۔ پتا	پدر	[illegible]
۲	ماتر	ماتر	ماں۔ ماتا	مادر	
۳	بھراتر	براتور	بھراتا بھائی	برادر	
۴	دوہتر	دوغدھر	.	دُختر	
۵	واَت	باد	بات والو ہوا	باد	
۶	وَرُن	وَرُن	پانی کا دیوتا	.	یہ چاروں نام
۷	وایُو	وایُو	ہوا۔ ہوا کا دیوتا	.	ہر دو زبان میں
۸	اِندر	اندر	بجلی کا دیوتا	.	دیوتاؤں کے
۹	یم	یم	جم۔ یم	جم	ہیں۔

نمبر	سنسکرت	ژند	ہندی	مروجہ فارسی	ریمارکس
۹	نمستے	نمستے	نمسکار	سلام۔ آداب	
۱۰	پرشن	فرشن	پرشن	سوال	
۱۱	رتھیسہ	رتھیست	رتھ پر بیٹھنے والا	•	
۱۲	اریتی	ارمتی	پرتھوی	زمین	
۱۳	رتھ	رتھ	رتھ	•	
۱۴	من	منو	من	دل	
۱۵	ابھر	ابر	بادل	ابر	
۱۶	مکشی	مکھشی	مکھی	مگس	
۱۷	شرد	شرید	سرت۔ سرد	سرد	
۱۸	گو	گاؤ	گائے	گاو	
۱۹	پشو	پشو	پشو	ہوپشی	
۲۰	ایک	اُن	ایک	ایک۔ یکے	اعداد کے ناموں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مابعد زمانہ کے پارسیوں کا ربط ضبط ہندوستان سے تھا اس لئے ان میں کچھ کچھ یکسانیت ہے۔
۲۱	دو	دُو	دو	دو	
۲۲	تری	تری	تین	سہ	
۲۳	چتستر	تھستر	چار	چار۔ چہار	
۲۴	پنچ۔ پنچم	پنگدھ	پانچ	پنج	
۲۵	ششٹ	خشتو	چھ	شش	
۲۶	سپتم۔ سپت	ہپت	سات	ہفت	
۲۷	اشٹ۔ اشٹم	اوگدد	آٹھ	ہشت	
۲۸	نوم۔ نو	نوم	نو	نہہ	
۲۹	دسم۔ دسی۔ دہ	دسیم	دس	دہ	

نمبر	سنسکرت	ژند	ہندی	مروجہ فارسی	ریمارکس
۳۰	پرتھما	فرتیما	پہلا - پرتھما	اوّل	اعداد کے ناموں پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مابعد زمانہ کے پارسیوں کا ربط ضبط ہندوستان سے تھا اس لئے ان میں کچھ یکسانیت ہے۔
۳۱	دوتیا	بتیا	دوسرا دوتیا	دوم	
۳۲	ترتیا	ترتیا	تیسرا - ترتیا	سوم	
۳۳	چتورتھ	تخوریہ	چوتھا - تریا	چہارم	
۳۴	پنچم	پُرکھ	پانچواں پنچم	پنجم	
۳۵	ششٹم	پستو	چھٹا - ششٹم	ششم	
۳۶	سپتم	ہپت	ساتواں سپتم	ہفتم	
۳۷	اشٹم	اشٹم	آٹھواں اشٹم	ہشتم	
۳۸	نوم	نوم	نواں - نوم	نہم	
۳۹	دسم	دیسم	دسواں - دسم	دہم	
۴۰	اسمی	اہمی	میں ہوں	ام - ہستم	
۴۱	اسی	اہی	تو ہے	تو ہستی	
۴۲	استی	استی	وہ ہے	او ہست	وغیرہ وغیرہ وغیرہ

پانچویں فصل

’ہندو‘ لفظ پر میرا وچار

عجیب و غریب بات ہے تمام دُنیا ہندو اصل و نسل سے ہوتی ہوئی ہندو ہونے اور ہندو کہلانے سے متنفر اور منکر ہے یہودی عیسائی اور مسلمان کہیں کہ وہ ہندو نہیں ہیں تو اتنی

حیرت نہیں ہے۔ ہمارے ملک کے برہمو۔ جینی آریہ سماجی اور سکھ بھی ایسا کہنے لگے۔ میں جاپانیوں اور چینیوں سے اُن کے ملکوں میں ملتا رہا جب کبھی اصل و نسل کا سوال آیا تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم آریہ ہیں۔ اور ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں اکثر قدیم جاپانی خاندان کے آدمی اب بھی کپل وستو وغیرہ مقامات میں اپنے بزرگوں کی پیدائش گاہ تلاش کرنے آتے رہتے ہیں گانوں کے نام بدلے ہوئے ہیں پتہ نہیں لگتا۔ ممکن ہے ان میں غیر ہندو کہنے والے ملیں لیکن مجھے نہیں ملے۔

برہمو سماجی شادی کے وقت اقرار کرتے ہیں کہ ہم چاہے اور کچھ ہوں لیکن ہندو نہیں ہیں یہ ہوا اب سکھوں اور جینیوں کو بھی لگ گئی۔ ۱۹۰۱ء کا واقعہ ہے کہ میں آریہ گزٹ لاہور کا ایڈیٹر تھا لالہ لاجپت رائے صاحب مرحوم اس کے ادھشٹاتا تھے۔ ایک روز میرے دفتر میں آکر فرمانے لگے آپ آریہ گزٹ میں ہمیشہ ہندو لفظ استعمال کرتے ہیں آیندہ آریہ لفظ استعمال ہوا کرے" میں اُن کا مطلب سمجھ گیا میں نے کہا" جب تک میں ایڈیٹر ہوں ہندو لفظ استعمال کروں گا۔ آریہ لفظ میری قلم سے کم نکلے گا" اگر آپ اسے پسند نہیں کرتے تو آریہ گزٹ آپ کا ہے اور بندہ آج ہی سے اسی وقت رخصت ہوتا ہے"۔

لالہ لاجپت رائے۔" کیا ہندو لفظ شاستروں میں مستعمل ہے؟"

میں۔ "نہیں"

لالہ لاجپت رائے "کیا یہ سنسکرت لفظ ہے؟"

میں۔ نہیں۔ بلکہ حقارت کا لفظ ہے۔ سیاہ فام چور وغیرہ اس کے معنی ہیں یہ نام اوروں نے ہم کو بخشا ہے ہم نے اس عطیہ کو دل سے قبول کر لیا۔ جہاں تک مجھے علم ہے صرف ایک مرتبہ ہندو لفظ ایک کتاب "بھوشیہ پوران" میں آیا ہے۔

لالہ لاجپت رائے "آپ جانتے بھی ہیں اور پھر بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ سوامی دیانند سرسوتی کو یہ لفظ ناپسند تھا ہدایت تھی کہ ہندو لفظ ترک ہو۔ اور آریہ اس کے عوض مستعمل ہو۔"

میں "میں تو جب لکھوں گا ہندو ہی لکھوں گا اس معاملہ میں میں سوامی دیانند جی کا ہمخیال بننا نہیں چاہتا۔"

لالہ لاجپت رائے "آخر کوئی سبب؟"

میں "سبب یہ ہے کہ آریہ سماج نے آریہ لفظ کو محدود کرا دیا۔ اپنے آپ کو آریہ۔ اور باقی سب کو غیر آریہ کہنے لگے سکھوں کو ناراض کر دیا۔ جینوں کو برا بھلا کہا۔ ہندو لفظ میں جینی بودھ سکھ۔ سناتنی وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ یہ کثیر المراد لفظ ہے میں سب کو ہندو کہتا اور سمجھتا ہوں اور میری تحریر صرف آریوں کے لئے نہیں ہے بلکہ عام ہندوؤں کے لئے ہے۔"

لالہ لاجپت رائے نہایت سفید دل والے۔ انصاف پسند غیر متعصب

تھے اور اپنی غلطی یا غلط فہمی پر اڑتے نہیں تھے۔ میری بات سن کر خاموش ہو گئے۔

میں نے پھر کہا "آج مجھ سے آپ جھگڑتے ہیں دس برس کے بعد یہی لفظ بالعوض آریہ کے آپ کی زبان پر رہے گا" پھر وہ معترض نہیں ہوئے۔ ولایت چلے گئے۔ اور تین برس کے درمیان اُن میں ایسی تبدیلی آگئی کہ لکچروں میں ہندو لفظ کو آریہ لفظ پر عملاً ترجیح دینے لگے۔ اور اب تو آریہ سماجی بھی اپنے آپ کو ہندو ماننے اور کہنے لگے ہیں۔ اور میرا تو یہ حال قال اور خیال ہے میں اصل نسل کی نظر سے تمام دنیا کے آدمیوں کو ہندو ہی سمجھنے لگا۔ اب تک اس صحیفہ کے پانچ ابواب میں میں پارسیوں کو ہندو سمجھتا ہوں آئندہ ابواب میں میرا یہی سلوک اوروں کے ساتھ بھی ہوگا میں انھیں اپنے سے غیر نہیں سمجھتا۔ عقائد۔ مذاہب۔ طرز معاشرت کے اختلاف سے مغایرت کے خیال کو دل میں جگہ دیکر اسے مدد کرنا منظور نہیں ہے۔

میں ہی ہندو پارسی میں ہی یہودی بدھ ہوں گبرو ترسا میں ہوں میں ہی سنت جین ہوں شدھ ہوں
میں ہوں جینی میں نہیں جاپانیوں سے ہوں جدا میں خدا کا ہوں خدا کے نام پر اب مرد ہوں
میں ہوں مسلم میں نصارا اصل میں سب ایک ہیں ظاہری صورت نہ دیکھو سب کے سب نیک ہیں
کفر کا فتویٰ جہاں میں ہو اگر میرے لئے میں ہوں راضی جسکے جی میں آئے جو مجھکو کہے
ہاں ذرا پڑھتے چلو تم غور سے میرا کلام ہر بشر کو دیتے رہا ہوں اصل کا انکو پیام

چھٹی فصل

سنسکرت اور پراکرت زبانیں

دنیا میں بیشمار زبانیں ہیں۔ ان میں سنسکرت سنسکار کی ہوئی مکمل ہے۔ اور باقی سب کی سب پراکرت ہیں جو خاص خاص ملکوں میں بولی جاتی ہیں۔ یہ سب میں افضل ہے مکمل ہے۔ اور اس میں یہ کمال کمتر ہے۔ اس کے حروف تہجی پر غور کرو ہر قسم کی آوازوں کے حروف جو بولے جا سکتے ہیں اس کے اندر ملیں گے اس کا صرف دنحو اس قدر خوبصورتی کے ساتھ مرتب ہوا ہے کہ جس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ وہ ایک قسم کا فلسفہ معلوم ہوتا ہے۔ اس تحریر کا کمال دیکھیئے جو لفظ جیسا لکھا جاتا ہے وہ ویسا ہی پڑھنے میں آتا ہے ساتھ ہی سنسکرت زبان کا قریب قریب ہر لفظ اپنے ساتھ اپنی ماہیت کا مظہر بھی ہے۔

یہ زبان کب اور کتنی صدیوں میں مکمل ہوئی اس کا کون پتہ دے سکتا ہے۔ بہر حال وہ اب تک موجود ہے اور جس کا جی چاہے وہ ان سب باتوں کی جانچ پڑتال کر سکتا ہے۔

ہندوؤں کا مذہب اکثر علما اور ماہرین اللسانون کا خیال ہے کہ سب سے پہلے سب سنسکرت زبان بولتے تھے۔ میرا اپنا یہ خیال نہیں ہے اور نہ میں ایسا کہتا ہوں۔ سنسکرت کا نام ہی سنسکار (اصلاح) کردہ

ہے۔ یہ ہمیشہ عالموں کی زبان رہی ہے عوام جو زبانیں بولتے تھے۔
وہ پراکرت کہلاتی تھی پراکرت اور سنسکرت میں فرق ہے۔
سنسکرت لفظ دو مادّوں سے بنا ہے۔ سم (مکمل) اور کرت
(کیا ہوا ہے) یہ لفظ خود اپنی تواریخ بتا رہا ہے اور پراکرت بھی
دو مادّوں سے متعلق ہے۔ پر (افضل) اور اکرتی (نہیں کیا ہوا)
اگر سنسکرت مکمل کردہ ہے تو پراکرت غیر مکمل کردہ ہے یہ بھی
اپنی اصلیت کی تواریخ اپنے ساتھ رکھتی ہے اس کے سوا ہم
سنسکرت کے ناٹکوں میں عوام کو پراکرت بولتے ہوئے اور علما فضلا
شاہی مشیر اور درباریوں کو سنسکرت بولتے ہوئے پاتے ہیں۔
جینی تیرتھنکروں کا سلسلۃ المشائخ بہت قدیم ہے اس کا
پہلا تیرتھنکر رشبھ دیو (ہندوؤں کا یگیہ پورش اوتار) تھا جس کا
نام وید مقدس میں آتا ہے اور وردھمان مہابیر چوبیسویں تھے
ان چوبیس کے چوبیسوں نے سنسکرت کے عالم ہوتے ہوئے پراکرت
کو اپنی اشاعت کا ذریعہ بنایا۔ یہی حال بودھوں کا بھی تھا۔
مہابیر اور بدھ کے زمانہ میں جو پراکرت بولی جاتی تھی وہ پالی
مگدھی اور اردھ مگدھی بھی کہلاتی ہے۔
ان کے الفاظ میں عامیت ضرور ہے۔ وہ سنسکرت سے
ملتے جلتے ہیں۔ یہی حیثیت ہم ژند کو بھی دیتے ہیں جو پارسیوں
کے مذہب کی قدیم مقدس زبان ہے۔ یہ بھی پراکرت (غیر

مکمل کردہ ہے) اور یہ اس کی فضیلت ہے کہ ویدک سنسکرت سے نئی جلتی ہے جیسا کہ ہم پہلے ابواب کے فصلوں میں دکھاتے چلے آرہے ہیں۔

بطور جملہ معترضہ کے ہم کسی قدر مشابہتی سامان جَین تیرتھنکروں کی زبان میں دکھانا چاہتے ہیں تاکہ یہ مضمون کی حد تک زیادہ خاطر نشین ہو جائے۔

مہابیر سوامی کا پراکرت کلام:-

اینگے جئے جیا پنچ
پنچ جئے جیا دس
دس ہا اُدجئے ساغٹ
سب سٹو جیا ہم

سنسکرت صورت:-

ایکمن جتے پنچ
پنچسُو جتے شو جِتا دشہ
دشگھا تو جیتوا
سرب شترو جیا سہا میہم

(نرگرنتھ پرو چن)

پراکرت	سنسکرت
एगे जिये जिया पंच	एकस्मिन जिते पंच
पंच जिए जिया दस	पंचसु जितेषु जिनादशं
दसहा ऊ जिऐसारा	देशधा तु जित्या
सव्व सत्तू जिस्सगहे	सर्व शत्रून जयम्यहम

निर्गन्थ प्रवचन

اُردو ترجمہ ۔ १५–(२६०)

ایک کے جیت لینے سے پانچ جیتے جاتے ہیں پانچ کے جیت لینے سے دس جیتے جاتے ہیں اور جس نے دسوں کو جیت لیا اس نے تمام دشمنوں کو جیت لیا۔

تشریح ۔ من ایک ہے اُسے جیت لیا تو پانچ اندریان کان ۔ آنکھ چرم ناک زبان کو جیتا جا سکتا ہے اور پانچ اندریوں کو جیت لینے پر دسوں یعنی ایک من پانچ اندریان اہنکار کرودھ ۔ موہ کو جیتا جا سکتا ہے ۔

بس یہی ایک مثال کافی ہے جس سے پراکرت اور سنسکرت الفاظ کی مشابہتی عامیت ظاہر ہے ۔

ساتویں فصل

سوم - ہوم

سوم کوئی پودھا تھا۔ جواب نہیں ملتا۔ اس کو پارسی ہوم کہتے ہیں

اس کی بابت روایت ہے کہ سے چاند سے نسبت ہے۔ یہ اجالے پاکھ میں پیدا ہوتا تھا اور پہلے دن سے پندرہ دنوں تک اس میں پندرہ پتے آتے تھے اور پھر اندھیرے پکش میں یہ غایب ہوجاتا تھا سوم چاند کو بھی کہتے ہیں۔

یگیہ کے موقع پر اس کے پینے کا رواج تھا۔ ممکن ہے یہ نشیلا عرق ہوتا ہوگا اور اس کے پینے سے سرور آتا رہا ہوگا ویدک لٹریچر میں اس کی بڑی خوبیاں بیان کی گئی ہیں سوم کے چھلکتے ہوئے پیالوں کی بڑی تعریف کی گئی ہے۔

یہ سرد ملک میں پیدا ہوتا تھا۔ زبانی طور پر کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ جب یہ سوم لتا آریہ ورت میں نہیں ملا تو اس کی تلاش میں وسوامتر رشی کوہ مازنداں میں گئے تھے جو پارس میں واقع ہے۔

اس روایت سے صرف اس قدر نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہندوستان اور پارس کے درمیان قدیم زمانہ میں آمد و رفت کا

کا سلسلہ جاری تھا۔ قدیم پارسی بھی اپنے یگیہ میں اُسے پیتے تھے۔ ہندوں کو اس کا علم تھا۔

یہ سوم عرق کس طرح تیار کیا جاتا تھا اب وہ ترکیب بھی کسی کو معلوم نہیں ہے نہ اُس کا پتہ ہے۔

زرتشت کی جہاں اور تعریفیں کی جاتی ہیں وہ منتھرن۔ منتر گانے والا اور دوت (قاصد یا پیغمبر) کہلاتا ہے ساتھ ہی سوم کا تیار کرنے والا مشہور ہے۔ ژند اوستا میں ہوم لیشت کا بیان آتا ہے۔ منتھرن۔ دوت بھی ژند کے الفاظ ہیں۔ کیا عجب اسی کی تقلید میں حضرت موسیٰ۔ عیسیٰ اور محمدؐ کو بھی اسی خطاب سے یاد کیا گیا ہو۔ ہندوں میں ویدک رشی صرف منتر درشٹا کہے جاتے ہیں۔ سوشنٹ سنسکرت لفظ ہے۔ اور ہوم لیشت ژند ہے۔ بیان ہے جس نے سب سے پہلے ہوم تیار کیا۔ وہ ویوانہوت تھا۔ اس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا جو شاندار۔ اور رعب داب والا سردار تھا۔ اس کا نام یم تھا۔ یہ صاحب نظر تھا۔ دوسرے لڑکے کا نام اتھویا تھا اس سے تھرا ایتون پیدا ہوا۔ جس نے ازھی ہک (ضحاک) کو مارا تھا تیسرا تریتیا تھا جس کے دو لڑکے تھے چوتھا زرتشت کا باپ پوروشسپ تھا۔ اور آریان ویجیہ میں مشہور ہوا ہے (ہوما تامی پارسیوں کی کتاب سے ماخوذ)

اس دیون ہوت اور اُس کے لڑکے یم کا ذکر ویدک تحریرات میں موجود ہے دیون ہوت ہندوں کا دیوسوت ہے ورم کنست (سنسکرت یکشت تھا) پارسیوں میں اس کا نام جمشید ہے ماخوذ از فاونٹین ہیڈ آف ریلجنس)

یہ خیال کہ زرتشت کے باپ تک کا نام وید مقدس میں آتا ہے حیرت کی بات ہے زرتشت کو بعض لوگ ویدک ریفارمر بھی ماننے لگے ہیں میں ویدوں کو بہت قدیم سمجھتا ہوں۔ اور زرتشت خواہ اس کے باپ کا زمانہ گو پانچ چھ ہزار برس کے اندر کا معلوم ہوتا ہو۔ چاہے جو کچھ ہو۔ ان باتوں سے کم از کم پارسیوں کے ہندو ہونے میں کوئی شک نہیں معلوم ہوتا۔

آٹھویں فصل

اتھرووید ژنداوستا

جن کا کوئی وید نہ ہو اتھروید اُن سے منسوب ہوتا ہے اسی طرح جس کا کوئی گوتر نہ ہو۔ وہ کشیپ گوتر کا کہلاتا ہے۔ ژند کا تعلق اتھرووید سے بتایا جاتا ہے اتھرون لفظ ژند میں آتا ہے اور اس کے پوجاری بھی اتھرون کہلاتے تھے۔

اتھرون لفظ دو سنسکرت مادہ سے بنا ہے اتھ (جزو کلام چھا) یا اتھ (پیچھے) اور ری (چلنا) جو پیچھے چلے وہ اتھرو ہے

اتھروید کی ترتیب پیچھے ہوئی ہے پہلا رگ دوسرا یجو تیسرا سام اور چوتھا یا آخری خواہ پیچھے اتھرو ہے اس لئے اس کا ایسا نام رکھا گیا۔ اور اس کے معتقد اور پیرو اتھرن کہلائے۔

وید سب کے سب نظم میں ہیں نظم کو چھند کہتے ہیں۔ ژند اسی چھند لفظ کی تبدیل شدہ صورت ہے۔

اوستا سنسکرت لفظ ادستھا سے نکلا ہے اس کے معنی ہیں حالت۔ دشا۔

یہ لفظ آ اور ستھا (کھڑے ہونے) سے بنا ہے۔ ژند اوستا چھند کی دشا یا نظمی کیفیت کو کہتے ہیں۔

اس نام و نشان پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ پارسیوں کے عقائد اس پیچھلے وید کے ماتحت رکھے گئے۔

ژند میں مذہبی مسائل اور عقائد کے علاوہ بیشتر دعائیں اور پرارتھنائیں ہیں۔ زبان سمجھ میں نہ آئے گی اس سے ہم بعض اقوال کا صرف اردو ترجمہ بطور نمونہ کے پیش کرتے ہیں:

(اوستا) " اہرمزد راضی ہو وہ قابل ستائش ہے توانا و دانا و دادار "

" اپنے خالق اہرمزد! راستی اچھی ہے راستی افضل ہے "

" یہ خوشی ہے۔ خوشی اس کے لئے ہے جو پاکی میں پاک ہے "

" ہم پسند کرتے ہیں آشتا دہشت کی دعا کو۔ تاکہ اُسے پڑھیں اور یاد کرتے رہیں "

"اے مزدا! نیک اور اونچی راستی سے ہم تجھے دیکھتے ہیں تیری قربت اور اتصال کے لئے تیرے پاس آتے ہیں۔"

نبی (دودت) کی ستائش پہلوی زبان میں
(نظم جدید)

زرتشت اسفنت معنی گزیں
کہ بادا بہ رُوحش ہزار آفریں
رسول و خداوند و جہاں آفریں
خداوند اعجاز و برہان و دیں
ہمہ ریمنی از جہاں دور کرد
چو خورشید عالم پُر از نور کرد
ہر آں کے بود بر رہش بیگماں
نہ بیند غمی او بہ ہر دو جہاں
شہہ اولیا اکمل انبیا
ہمہ گمرہاں را بہ دیں رہنما

(اس نظم میں عربی الفاظ بھی آئے ہیں)

قابلِ تعظیم شایقین کی ستائش۔
(اوستا) مقدس رسول زرتشت کو یاد کرو۔
یاد کرو مقدس روح والے گشتاسب کو جو شاہ لہراسپ کا

فرزند تھا۔ یاد کرو(نام) جاماسپ جنوب کا اردا اعراف کا۔ آدرداد کا۔ معبد شاپور کا۔ معبد شہریار کا۔ معبد ہورمزد یار کا۔ بہرداد رام یار کا اور نریوسنگ دھاول کا۔
یہ مقدس روح بہشت میں ہیں اُن کو یاد کرو۔

صبح کی دُعا (اوستا کی زبان میں)

(اوستا) نمستے ہُش بامی نمستے ہُش بامی
ائیت دیم داسپ نام مزشتم دردانی
اہوم چا رتومچا یم آہُرم مزدام
ستاتھی انگورا ہے مینوش دروتو
ستاتیقی ایش ماہے کھرادروش
ستا میقی مازیں یانام دیونام
ستاتیقی وسپ نام دیونام
دنگرچا دنگھریا اوس چا آفریناہی
وسپاؤ اشااونو ستوتیش ہیتہ یائی چا
بوائی تھائی چا بُش یائی تھیائی چا

ترجمہ اُردو میں :-
نمسکار اُوشا (اُفق) کو نمسکار تجھ کو
نمسکار اُسے اچھی سے اچھی شے نذر کرنے کو۔ جو اُہُرمزد

ہے جسمانی اور روحانی خداوند! تاکہ انگرا مینو پامال ہو۔ غصہ کا دیو برباد ہو جو مہلک سلیح بند ہے۔ مازندران کا دیو برباد ہو۔ تیری ارواح برباد ہوں۔

ہم تعظیم کے ساتھ دنیا کے مقدس مرد اور عورات کو یاد کرتے ہیں جو گزشتہ زمانہ میں تھے جو حال میں ہیں اور جو آئندہ ہونگے"

(پند نامہ ملا فیروز)

فارسی

. . . .

. . . .

. . . .

. . . .

دیں بہ راست و درست کہ خدا بر خلق فرستادہ ایں است کہ زرتشت آوردہ۔ دین دین زرتشت۔ دین ہومزد۔ دادہ زرتشت

. . . .

نویں فصل

قدیم پارسیوں کے اقوال زریں

(۱) اعتدال پسندی تیغ کی طرح مفید ہے۔

(۲) جو خوشی تمام خوشیوں سے بالاتر ہے وہ نجوقی اور نیکنامی میں ہے۔ (مینو خرد)

(۳) نیک خیال نیک اقوال اور نیک اعمال - خوش عقلی کے نشان ہیں۔ (خورد ویش اوستا)

(۴) خوف اور جھوٹ میں رہنا موت سے بدتر ہے (مینوخرد)

(۵) عقل ہر قسم کی دولت سے بڑھ کر ہے اور جس عقل میں راستی اور نیکی نہیں ہے وہ عقل نہیں ہے (مینوخرد)

(۶) دوسروں کی جائداد کا خیال نہ ہو۔ محنت سے اپنی جایداد کو ترقی دے - محتاج اور غربا کی دستگیری کر (آشیرواد)

(۷) زندگی کے بعد پاکی انسان کے لئے لازمی شئے ہے یہ سب سے بالاتر نیکی ہے۔ (وندیداد)

(۸) ایمانداری کا افلاس دوسروں کی دولت پانے سے بہتر ہے۔ (مینوخرد)

(۹) خدا کی مرضی پر بھروسہ رکھنا پاکی کا قانون ہے۔ (دہپاپشت)

---

(۱۰) انسان کے بہتر تعلقات یہ ہیں۔ (۱) دشمن کو دوست بنانا۔ (۲) برے کو نیکی کی ہدایت کرنا اور (۳) بے علموں کو علم دینا۔
(شایستہ لاشایشت)

---

(۱۱) خدا نے زرتشت سے کہا " جو روشنی سب میں چمکتی ہے وہ میری ہی ہے (موسلنے)

---

(۱۲) نیک خیال نیک اقوال اور نیک اعمال ہم کو بہشت میں لے جاتے ہیں۔ (اوستا)

دسویں فصل

پارسیوں کی آتش پرستی

" پارسیوں کو آتش پرست نہ کہو یہ سچے خدا کے پرستار ہیں۔"
(فردوسی طوسی مصنف شاہنامہ)

ہر مذہب کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ ظاہری۔ درمیانی اور باطنی۔
ظاہری تو کرم کانڈ یا شریعت ہے درمیانی گیان کانڈ۔

عقلی فلسفہ۔ یا معرفت ہے۔ اور باطنی روحانی عمل یا روحانیت اور حقیقت ہے کوئی طریق اِن تثلیثی مدّات یا تثلیثی انقیاد سے خالی نہیں ہے اور پارسی مذہب بھی مستثنیٰ نہیں ہوسکتا۔

لیکن زمانہ کے گردشی انقلابات نے پارسیوں پر بہت مظالم کئے ان کی وجہ سے اُن کے مذہب کی نہ صرف صورت ہی بدلی بلکہ وہ سب کچھ بھول بھلا گئے اور دنیا اُنھیں ہزار آتش پرست کہے سُنے لیکن یہ آگ آئیڈیل یا اشٹ نہیں ہے یہ صرف سمجھانے بُجھانے کرم کرنے اور دل کے متحد کرنے کا جھتھ (قبلہ) ہے۔ اس کی اہمیت رہ گئی اور اصلیت کھو گئی۔

خارجی۔ ظاہری اور معمولی شرعی مذہبی کرم صرف عوام کے لئے ہے جو ہمیشہ اور اکثر زیادہ تر لکیر کے فقیر بنے رہتے ہیں گیان یا فلسفہ عقلی انسان کی غذا ہے لیکن کرم اور گیان کی رُوح، روحانی انسان کے کام کی چیز ہے۔

پارسیوں میں تینوں تھیں اِس نشان کا نام آتش یا آگ تھا ظاہری باطنی اور روحانی۔ وقت نے ان دو کو تو غارت کر دیا صرف ظاہری آگ کی پرستش کا سامان باقی رہ گیا جان نکل گئی۔ ٹھٹھری باقی ہے اور جب یہ حالت آجاتی ہے۔ تب ہی قوم اور ملت میں مُردنی چھا جاتی ہے اور وہ مظلوم محکوم اور مغلوب ہوجاتی ہیں۔ جب تک جسم میں آگ اور حرارت

ہے تب تک وہ زندہ ہے آگ بجھی - اور جان نکلی - اور قدرت کی طاقتیں جسم کے منتشر اور برباد کرنے کی جانب مائل ہوتی ہیں۔
یہ سب کا حال ہوتا ہے - یہی گذشتہ زمانہ کا حال ہوا اور نہ صرف پارسی بلکہ ہندو بھی اس کے زیر اثر آئے ہوئے ہیں ان کی بھی آگ ٹھنڈی ہو چلی ہے فرق صرف اتنا ہے ان میں ابھی تک کچھ روحانی انسان موجود ہیں جن کی وجہ سے جان میں جان رہ گئی ہے - ورنہ یہ بھی اب تک کب کے چل بسے ہوتے یہ اُن رشیوں کا فیض احسان ہے جنھوں نے ورن آشرم کی بنیاد رکھ کر ان کو سنسکرت بنایا۔
یہ آتش پرستی ہندوؤں میں بھی ہے۔ ہندوں کی آتش پرستی دیوسوت منو سے ہے - جو خورشید اور آفتاب عالمتاب سے ہے - پارسی ہندوؤں سے نکلے - اُن کا بھی معراج خیال یہ سورج ہے گشتاسپ کے عہد تک سلاطین کا وجود اس آتش کو زندہ رکھتا آیا - گشتاسپ عجول گیا تھا زرتشت آیا - اس نے کہا "میں آسمان سے آگ لایا ہوں" وہ اُس کا معتقد ہوا - اور قدیم دین کی از سر نو ترئین ہوئی - نشیب و فراز ہوتے رہتے ہیں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں ان سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔
پیش دادی اور کیانی خاندان کے بعد لکھانی یا پارتھانی خاندان حاکم ہوئے اُن کے بعد اشکھانی اور ساسانی آئے

یہ سب کے سب زرتشتی تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ گورو کی ہدایت بھولتے گئے اور آخر میں بربادی آ گئی۔ عربوں نے تاج و تخت چھین لیا۔ اسلام کی دار و گیر نے صرف پارسیوں کے مقبوضات پر قبضہ نہیں کیا بلکہ انھیں جبر اور سختی سے ساتھ مسلمان بنا لیا آتشکدے مسجد کی شکل میں تبدیل ہوئے سورج کا آئین چھپ گیا اور چاند کے دین نے اُس کی جگہ لے لی۔

ایک مسلمان پارسی فردوسی طوسی۔ جس نے شاہنامہ تصنیف کی ہے اس عبرت ناک انقلاب کو پُر درد زبان میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

زشیر شتر خوردن و سوسمار ؏ عرب را بجائے رسانید کار
کہ ملک عجم را کنند آرزو ؏ تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

ترجمہ:۔ اونٹ کے دودھ پینے والے اور نیولوں (کے گوشت) کھانے والے عربوں کو حوصلہ بخشا کہ اُن کو پارس جیسے ملک کی خواہش ہو؟ اے آسمان تجھ پر لعنت ہے تجھ پر لعنت ہے۔

تمام ملک، ایران۔ آرمینا۔ سے لے کر کابل زابل قندھار کرمان خراسان مسلمان کر دیئے گئے۔ مشکل سے تھوڑے پارسی برائے نام اپنے ملک میں بطور یادگار ملیں گے۔ ورنہ اُن کی تمام بچی کھچی آبادی ہندوستان میں بھاگ آئی۔ آخیر ہندو دھرم اتھے مادر ہند نے اپنے آغوش مادری میں ان کو پناہ دیا اور صرف پچاس ہزار پارسی ہیں جو یہاں آباد ہیں۔

اصل میں ہندو تھے آئے سندھ میں — بستے ہیں گجرات میں اور بند میں
اصل میں اور نسل میں ہندو ہیں جو — وہ یہاں آئیں گے یک دن گو مگو
جو گئے ایسے نہ آئیں گے یہاں — مرکز ادیم ہے جب ہندوستاں
بھائی بھائی آئیں گے بچھڑے ہوئے — عارضی مسکن ہے سب بچھڑے ہوئے

پارسیوں کی آتش پرستی دین الٰہی ہے اس کی فراموشی ہی خرابی کا باعث ہوئی اور ہم ہندو آخر کیوں تباہ ہیں صرف دھرم کے چھوڑنے کی وجہ سے۔ دھرم رکشتی رکشتہ۔ جو دھرم کی رکشا کرتے ہیں دھرم ان کی رکشا کرتا ہے۔ اس کی سمجھ کمتر آدمیوں کو ہے آج نہ سمجھیں۔ دیں چھپیں برا بھلا کہیں۔ سمجھی نہ کبھی تو سمجھیں گے زمانہ جیسے تبدیلی کر رہا ہے وہ سمجھائیگا بھی۔ اس سرزمین میں ایسے ایسے انقلابات ہمیشہ سے آتے رہے ہیں آتے رہیں گے اور آخر میں یہ ہندوستان ہندو کا ہندو رہے گا۔

اس ورن آشرم کی سائنس پر بنا ہے — یہ سب کی ابتدا ہے یہ سب کی انتہا ہے
مٹتا نہیں ہے بالکل یہ سنسکار اس کا — اور انقلاب دائم ہے کاروبار اس کا

گیارہویں فصل

پارسیوں کی آتش پرستی کی جڑ

پارسیوں کی آتش پرستی کی جڑ ہندوستان کی آفتاب پرستی ہے ظاہری طور پر دنیا میں تین طرح کی آگ ہیں۔ فوقانی -

وسطانی اور تحتانی۔ ادم بھور۔ بھووہ۔ سوہ۔
بالائی آگ سورج ہے۔ درمیانی آگ چاند ہے اور سفلی آگ زمین ہے۔
آگ حرارت ہے آگ زندگی ہے آگ مقدم اور سب موخر ہیں یہ مشتعل ہے تو سب زندہ ہیں۔ یہ بجھی نہیں کہ سب مرے نہیں۔ یہ آتش پرستی اور اگنی ہوتر ہے اور اس کا پہلا تعلیم سورج ہے جسے ہم ویوسوت منو کہتے ہیں اور بعد کی تمام شاکھائیں یا سلسلۃ المشائخ اسی کے پیرو اسی کے مقلد اور اسی کے قدم بہ قدم چلنے والے ہیں پارسیوں کو آج ہم فراموشی کا ملزم اور مجرم قرار دیتے ہیں لیکن کیا بہ حیثیت ہندو ہم اس راز کو جانتے ہیں؟ نہیں یہ تمام آپ نشدوں کے اچاریہ گوروں کا دعویٰ تھا اور برہمہ رشی براہمنوں کو وہ کہا بھی کرتے تھے تم میں گیان کبھی نہیں تھا یہ کشتریوں کی میراث ہے تمھاری میراث کرم کانڈ ہے۔ اور وہ سلسلہ بری بھلی۔ بگڑی سکڑی صورت میں اب تک چلا آتا ہے۔ پارسیوں میں گیومرث طہورث وغیرہ سے لے کر لہراسپ تک راجے ہی پیشوایان دین تھے گشتاسپ نے زرتشت کی شاگردی اختیار کی تب سے تبدیلی آگئی زرتشت گو ریاضت پسند فقیر رہا ہو کوئی کوئی اسے کسی ملک کا راجہ بھی بتاتے ہیں۔ جلینی اور بدھوں

کے آچاریہ سب کے سب شاہی نسلوں سے تھے۔

درن آشرمی ہندو بچوں کی تعلیم گایتری منتر سے شروع ہوتی تھی کوئی بتا دے ان کے سامنے کیا خیالی معراج یا کمائی آدرش رکھا جاتا تھا؟ وہ آدرش سورج تھا سوتیہ سورج کو کہتے ہیں اور سورج کون ہے؟ ولیوسوت منو۔ جی بھر آدے اس کی خوب خوب تردید کرو۔ لیکن سچائی سچائی ہے تردید کرتے کرتے خود بخود تھک تھکا کر بیٹھ جاؤ گے یہ ولیوسوت منو سورج اور ہندوؤں کا پہلا گورو تھا۔

گایتری منتر کیا ہے؟ "اوم بھور بھوو ہ سوہ تت سویتر ورنیم" بس اور کچھ نہیں۔

اس کا اردو ترجمہ کیا ہے؟ اوم سے بھو لوک بھوور لوک اور سور لوک کو (ڈھک کر) اس قابل رغبت سورج (کے سامنے آجاؤ) بھرگو دیوسیہ دھی مہی (اس دیوتا کے اثرات کو قبول کرو) دھیو یونہ پرچودیات (تاکہ وہ تمھاری بدھیوں کا پریرک اور محرک بنے) ہندو! اس ترجمہ کا ابطلان خوب خوب کرو۔ لیکن سچائی سچائی ہے سچائی کی ہمیشہ اور آخر میں فتح ہے۔

ڈھکنے کا مضمون ایش اُپنشد کے پہلے منتر میں آتا ہے۔ جو رگ ویدی ہے۔ "ایشیا واسیم ادم سرویم کنچت جگتیان جگت" یہ مذہبی تعلیم ابتدائی ہے۔ گایتری منتر سے بچوں کا سنسکار کرنا

مقصود تھا۔ سورج گورو ہے ۔ آئندہ کی اعلیٰ تعلیم جو بالغوں کے لئے مقصود تھی اور ہے ۔ یہ گورومت ہے۔

مول منترم گورو وائیم ۔ مول پوجا گورو پدم
دھیان مولم گورو مورتی موکش مولم گورو کرپا

پارسیوں میں کیا تھا؟ ابتدائی تعلیم یہ تھی :۔ نیک خیال ۔ نیک قول اور نیک اعمال بنو (اور گورو کو پراپت کرو۔) خطوط وحدانی کے درمیانی الفاظ میرے ہیں۔ علم سینہ ہمیشہ اسی طرح راز کی صورت میں دیا جاتا ہے یہ راز قدسی کہے اور رہسیہ سنسکرت ہے ۔ ہم کسی کو کھول کر کیا کہیں ! موقع موقع پر کچھ تھی راز داری کا پاس رکھتے ہوئے کہہ ڈالیں گے۔ صرف ان صفحات کو بغور پڑھتے چلو کبھی نہ کبھی سمجھ ہی جاؤ گے بغیر سمجھے ہوئے لاکھ کوشش کرو اطمینان قلب اور صفائی قلب کی صورت نہ پیدا ہوگی ۔

ہمارے سامنے ایک پارسی عبادت کی تصویر ہے جو یہاں نقل کیجاتی ہے ۔ پارسیوں سے کہو اس کی تردید کریں۔
یہ گورو کے حاصل کرنے کا سادھن ہے :۔

بارھویں فصل

آتش پرستی کی اصلیت

آتش پرستی۔ دراصل آتش پرستی نہیں ہے۔ وہ ذریعہ محض ہے مقصود نہیں ہے مقصد یزدان یا ایزد ہے جس سے قدرت میں ہر شے کا ظہور ہے۔ یہ زندگی کی دھار کی صورت ہے جو آفتاب حقیقت سے "قدرتاً" برآمد ہوئی ہے اور اسی وجہ سے اس کی تعظیم اور تکریم ہے۔

عالمگیر اور غیر محدود آگ خدا کی خدائی ہے اور محدود جسمانی آگ بندہ کی خودی ہے دونو ہی غیر مادی یا مادہ کی الطف صورتیں ہیں۔ اس خودی کی محدود آگ کو یزدانی عالمگیر آتشکدہ کی مشتعل آگ میں ملا دینا اور ملا رکھنا ہے۔ یہ پارسی آتش پرستی کی اصلیت ہے۔

قطرہ کو بحر میں دراصل ملا دیتا ہے ۔ جز خودی کی اسی صورت سے ملا دیتا ہے
ذرہ خورشید منور سے ملے ہے یہ غرض ۔ جز خودی کی اسی صورت سے ملے ہے یہ غرض
بندہ ایزد سے ملے وصل ہو حق کا حاصل ۔ نفس کو مٹ کے ہو جائے وہ حق میں کامل
آگ الفت ہے محبت ہے وہ ہو شعلہ فگن ۔ دور ہو جائیگے نہ پاس آئیے یہ شیطان کے فن
نفس کے خطروں سے حاصل ہوئی جس وقت نجات ۔ ذات پھر ذات سے ملکر ہوئی قائم بالذات

جن لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ پارسی ضدین سے

معتقد ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں دنیا میں ہر جگہ ہر شے جوڑا جوڑا نظر آتی ہے ایک ناقص ہے دوسری کامل ہے۔ ناقص کا نام اہرمن یا شیطان ہے کامل کا نام اہرمزد یا یزدان ہے اہرمن بدی ہے اہرمزد نیکی ہے۔ بدی کو چھوڑو۔ نیکی کی طرف چلو۔ یہ پارسیوں کے مذہب کی ابتدائی تعلیم ہے من بچن کرم سے نیک بننا زرتشتی آئین کا بنیادی اصول ہے اور آتش پرستی کا دین اس کا محرک بن کر اصلیت کی طرف لیجاتا ہے۔ جہاں تک ہم نے مطالعہ کیا ہے پارسی دو خداؤں کے معتقد نہیں ہیں بلکہ دو مختلف اصول کو ذہن نشین کرکے نقص کی طرف سے کمال کی جانب جانے والے ہیں۔

اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ان کی گاتھاؤں میں وحدت پرستی کی روح نہ رہتی۔ ہندو دھرم دنیا میں سب سے زیادہ مکمل بلکہ ہر پہلو سے مکمل ہے اُس میں تثلیث ہے اثنیت ہے وحدت ہے مذہبی بچے ایشور جیو پرکرتی مانتے ہیں مذہبی بالغ صرف پُرش پرکرتی کو مانتے ہیں اور مذہبی ادھیڑ بوڑھے وحدت کے قایل ہیں۔ اصلی وحدانیت کی تعلیم اگر کہیں مکمل صورت میں نظر آتی ہے تو وہ صرف اسی میں ہے باقی سب اسی کے خوشہ چیں ہیں اور اس نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ سب کے مطمئن کرنے کا سامان اپنے اندر رکھ چھوڑا ہے یہ انتظام اور

کسی میں نہیں ہے سب خیال کے ایک ایک شاخ میں لٹکے
ہوئے جھول رہے ہیں۔
ہندو کہتے ہیں "ایکو برہم دوتیو ناستی" "ایک ہی برہم ہے
اور دوسری (ہستی) کوئی نہیں ہے" اس جملہ میں ذرا بھی شرک
کی بو نہیں ہے یہاں تک کہ رحمان اور شیطان کی اشتراک کی
گنجائش تک نہیں ہے۔
زرتشتی دین میں اس جملہ کی مشابہتی صورت دیکھو "نیست
ایزد ما ار یزداں" سوا ایزد کے اور کوئی ایزد نہیں ہے"۔
اسی کا لفظ بہ لفظ عربی ترجمہ ہے "لا الہ الا اللہ" سوا اللہ
کے اور کوئی اللہ نہیں ہے کیا یہ وحدت نہیں ہے؟ اور زرتشت
کے دین میں اس خیال کی کمی نہیں ہے۔
جس وقت پارسی زبردستی مسلمان بنائے گئے وہ زرتشتی
مذہبی اثرات کو یکبارگی اپنے اندر سے نہ نکال سکے۔ تصوف
کے پیوندی سلسلہ سے کام لیا۔ اور اس آتش پرستی کے
تعظیمی جذبہ کی مثال ہم صوفیوں کے اس قسم کے اشعار میں
پاتے ہیں۔
آتشے از عشق در جاں بر فروز   سر بسر فکر عبادت را بسوز (مولانا روم)

بدہ ساقیا آب آتش لباس   کہ مستی کند اہل دل التماس (سعدی)

تیرھویں فصل

یگیہ (جشن) سوم (ہوم) وغیرہ وغیرہ

ہندو اور پارسی دونوں کے لیے مختصر ہدایت آتش پرستی کے سلسلہ میں یگیہ پوجا ہے۔ پوجا کسی سب سے زبردست طاقت کی تعظیم ہے جس پر نظام کائنات کا انحصار ہے اور اس کا رسمی طریقہ آگ روشن کرنا اور آگ کو عبادت کا ذریعہ بنانا ہے یہ طریقہ دو طرح پر رائج تھا اندرونی اور بیرونی۔

بیرونی تو رسمی شریعت بن گیا اور باہری کا باہری رہ گیا دنیا خارج پسند خارج ہیں اور لکیر کی فقیری پر زیادہ مرتی ہے۔

باطنی آتش پرستی یوگ کا اندرونی عمل ہے وہ رازداری کے پردوں میں چھپتے چھپتے پہلے علم سینہ بنا۔ جو امر لازمی تھا وقت آیا جب اس یگیہ (جشن) کو ہندو اور پارسی دونوں ہی بھول گئے۔ اور اب تک بالکل بھولے ہوئے ہیں۔

یگیہ کے وقت دونوں گروہ سوم رس پیتے تھے اور اس کے سرور میں مسرور ہوا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ یہ کسی جڑی بوٹی کا۔ جوشاندہ رہا ہو جو اب نایاب ہے۔ کیونکہ خارج پسند آدمی باہری لوازمات کے دلدادہ ہوا کرتے ہیں۔ اور آجکل کے بھنگ نوش اور گانجا نوش فقیروں کی طرح کسی نشیلی چیز

میں مست ہو جاتے رہے ہوں میں کسی کو جھٹلاتا نہیں ہوں۔ لیکن سوم چاند کو کہتے ہیں چاند سے امرت برستا ہے اصلی اور باطنی یگیہ کرنے والے اسے پیا کرتے تھے چاند سے امرت برسا کرتا ہے۔ یہ کہاں ہے، کہاں برستا ہے؟ یہ انسان کے دماغ میں ہے اور وہاں ہی پیا بھی جاتا ہے۔ اب تک آتش پرست یگیہ کرنے والے اسے ممکناً پیتے ہوں گے۔ چاند جیسے باہر ہے ویسے ہی انسان کے اندر بھی ہے اور یہ یگیہ یا باطن کا جشن انسان اپنے دماغ کے اندر مناتا تھا۔

اس عمل کا نام شِرو درت یعنی سر میں درت کا دھارن کرنا تھا۔ وہاں ہی آگ یا تین طرح کی آگیں روشن کی جاتی تھیں اس کا اشارہ محقق کو منڈک اُپنشد کی مختصر نسخہ میں مذبذب زبان میں ملیگا۔

باطنی یگیہ اور باطنی مستی کے سلسلہ میں تین قسم کے حیوانی جذبات کی قربانی مقصود تھی انھیں گومیدھ اسومیدھ اور نرمیدھ کہتے تھے گو گائے کو بھی کہتے ہیں اور اِندری کو بھی کہتے ہیں اسو گھوڑے کو بھی کہتے ہیں اور استعارہ کی زبان میں شوخ اور چنچل من سے بھی مُراد لیجاتی تھی نر آدمی کو بھی کہتے ہیں اور اس سے انسانی انانیت بھی سمجھی جاتی تھی۔ یہ تین عمل باطنی یگیہ کے تھے۔ اندری۔ من اور غرور یا

اہنکار کا مارنا مقصود تھا باطنی عمل تو گیا گزرا جانوروں کے کباب کھانے اور یگیہ کی آگ میں گوشت پکانے کا رواج کب سے ہوا اُس زمانہ کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

غرضیکہ پارسی تو جیسے تیسے رہے ہوں ہندو بھی اس سے نابلد اور ناواقف ہو رہے ہیں دیوی دیوتاؤں کی بھرمار مزید بر آں! ہندوؤں میں سے ایک گروہ کو ان باتوں سے نفرت ہوئی وہ مخالف ہو گئے اور قدیم طریق کو نہ صرف تبدیل کر لیا بلکہ علیحدہ رسمی آئین کی بنیاد ڈالی۔ یہ پارسی تھے لیکن تھے تو آخر ہندو آخر کہاں تک بدلتے۔ بدلتے بدلتے بھی مروجہ اصطلاحات کو ساتھ رکھا۔

غضب ہو گیا۔ تینتیس کوٹی کے روشن قدرتی طاقتوں کو تینتیس کروڑ کر دیا گیا۔ ان کی تعداد صرف یہ ہے۔

آٹھ وسو
گیارہ رُدر
بارہ آدِتیہ
ایک اندر
ایک پرجاپتی تھے

۸ + ۱۱ + ۱۲ + ۱ + ۱ = ۳۳

ایک تو یہ زیادتی ہوئی دوسرے بلدان کا رواج ہوا دو تو

قابل نفرت عمل تھے جو رواج پذیر ہو گئے اور اختلاف خیال کی گنجائش کا موقع ملا۔

یگیوں میں پشوؤں کے بلدان کی نفرت نہایت زوردار لہجہ میں ورہد آرینک اُپنشد میں دلائی گئی ہے اور وہ بھی یاگیہ ولکیہ رشی کی زبان سے جو دواپر کے آخری دور میں ہوا اور جنک اور شری رام چندر جی کا ہمعصر تھا اور ہم اس زمانہ کو پارسیوں کے ترک وطن کا پہلا دور قرار دیتے ہیں دوسرا پرسرام کی خونریزی کو تیسرا مہا بھارت کی خانہ جنگی کے بعد۔ گو آمد و رفت اور باہمی تعلقات کا ربط ضبط بعد میں بھی جاری تھا یہاں تک کہ ویاس اور شنکراچاریہ کے زردشت سے ملنے کا تذکرہ خود ژند کے صفحات میں موجود ہے۔

ژند پراکرت بھاشا اور سنسکرت کی کثیف صورت ہے اور اس کے مذہب کی بنیاد اتھرو وید کی تعلیم میں ہے جس کے معلم۔ معبد اور پوجاری خود آج تک اتھرون کہلاتے ہیں۔

اس تحریر کا مقصد بالخصوص ہندوؤں کو روشنی میں لانا ہے گو میں نے اپنے طور پر پارسیوں کی کچھ تعداد کو بھی چتانا شروع کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی ہندو اصل و نسل کو سمجھیں میں انھیں اندرونی آتش پرستی اور باطنی

سوم نوشی کی ترکیب کا عامل بھی بنا رہا ہوں جن میں کئی کئی مسلمان صوفی تک شامل ہیں اور اس نورانی طریق کے معتقد اور اندرونی سوم یا چاند کے امرت رس پینے والے بھی ہو گئے ہیں۔

افسوس ہے کہ میں ہندو ہوں، ہندوؤں سے میرا تعلق زیادہ ہے۔ سچی بات کہتا ہوں تو کوئی مانے گا نہیں۔ لیکن کہنے سے نہیں رکتا۔ وہ یہ ہے کہ اس انگریزی امن و امان کی برکت میں بھی ہندو ہندو مذہب کو نہ جانتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اور سمجھانے پر لڑتے جھگڑتے اور کج بحثی کرتے ہیں۔

اس موقع پر تم کو ایک بات سناتا ہوں مجھے پرنو प्रणाव لفظ کی ماہیت دریافت کرنے کی حاجت اور ضرورت پیش آئی پوچھا گچھا کسی ایک نے بھی معقول جواب نہیں دیا۔ پنڈت بھگوان داس جی نے پرنو واد کی چار جلدیں انگریزی اور سنسکرت میں طبع کرائی تھیں۔ انھیں تھیاسوفیکل سوسائٹی اڈیار (مدراس) سے منگا کر پڑھا مطلب براری نہ ہوئی۔ چونکہ وہ سنسکرت کے پنڈت اور با اخلاق بزرگ ہیں ان کو لکھا کہ یہ پرنو کیا چیز ہے؟ آپ نے بڑی محبت سے دیاکرن وغیرہ کے موافق سمجھانے کی کوشش کی۔ میری سمجھ میں نہیں آیا ان کے اور تمام تصانیف مطالعہ کئے۔ کام نہیں نکلا

آخر ودہد آرینک اور چھاندوگیہ اُپنشدوں سے خود بخود یہ گتھی سلجھی۔ پرنو وہ ہے جس کا تعلق براہ راست پران سے ہے میں اس کا عامل ہوا۔ اور اب بالکل مطمئن ہوں میرے ساتھیوں کو بھی اس سے بہت فائدہ ہوا۔

کین اُپنشد کی ٹیکا لکھتے وقت 'اُما' لفظ پر بھی مجھے اڑنا پڑا۔ کسی نے اُما کو شوجی کی بیوی بتایا کسی نے کچھ کہا شنکر اچاریہ کی ٹیکا دیکھی سب بے سود! آخر اسی پرنو واد کے سلسلہ میں یہ عقدہ خود اسی کتاب سے حل ہوا۔

یہ ہماری ناواقفیتوں کی کیفیت ہو رہی ہے اگر اس پر کوئی ہندوؤں کے قدیم طریق پر حرف گیری کرے تو بے جا کیا ہے!

یہاں تک میں نے ہندو اور پارسی قوموں کے درمیان مشابہتی پہلو قائم کر کے دکھا دیئے اور وہ سمجھدار کے لئے کافی ہیں آئندہ جلدوں میں دنیا کے اور اقوام کی نسبت اس مضمون پر بحث کی جائے گی جو اُمید ہے کم دلچسپ نہ ہوگی۔

چودھویں فصل

رسم آتش پرستی اور سوم رس پینے کی مستی کی دعا

دے آتشِ حیات ہو آتش کی زندگی   مخمور ہو کے دل سے کروں تیری بندگی
ہو حریت کا جذبہ مرے دل دماغ میں   پروانہ نفس کا جلے اُن کے چراغ میں

آنکھوں میں نور ہو مرے دل میں سرور ہو   آتش کا سانس سانس میں میرے ظہور ہو
جو آگ ماہ و مہر میں رہتی ہے شعلہ زن   وہ کر عطا نہ دنیا کی خلقت ہو خندہ زن

انسانیت ہو خلق ہو نیکی ہو نیک ہوں   تو خود ہے نور نور کی تمثیل میں بنوں
جب آگ زندگی ہے حرارت کی ازدیاد   آتش کی زندگی میں عطا کر دے امتداد

جو چاند میں ہے نور وہ آبِ حیات ہے   وہ ذات پاک اور ستودہ صفات ہے
جس نور کا خمیر ہے نورانی آفتاب   چشمہ ہے اُس کے نکلے ذرا بہہ کے آب و تاب
یہ آب و تاب جلوہ ہے اُس نور کا اگر   مجھ کو نہ اُس عطیہ سے محروم و دور کر

مستی کی مستی، مستی کی ہستی نصیب ہو   آتش کے جسم و جان کی لیستی نصیب ہو
[illegible] بیانی آئے یہ آتش زباں میں ہو   آتش زبانی سوجھے یہ آتش بیاں میں ہو

سینہ میں آگ آگ ہمارے جگر میں ہو — حدت ہو خون میں تو حرارت کمر میں ہو
جلوہ فروز آگ ہے سرچشمہ نور کا — جلوہ جمالی اور جمالی ہے طور کا

سورج میں آگ آگ ہے بدر منیر میں — یہ آگ زندگی ہے جوان اور پیر میں
جو حسن میں چمکتا ہے بستاں کے آب تاب — وہ آگ کا کرشمہ ہے اور تاب خود ہے آب
یہ آفتاب کیا ہے؟ فقط ہے یہ آب و تاب — اور آب و تاب ہی کو لکھا کرتے ہیں شباب

پیر مغاں کا میکدہ ہر دم وسیع ہو — بستی میں اس زمین کے وہ دائم رفیع ہو
زرتشت آگ لایا تھا جو آسمان سے — جانے نہ پائے دہر کے نام و نشان سے

---

(۲)

مستی کی مستی، مستی کی مستی میں مستی ہو — ہستی عطا ہوئی تو وہ مستی کی ہستی ہو
بھٹی ہے شمس اس پہ چڑھا بھبھکا چاند کا — وہ ہے شراب جو کہ فلک سے برستی ہو
میں سوم رس کو پی کے ہوں مسرور اس طرح — حالت کو میری دیکھ کے دنیا ترستی ہو
سرشار رند بن کے پلاؤں ہر ایک کو — چاہے کوئی ورکت ہو چاہے گرہستی ہو
اے پیر مغ ہمیشہ ہو آباد میکدہ — سارے جہاں کے ہنے کی وہ اچھی بستی ہو

(۳)

پلا پلا دے پلا پلا دے پلا پلا کر نہال کر دے
شراب آتش کے رنگ کی ہو۔ کرم کا اپنے کمال کر دے

ہو آنکھ کے روبرو ہمیشہ نظارہ خورشید آسماں کا
دکھا دکھا صورتِ منور جہاں کو محوِ جمال کر دے

سرور ہو نور کا تماشہ۔ سرور ہو نور کا نظارہ
دلوں کو جسموں کو آپ نورانی تو بال بال کر دے

جہاں مصیبت کدہ بنا ہے ہر ایک ہے رنج اور غم میں
نظر سے دیکھ اُن کی صورتوں کو بلاؤں کو پائمال کر دے

دھولا گری پربت کے آئندہ نمبروں میں چھپنے والی کتابیں چلتی چلتی، رموز گداگری
دیہاتیوں کے مزیدار قصے حصہ اول و دوم ہیں جو نہایت دلچسپ اور مفید ہیں ناظرین
شوق سے انتظار کریں۔ منیجر

ادھبُت آپاسنا یوگ

مُصنّفہ مہرشی شیو برت لال صاحب

(سہج۔ عملی۔ عام فہم۔ سلیس بچوں کی زبان سیدھے سادے خیالات میں)

جو لوگ اپنے اندر یوگ کا ادھکار اور سنسکار پاتے ہوں۔ سیکشا اور دکشا کی کمی کی وجہ سے جنھیں ابھیاس میں لطف نہ آیا ہو گھٹ میں جن کا راستہ نہ کھلا ہو۔ یہ صرف اُنھیں کے کام کی چیز ہے عوام الناس میں یہ کتاب تقسیم نہ کی جائیگی۔ لوگ پڑھیں زندگی عملی بنائیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ شرائط حسب ذیل ہیں۔

(۱) اخلاقاً یہ عہد کرنا پڑے گا کہ کتاب کسی اَن ادھکاری کو نہ دکھائی جائے۔

(۲) یہ پڑھے (الف) مذہبی مباحثہ میں نہ پڑے (ب) تنگ دلی تعصب اور ہٹ دھرمی سے پرہیز رکھے (ج) کسی کے اشٹ یا اُپاسیہ دیو کا کھنڈن نہ کرے (د) نہ شیخی میں آکر کسی کی دلآزاری کرے (لا) عمل و شغل کا سلسلہ روزانہ جاری رہے (۵) واچک گیان یا زبانی جمع خرچ سے کنارہ کش رہے (۶) گوشت یا شراب کے استعمال سے تائب ہو۔ جو ان معمولی اور اخلاقی معاہدوں کی پابندی کر سکے صرف وہ درخواست خریداری بھیجے۔ قیمت عہ پیشگی آنے کتاب مجلد ہو کر بذریعہ رجسٹری بھیجی جائیگی۔

مزید شرائط یہ ہیں (الف) خیالات مضبوط ہوں (ب) کچھ مہینہ میں ابھیاس کے منازل طے کرنے کا خواہشمند ہو (ج) اگر چند روز کے سادھن میں راستہ نہ کھلتا ہو۔ کچھ دنوں ساتھ رہ کر عمل کرے تاکہ اگر کوئی شبہہ یا غلط فہمی دل میں باقی رہ جائے وہ سیکشا (ست سنگ) اور دکشا (اثر کیا ہم عمل شغل) کی مدد سے دور کر دیجائے جب تک دل میں صفائی نہ ہوگی اور وہ شبہات سے بھرا ہوگا سادھن نہ بن سکے گا:— قیمت پیشگی ذیل کے پتہ سے آنے چاہئیں

ڈاکٹر رام کشور سنگھ دیال

ڈاکخانہ رادھا سوامی [illegible] مرزا پور

لڑکی سے لڑکا بنانیوالی اکسیر دوا

کنور داتا

گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے — کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں
برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں — گمنام وہ بشر ہے کہ جس کا پسر
مندرجہ بالا اشعار بیچ مچ کسی دکھے ہوئے اور مایوس دل سے نکلا
معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی مایوسی دنا اُمیدی کو دور کرنے کے لئے کنور
دوا واقعی اسم بامسمّیٰ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جن لوگوں کے گھر میں ہمیشہ لڑ
ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اُن کے یہاں "کنور داتا" دوائی اگر علم عمل کے
ماہ میں استعمال کرائی جاوے تو شرطیہ لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔
معزز ناظرین! یہ وہ جواہرات ہیں جن کی قیمت ادا کرنا بڑے بڑ
دولتمندوں سیٹھوں ساہوکاروں۔ راجوں۔ مہاراجوں کی طاقت سے باہر
اولاد اور خاصکر اولاد نرینہ کی خواہش چونکہ امیر غریب سب کے دل میں
لہذا ہم نے اس مایوسوں کے سہارا۔ بے اُمیدوں کی اُمید اور پیر دل
عصاء "کنور داتا" ایسی بے نظیر دوائی کی قیمت برائے نام دس روپے
محصول بذمہ خریدار پتہ **نیجر دھولاگر فارمیسی الہ آباد**

بانجھ پن کا شرطیہ علاج

بانجھ دور

صرف دو خوراک استعمال کرنا ہوتا ہے۔ فائدہ یقینی آزمائش س
قیمت صہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔